اپنا دشمن نہ بنا دے۔ رائے عامہ کے سامنے سر جھکائے۔ دھرم۔ پُن۔ دیا۔ دان وغیرہ کاموں میں عقلمند آدمی پیشوا بنے۔ کسی کا بُرا کرنے کے لئے پیشوا نہ بنے۔ نیک اور عقلمند آدمیوں سے حسد نہ کرے۔ اپنی قوم کی تکلیف سے بے پرواہ نہ رہے۔ قابل تعظیم آدمی کی عزّت کو بٹہ نہ لگا دے۔ رنج و مصیبت میں مبتلا آدمی۔ دوست۔ سودھرمی ذات برادری میں عقلمند او رگُن وان۔ بے اولاد بہن ان سب کی پرورش کرے۔ خاندان کی عزّت دو چند کرے۔ اِس طرح بے شمار نصیحت آمیز باتیں جو قدیم دھرم شاستروں کا نچوڑ ہیں آپ نے بڑی کوشش سے فراہم کر کے جین تواریخ میں درج فرمائی ہیں۔

آجاتا ہے اور وہ خواہ مخواہ جھگڑا کھڑا کر دیتے ہیں۔ کم حیثیت شہریوں کے ساتھ بھی عمدہ سلوک سے پیش آوے۔

غیر مذہب والوں سے مناسب سلوک

اگر کسی دوسرے مذہب کا سادھو گھر پر آ جائے۔ تب مناسب طریقہ سے پیش آوے۔ اس کے لئے دل میں بھگتی نہ ہونے پر بھی مناسب دان دیوے۔ کیونکہ دان دینا گرہستھیوں کا دھرم ہے۔ اگر کوئی غیر مذہب والا تکلیف اور مصیبت میں ہو تو اس کی مدد کرنی چاہیئے۔ دکھی جیو پر دیا کرنا پرم دھرم ہے بلاتمیز مذہب و ملت ہر کس و ناکس سے شیریں بیانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے۔ غیر مذہب والوں سے بھی کوئی لائق کار خدمت دریافت کرے۔ مصیبت زدہ یتیم۔ اپاہج۔ اندھے لولے۔ لنگڑے۔ بیمار وغیرہ لوگوں کی حسب توفیق مدد کرے۔ اگر کوئی شراوک مندرجہ بالا نیک اور اُتم کام نہیں کر سکتا تو وہ اپنے مذہب والوں کی خدمت بھی نہ کر سکے گا اس لئے ضروری ہے کہ دھارمک لوگ ایسے کاموں میں حصہ لینے کے لئے کمربستہ رہیں۔

نصیحت آمیز باتیں

ہر ایک انسان کو گفتگو موقع اور محل کے مطابق کرنی چاہئے۔ جن باتوں سے نقصان کا اندیشہ ہو انھیں ترک کرے۔ انگڑائی۔ چھینک۔ ڈکار۔ ہانسی یہ سب باتیں منہ ڈھانپ کر کرے۔ سبھا میں بیٹھ کر ناک وغیرہ میں انگلی ڈالنا تہذیب کے خلاف ہے۔ اگر سبھا میں کوئی ہانسی کی بات ہو تو مسکرا دیوے۔ منہ پھاڑ کر ہنسنا شریف لوگوں کا کام نہیں ہے ہر ایک بات خوب سوچ سمجھ کر کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی کمینہ آدمی بدکلامی سے پیش آوے تو اُسے ویسے ہی الفاظ میں بدلہ دینا مناسب نہیں ہے۔ نقصان کا بہت افسوس نہ کرے۔ بلا ضرورت گہری نیند سوتے کو نہ جگا دیوے۔ کثرت رائے کو

گھر نہ جاوے۔ دیو۔ گورو ۔ دھرم اور دھن کے کاموں میں رشتہ داروں کے ساتھ شامل رہے۔ جس عورت کا مالک پردیس گیا ہو ایسے رشتہ دار کے گھر اکیلا نہ جائے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ لین دین کا بیوپار بھی اچھا نہیں ہوتا۔ بیاوی کاروبار میں اُن کے ساتھ مطابقت رکھے خاصکر دھارمک کاموں میں ایسا ضرور کرے۔ کیونکہ اگر دھارمک کام ملکر کئے جاویں تو بہت اچھا ہوتا ہے۔

گورو کے ساتھ تعلق دھرم آچاریہ کے لئے سچی بھگتی رکھنی چاہیئے اور من بچن اور کایا سے اُس کی عزت کرنی چاہیئے۔ اُس سے دھرم اپدیش شردھا کے ساتھ سُننے اور فرمانبرداری کرے۔ کسی شخص کو اپنے دھرم گورو کے برخلاف بولنے کی جرأت کرنے کا موقعہ نہ دیوے۔ گورو کی بُرائی کرنے والوں کو اپنی طاقت کے مطابق جواب دیوے۔ اگر گورو غفلت سے کوئی غلطی کرے۔ تب علیحدگی میں اُس کی بہتری اور بہبودی کو مد نظر رکھ کر اُسے سمجھا دیوے دھرم گورو کو پوتر اور نردوش کپڑا پاترا اور بھوجن دیوے۔

شہریوں کے ساتھ تعلق ہمعصر تجارت پیشہ لوگوں کے ساتھ دلی رنج و راحت محسوس کرے اور ملکی تکالیف میں برابر کا حصہ لیوے اور اُن کی حوصلہ افزائی کرے۔ شاہی دربار میں کسی کی چغلی نہ کرے کسی شہری کے ساتھ نا اتفاقی پیدا نہ کرے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ شاہی حکم کی پیروی کرے۔ باہم اتفاق رکھے۔ کیونکہ جب کمزور آدمیوں کا بھی سنگھٹن ہو جاتا ہے۔ تب وہ لکڑیوں کے گٹھے کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں۔ جب شہر والوں میں تکرار ہو جائے تب بلا طرف داری سے کام کرے۔ کسی سے رشوت لیکر چھوٹا کام نہ کرے ذرا سا جھگڑا ہونے پر کسی کی عدالت میں شکایت نہ کرے۔ راجہ کے ملازموں سے لین دین کا کام نہ کرے۔ کیونکہ اُن لوگوں کو غصہ جلدی

اس کا خاندان عمر اور شکل مناسب ہو۔ جس لڑکی کے صفات لڑکے جیسی نہ ہوں اس کے ساتھ شادی کرنا باہمی رنجش کا موجب ہے۔ شادی کے بعد لڑکے کو خانہ داری کے کاروبار سے واقف کرا کر اس پر گرہستھ دھرم کا بوجھ ڈالدینا مناسب ہے۔ جب لڑکے پر گھر کا بوجھ ہوگا۔ تب وہ کسی قسم کا برا کام نہ کرے گا کیونکہ وہ سمجھ جائے گا کہ دھن مشکل سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے فضول ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ مگر گھر کا بوجھ ڈالنے سے پہلے اسکی طاقت کا اچھی طرح امتحان کر لینا چاہیئے جس طرح کہ مہاراج پرشنا اجیت نے شرینک مہاراج کا کیا۔ لڑکے کی طرح لڑکی۔ بھتیجے۔ بھتیجی وغیرہ کے ساتھ مناسب سلوک کرنا چاہیئے۔ لڑکے کے سامنے اس کی تعریف نہ کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ صلاح مشورہ کرنا اچھا ہے۔ لڑکے کو راج دربار کے کام کاج سے ضرور واقف کرانا چاہیئے۔ کیونکہ مصیبت کا کچھ پتہ نہیں۔ اگر کوئی دشمن کسی قسم کا جھگڑا فساد کھڑا کر دیوے تب راج دربار سے واسطہ پڑتا ہے اپنے لڑکے کو غیر ممالک اور تجارت وغیرہ کے ہتکنڈوں سے اچھی طرح واقف کرا دینا چاہیئے تاکہ اگر کسی ضروری کام کے لئے غیر ممالک میں جانا پڑے تو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اگر لڑکے کی والدہ سوتیلی ہو تو اس کے ساتھ اور بھی بہتر سلوک کرنا چاہیئے۔

رشتہ داروں سے تعلق رشتہ داروں کی ہمیشہ عزت اور تعظیم کرنی چاہیئے اگر کوئی رشتہ دار غریب ہو یا بیمار ہو اس کی مدد کرے۔ کیونکہ رشتہ دار کی مدد کرنا اپنی مدد کرنا ہے۔ کسی رشتہ دار کی عدم موجودگی میں اس کی چغلی نہ کرے اُن کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہ کرے۔ اگر کسی تعلق دار کے ساتھ محبت بڑھانی ہو تو اس کے ساتھ فضول قیل و قال اور ہنسی ٹھٹھا۔ گالی گلوچ سے پیش نہ آوے۔ اگر دوست گھر پر نہ ہو۔ تب اکیلا اس کے

ثابت ہوتی ہے اگر استری سیدھی اور کم عقل ہو۔ تب اُس کے ساتھ اور بھی زیادہ نرمی سے پیش آنا چاہیئے۔ مگر استری کو گھر میں پردھان نہ بنا دینا چاہیئے۔ جب وہ دھرم کا کام کرے۔ تپ کرے یا چار تر لیوے۔ تب تھوستو کرے اور دان دیوے۔ جب وہ دیو پوجن یا تیرتھ یاترا کرنا چاہے اُسے مدد دیوے اور اُس کے نیک کاموں میں کسی طرح رکاوٹ نہ ڈالے کیونکہ استری جو بھی دھرم کا کام کرتی ہے پتی بھی اُس کے پھل کا حصہ دار ہے کیونکہ اس کا مددگار وہ بھی ہے۔

بیٹے سے تعلق باپ کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کی عمدہ اور مقوی غذا سے پرورش کرے۔ جس قسم کے کھیلوں میں اُسکی دلی توجہ راغب ہو اُس قسم کے کھیل کھلاوے۔ عمدہ مقوی غذا سے لڑکے کی عقل شکل اور طاقت بہتر ہو جاتی ہے۔ طبیعت کے مطابق کھیل کود سے جسم تندرست اور توانا ہو جاتا ہے۔ اور جسم کے اعضا ربیڈول اور ڈھیلے ڈھالے ہونے کی بجائے سڈول اور طاقتور ہو جاتے ہیں۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو دیو گورو اور دھرم اور نیک لوگوں کی صحبت سے فیضیاب کریں۔ شریف خاندان سوشیل اور اعلیٰ چلن کے لڑکوں کیساتھ اُس کی دوستی کرائے۔ کیونکہ نیک صحبت انسان کو نیک سیرت بنادیتی ہے۔ نیک دوست اُسے گمراہ راستہ سے بچاتا ہے۔ جیساکہ ابھے کمار کی دوستی سے آردرکمار کے خیالات نیک اور پوتر ہوگئے۔ لڑکے کی شادی شاستر کے مطابق پچیس سال کی عمر میں ہونی چاہیئے۔ اگر ایسا نہ ہوسکے تو اٹھارہ سال کی عمر سے پیشتر ہرگز نہ ہونی چاہیئے کیونکہ کمسن عمر کی شادی ازحد نقصان دہ ہے۔ اس سے طاقت اور عمر کم ہوجاتی ہے۔ جب لڑکی سے شادی ہو

جو اور کوئی ہوں اُن کے ساتھ نیک سلوک رہے۔

اِستری کیساتھ تعلق اِستری کو صدق دل اور خوش بیانی اور شیریں کلامی سے گرویدہ بنانا چاہیئے۔ دلی پریم اور سچّی محبّت یقیناً پریم کا جیون ہے۔ جب اِستری کو محبّت کا یقین ہو جاوے۔ تب وہ اپنی صفات حمیدہ سے پتی کو خوش رکھنے کی کوشش کرے گی۔ خاوند کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی بیوی کو خدمت کا موقع دیوے زمانہ خاندان اور حیثیت کے مطابق بیوی کو زیور اور لباس پہنانا زیب دیتا ہے۔ اُسے بدچلن آدمیوں کی صحبت اور مکّار فقیروں اور سادھوؤں کی زیارت سے باز رکھنا چاہیئے۔ گھر کا کام کاج رسوئی وغیرہ۔ رشتہ داروں کی خاطر و تواضع دان وغیرہ دینا یہ سب اِستری کا کام ہے۔ نیک بخت بیوی کا فرض ہے کہ وہ علی الصباح خواب راحت سے بیدار ہو کر نت نیم سے فارغ ہو کر گھر کی صفائی کرے۔ دودھ کے برتن دھوئے چوکے چولہے کے متعلق کام کرے۔ اپنے برتن صاف کرے۔ اناج پیسے۔ گائے بھینس دوہے۔ دھی بلووے۔ رسوئی کرے۔ اور گھر کے آدمیوں کو کھلائے۔ ساس۔ پتی۔ نند۔ دیور۔ اِن سب کا ادب کرے۔ اگر اِستری کو توجہ خانہ داری کی جانب مبذول نہ کرائی جاوے۔ تب چنچلتا سے عیش و عشرت کی جانب رجوع ہو جاتی ہے۔ کام میں لگے رہنے سے اُس کی حفاظت ہوتی ہے۔ اِستری کو نہ دیکھنے سے یا بہت دیکھنے سے اور دیکھ کر نہ بولنے سے یا بول کر بے عزّت کرنے سے اور تکبر کرنے سے محبت ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر وہ بھول جائے تو اُسے سمجھا دینا چاہیئے۔ دو بیویاں ہرگز نہ کرنی چاہئیں۔ کیونکہ وہ تکلیف دہ

پُتر کے دھن پیدا کرنے سے سُکھ مانتی ہے۔ جب لڑکا طاقتور ہو۔ دھرم میں مضبوط ہو اور نیک چلن ہو۔ تب اُفضل کی ماتا سُکھ مانتی ہے۔

بھائی کیساتھ تعلق بڑا بھائی پتا کی مانند ہے اِس لئے چھوٹے بھائی کا فرض ہے کہ ہر ایک کام میں اُس کی رائے لیوے۔ سوتیلے بھائی کے ساتھ شری رامچندر اور لچھمن جی کے مانند محبّت رکھنی چاہیئے۔ اِسی طرح بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کی بیوی بچّوں کے ساتھ مناسب سلوک رکھنا چاہیئے۔ کاروبار میں بھائی کا مشورہ اچھا ہوتا ہے اس سے کوئی بات خفیہ نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور نہ ہی دھن دولت چھپانا چاہیئے۔ چھوٹے بھائی کو اِس قسم کی تعلیم دیوے کہ کوئی اُس سے فریب اور مکر نہ کر سکے اگر بھائی بدصحبت اور بے ادب ہو جائے۔ تب خود درست کرے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو بھائی کے دوست سے درستی کرائے رشتہ داروں۔ چچا۔ ماما۔ سسر کی مدد سے بھائی کو راہِ راست پر لاوے۔ لیکن خود لعن طعن نہ کرے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایسا کرنے سے بے شرم ہو جائے اور مقابلہ کرے۔ اِس لئے دِل میں محبّت رکھے اور اُسے ایسا ظاہر کرے کہ وہ اس کا خیر خواہ ہے۔ جب تک وہ راہِ راست پر نہ آجاوے۔ اُس کے ساتھ صاف دل شیریں اور محبت بھرے الفاظ سے پیش آوے۔ اگر وہ کسی طرح گمراہ راستہ کو نہ چھوڑے۔ تب ایسا خیال کرے کہ اُس کی خصلت ہی ایسی ہے۔ بھائی کی بیوی اور بچّوں کو اپنی بیوی بچوں کی مانند سُکھ میں رکھے۔

سوتیلے بھائی کے ساتھ اور بھی زیادہ محبّت کرے تاکہ وہ یقین رکھے اور لوگوں میں کسی قسم کی بدنامی نہ ہو اس طرح ماتا پتا اور بھائی کی مانند

ہے۔ اگر والدین کبھی سخت کلامی سے پیش آویں۔ ہرگز غصہ نہ کرنا چاہیئے۔ دھرم کے متعلق باپ کی جملہ خواہشات کو حتی الوسع پورا کرنے کی بیٹا کوشش کرے۔

ماتا سے تعلق پتا کی مانند ماتا سے برتاؤ رکھنا اور بھی ضروری ہے۔ بلکہ ماتا کی فرمانبرداری پتا سے بھی بڑھ کر کرے۔ دیو پوجا۔ گورو سیوا۔ دھرم اُپدیش سُننا۔ سات کھیتروں میں دھن لگانا۔ تیرتھ یاترا جانا۔ یتیموں کی مدد کرنا وغیرہ وغیرہ نیک کاموں میں ماتا کی دلی خواہشات پوری کرنا نہایت ضروری ہے۔ جو شخص اپنے والدین کو شری ارہنت کے فرمائے ہوئے دھرم کی جانب زیادہ راغب کرے۔ اُس سے بڑھ کر دُنیا میں اور کوئی اُپکار نہیں ہے۔ ماتا پتا کی سیوا کا بدلہ صرف اسی طرح ادا کیا جا سکتا ہے اور کوئی طرح سے بھی اُن کا عوض انسان ادا نہیں کر سکتا شری ستھانانگ سوتر میں تحریر ہے۔ کہ ماتا کی سیوا بھگتی کا پھل پتا کی سیوا بھگتی سے بڑھ کر ہے۔ اِس لئے ماتا کی دلی آرزو بالضرور پوری کرنی چاہئے کیونکہ عورتوں کی عادت ہے۔ کہ وہ تکلیف کو زیادہ محسوس کرتی ہیں۔ پس جس کام میں ماتا کو تکلیف ہو نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پتا سے بھی ماتا زیادہ پرستش کے قابل ہے۔ کہا ہے کہ

اوپادھیائے سے دس گنا آچاریہ اور آچاریہ سے سو گنا پتا اور پتا سے ہزار گنا ماتا کی سیوا کرے۔ پشو جب تک دودھ پیتا ہے۔ ماتا کو ماتا سمجھتا ہے۔ متوسط درجہ کے لوگ جب تک ماتا کام کرتی ہے۔ تب تک ماتا سمجھتے ہیں۔ مگر افضل آدمی تا زندگی ماتا کو تیرتھ کی مانند تصوّر کرتے ہیں۔ پشو کی ماتا پتر سے سکھ مانتی ہے۔ متوسط آدمی کی ماتا

اور جو کچھ جسمانی طاقت کو بڑھانے کے لئے خرچ کیا جاوے اُسے بھوگ روپی کہتے ہیں اور جو اِن دونوں میں کسی پر بھی نہ لگایا جائے اُسے پاپ روپی کہتے ہیں۔ دھن کو ہمیشہ دان وغیرہ کے ذریعہ نیک کاموں میں لگانا چاہیئے۔ اگر تھوڑا دھن ہو تو تھوڑا خرچ کرے۔ دھن کمانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن طمع کرنا مناسب نہیں ہے۔ دھرم۔ ارتھ اور کام ہر ایک چیز اپنے وقت پر ہونی چاہیئے۔ لیکن کام میں سرتاپا مشغول ہونا چاہیئے۔ جو دھن کمایا جائے وہ انصاف سے کمانا چاہیئے۔ اور اُسے سپاتر میں لگانا چاہیئے۔ جس کا بیوپار شدھ ہے۔ اُس کا دھن بھی شدھ ہے۔ جس کا دھن شدھ ہے۔ اُس کا آہار شدھ ہے۔ جس کا آہار شدھ ہے۔ اُس کا جسم بھی شدھ ہے۔ جس کا جسم شدھ ہے وہ دھرم کے یوگیہ ہے اِس لئے ایسا آدمی جو بھی کام کرتا ہے اُس میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

پتا سے تعلق پُتر کا فرض ہے کہ پتا کی زیادہ سے زیادہ سیوا بھگتی کرے۔ ہمیشہ ادب سے پیش آوے اور ہر وقت فرمانبردار اور کمر بستہ رہے۔ پتا کے ہاتھ پاؤں دھووے۔ اُٹھنے بیٹھنے ہر طرح سے اُس کی مدد کرے۔ ملک اور زمانے کے مطابق خوراک۔ پوشاک اور دیگر ضروریات مہیا کرے۔ کسی بات کے لئے ضد نہ کرے۔ پتا کی خدمت خود کرے۔ خادم سے نہ کراوے۔ پتا کی بھگتی کی جو آدرش مثال شری رامچندر جی نے قایم کی ہے۔ اُس کی حتی الوسع تقلید کرے۔ پتا کا حکم سُن کر اُسے ٹالنے کی کوشش نہ کرے۔ ہر ایک کام پتا کی رضامندی اور اجازت سے کرے۔ ماتا۔ پتا۔ گورو اور دھرم شاستر کی فرمانبرداری کرنے والے کو ہر ایک چیز کا اصلی سروپ ظاہر ہو جاتا

نہ اُٹھانا چاہیئے۔

سفر۔ بغیر خرچ سفر نہ کرنا چاہیئے۔ سفر میں بہت سونا اچھا نہیں۔ راستہ میں کسی اجنبی کا اعتبار کرنا نامناسب ہے۔ کسی کے گھر اکیلے جانا واجب نہیں۔ پرانی کشتی پر سوار ہونا۔ دریا میں اکیلے داخل ہونا۔ جنگل جگہ پر بغیر بندوبست کے جانا۔ کینہ ور۔ عیاش اور بخیل ہمراہی کے ساتھ غیر ملک میں سفر کرنا نہ چاہیئے۔ ہر ایک کام ٹھیک وقت پر کرنا چاہیئے۔ اس میں ہرگز غفلت نہ ہو۔ کپڑے ہمیشہ صاف رکھنے چاہئیں۔ خاصکر جب کسی اور جگہ جانا ہو۔ تو صفائی اور عمدہ پوشاک کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ ایسا کرنے سے کام میں سہولیت ہو جاتی ہے۔ ہر ایک کام نوکار منتر پڑھ کر اور شری گوتم جی وغیرہ گندھروں کو نمسکار کر کے کرنا چاہیئے

سالانہ منافعہ ہر ایک آدمی کو اپنی نیک کمائی میں سے کچھ نہ کچھ دیو گورو بھگتی کے واسطے ضرور نکالنا چاہیئے۔ ہر ایک آدمی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنے سالانہ منافعہ میں سے خاص مقرر حصہ نکالکر سات کھشیتروں میں ضرورت کے مطابق دان کے طور پر لگا دے۔ جب منافعہ ہو۔ تب ارادے کے مطابق روپیہ دھرم کیواسطے نکالے۔ کیونکہ بیوپار کا مطلب دھن کمانا ہے اور دھن کمانے کا فائدہ تب ہی ہے جب کہ کچھ حصہ دھرم پر بھی لگایا جاوے۔ ورنہ بیوپار وغیرہ نرک اور تریچ گتی کا موجب ہے۔ اگر کچھ روپیہ دھرم میں خرچ کیا جاوے تب دھرم دھن کہا جاتا ہے۔ اگر کچھ بھی دھرم میں نہ لگایا جاوے۔ تب پاپ دھن کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جاہ و جلالی تین قسم کی ہوتی ہے۔ دھرم ردھی بھوگ ردھی۔ پاپ ردھی۔ جو کچھ دھرم میں لگایا جاوے وہ دھرم ردھی

گرانی کا خیال کرنا مناسب نہیں۔ جہاں نرمائی سے کام نکل سکے وہاں گرمائی
سے کام لینا عقلمندی نہیں ہے۔ کسیکے ساتھ لڑائی جھگڑا اچھا نہیں۔ کھوٹا تول
اور کھوٹا ماپ ہرگز نہ کرے۔ کسیکا گرا ہوا دھن نہ لیوے۔ بازاری
نرخ سے زیادہ قیمت یا سود نہ لیوے۔ دھوکے سے کھوٹا روپیہ نہ چلاوے
دوسرے بیوپاری کو ارادتاً نقصان نہ پہنچائے۔ گراہک نہ بکاوے۔ جعلی خط
نہ بناوے۔ اپنے کاروبار کو صاف رکھے۔ دیو گرو۔ مالک۔ دوست۔
بچے۔ بوڑھے وغیرہ سے کبھی وشواش گھات نہ کرے۔ کیونکہ یہ گناہِ عظیم ہیں۔
جھوٹی گواہی دینا۔ غصہ۔ وشواش گھات۔ احسان فراموشی۔ یہ چاروں
چنڈال کرم ہیں۔ جھوٹ کبھی نہ بولنا چاہیئے۔ یہ بڑا پاپ ہے۔ روزی انصاف
سے کمانی چاہیئے۔ غرضیکہ ہر طرح سے کاروبار کو پاک اور صاف رکھے۔ کیونکہ
گرہستہ دھرم کی یہی بنیاد ہے۔

دوست کو سچائی سے اپنا گرویدہ بنائے۔ رشتہ داروں کی محبت
والفت۔ عزت و تعظیم سے حاصل کرے۔ استری کو محبت اور پیار سے
قابو میں کرے۔ نوکروں کو انعام دیکر اپنا وفادار بنائے۔ اجنبی لوگوں کو شرافت
سے زیر احسان کرے۔ اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے مضبوط آدمیوں کو
سرکردہ بنادے۔ جس جگہ محبت اور پیار کا رشتہ ہو۔ وہاں لین دین کا
بیوپار نہ کرے۔ بغیر شہادت دوست کے پاس دھن نہ رکھے۔ کیونکہ لالچ
بڑی بلا ہے۔ اگر کوئی شخص امانت رکھ کر فوت ہو جائے تو اُسکی امانت
اُس کے وارثوں کو بلا حیل وحجت واپس کر دیوے۔ اگر اُس کا کوئی رشتہ
دار نہ ہو۔ تب اُس دھن کو تمام لوگوں کے روبرو دھارمک کاموں میں
لگا دیوے۔ شراوک کو دیو۔ گورو۔ دھرم۔ مندر وغیرہ کسی قسم کا جھوٹا حلف

[illegible] م دیا ۔۔۔ ں سے کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو ملک قوم یا راجہ کے خلاف ہو۔

روزی کمانیکے ذرائع روزی کمانے کے حسب ذیل ذرائع ہیں۔ تجارت علم۔ صنعت و حرفت۔ زراعت۔ حفاظت مویشیان۔ نوکری۔ بھیک مانگنا۔

نوکری کسی کی بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ نوکر آدمی آزادی کھو کر دوسرے کے اختیار میں ہو جاتا ہے۔ اگر روزگار کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔ تو نوکری کرنے میں حرج نہیں۔ جس شخص کی نوکری کی جائے اُس میں اس قسم کی خوبیاں ہونی چاہئیں وہ راستی پسند۔ نرم دل۔ مستقل مزاج۔ احسانمند۔ تیل وان۔ قدردان۔ بہادر ہو اور کانوں کا کچّا نہ ہو۔ جس شخص میں مندرجہ ذیل نقائص ہوں اُس کی نوکری نہ کرنی چاہیئے۔ بدکردار۔ تند مزاج۔ احمق۔ دایم المریض۔ خودغرض۔ حریص۔ اور بے انصاف۔

بیوپار تیوہار کے روز بیوپار نہ کرنا چاہیئے۔ دُشمن کو قرض نہ دینا چاہیئے۔ نٹ۔ میراثی۔ فاحشہ عورت اور جوئے باز کو قطعی قرض نہ دینا چاہئے اگر کسیکا قرض دینا ہو تو اقرار پر دینا اور ادا کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو تو قسط کر لیوے اور قسطوں کو بالضرور وقت مقرّرہ پر ادا کر دیوے غرضیکہ قرض ہر حالت میں ادا کر دینا چاہیئے۔ اگر اور کوئی طریقہ ادا کرنے کا نہ ہو تو قارض کا خدمتگار بنکر بھی اُس سے سبکدوشی حاصل کرنے میں عار نہیں۔ بیوپار نیک آدمیوں سے کرنا چاہیئے۔ اگر بیوپار میں کسی قسم کا نقصان ہو جائے تو پھر بھی دھرم نہ چھوڑنا چاہیئے۔ اور نہ ہی بہت منافع ہونے پر تکبر کرنا چاہیئے۔ جس چیز کے گراں ہو جانے سے عوام الناس کو تکلیف ہو اُس کی

رشتہ داروں کو نمسکار کرنا چاہیئے جو شخص اس نیک کام کو کرتا ہے۔ اسے تیرتھ یاترا کا پھل حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص بزرگوں کی خدمت تواضع نہیں کرتا اسے دھرم میسر نہیں ہوتا ہے۔ بزرگ اُسے کہتے ہیں جو تپسیا سنتوش گیان اور دھیان میں بڑا ہو۔

داتن اور غسل داتن منہ کی صفائی اور دانتوں کی مضبوطی کے لئے نرم مگر اچیت ہونی چاہیئے۔ داتن کرتے وقت جو میل منہ سے گرے اس پر مٹی ڈال دینی چاہیئے۔ بدبودار اور سوراخدار اور ترش چیزوں سے دانتوں کو ملنا نقصان کا موجب ہوتا ہے۔ اشٹمی چودش وغیرہ دنوں میں داتن نہیں کرنی چاہیئے۔ زبان کو ہر روز صاف کرنا اچھا ہے۔ کھانسی۔ تپ۔ آنکھ۔ کان اور دل کی بیماری والے کے لئے داتن مفید نہیں۔ غسل بھی صاف جگہ پر کرنا چاہیئے۔ جو کہ ہموار ہو اور سوراخدار نہ ہو۔ گرم اور چھانے ہوئے پانی سے نہانا بہتر ہے۔ اگر گرم پانی نہ ملے تو چھانا ہوا ضرور ہونا چاہیئے۔ بالکل برہنہ ہو کر۔ بیماری کی حالت میں۔ سفر سے آکر کھانا کھانے کے بعد نہ نہانا چاہیئے۔ گہرے پانی میں درختوں کے پتوں سے بھرے ہوئے پانی میں نامعلوم پانی میں بھی نہ نہانا چاہیئے۔ گرم پانی سے نہا کر سرد بھوجن اور سرد پانی سے نہا کر گرم بھوجن کرنا مضر ہے۔

راج نیتی راجہ کو چاہیئے کہ وہ غریب امیر بے عزت۔ باعزت۔ بے علم باعلم۔ اونچ۔ نیچ۔ چھوٹے بڑے ہر ایک کے ساتھ بلا رو رعایت انصاف کرے۔ وزیر کا فرض ہے کہ وہ راجہ اور رعیت ہر دو میں سے کسی کا بھی نقصان نہ ہونے دیوے۔ بیوپاری کو مناسب ہے

...ندن ... ئیے کم از کم تین دفعہ تو ہر ایک جینی کو کرنی چاہیئے روزانہ
بھجن شاستر انوسار باقاعدہ کرنا شراوک کا مقدم فرض ہے

مورتی پوجا آپکے خیالمیں مورتی پوجا بھگتی بھاؤ ظاہر کرنیکا ایک عمدہ ذریعہ ہی مورتی پوجک کے دل میں اپنے محبوب کے لئے دلی پریم اور سچی شردھا موجود ہوتی ہے پرماتما کی پوجا سے انسان کو اُن کے اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ مورتی پوجا اعلےٰ ترین خیالات اور جذبات پیدا کرنے کا ایک وسیلہ ہے ۔ اگیانتا سے مورتی پوجا کرنا زیادہ فائدہ مند نہیں ہوسکتا پرماتما کی تعریف محض ڈوموں اور میراثیوں کی طرح کرنا بے سود ہے ۔ اُنکا اُپدیش تھا کہ بھگوان کو آدرش تصور کرکے اُن کی مورتی پر دھیان لگا کر اُن کے صفات پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہر ایک شراوک کا عین فرض ہے۔

نیند شراوک کو نیند تھوڑی لینی چاہیئے ۔ ایک پہر رات باقی رہے اٹھنا چاہیئے اگر کسیکو نیند بہت زیادہ آتی ہو تو اُسے برہم مہورت (طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ پیشتر) ضرور اٹھنا چاہیئے صبح سویرے اُٹھنے سے اِس لوک اور پرلوک دونوں کا فائدہ ہوتا ہے ۔ صبح سویرے دل ودماغ بالکل صاف ہوتا ہے ۔ اور ہر ایک مضمون پر اچھی طرح غور کیا جاسکتا ہے ۔ عقلمندوں کا قول ہے ۔ کہ جو شخص ہمیشہ طلوع آفتاب کے بعد خواب راحت سے بیدار ہوتا ہے ۔ اُس کی عمر دراز نہیں ہوتی ۔ اِس لئے برہم مہورت میں بالضرور بسترِ خواب سے اُٹھنا چاہیئے ۔ اور خوب ہوشیار ہو کر دل میں خیال کرنا چاہیئے کہ میں شراوک ہوں اور اِس حیثیت سے میرے فرائض کیا ہیں اُسے دھرم اور کرم کے متعلق اچھی طرح غور کرنا چاہیئے ۔

ماتا پتا کو نمسکار ۔ ہر ایک شراوک کو صبح اُٹھکر ماتا پتا اور پتا کی مانند

اور شہرت کی خاطر کئے ہوئے کسی کام کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے اور بھاری فضول خرچیوں سے از حد متنفر تھے۔ آپ کا اُپدیش ہمیشہ یہ تھا۔ کہ روپیہ کھشیتر کال بھاؤ کو دیکھ کر روپیہ اُس جگہ لگاؤ۔ جس کھشیتر میں سب سے زیادہ ضرورت ہو۔ آپ اکثر جین دھرمی لکھ پتی اور کروڑ پتی سیٹھوں سے کہتے تھے۔ کہ اگر آپ مالدار اور دولت مند ہیں۔ تو آپ کی دولت آپ کی عزّت کا موجب کیوں نہیں۔ اگر آپ سیٹھ ساہوکار کہلوا کر اپنی عزّت سمجھتے ہو تو دوسری طرف آپ کے دھرم اور قوم کی بے حرمتی آپ کو بے عزّت کر رہی ہے۔ کیا آپ کا یہ فرض نہیں ہے کہ اپنے کم زور اور بے علم بھائیوں کو علم کے عطیہ سے فیضیاب کر کے اُنھیں برسرِ روزگار کر دیں اور سب مل کر جین دھرم کی ترقّی کے لئے کوشش کریں۔

شراوک کا کرتویہ سوامی آتما رام جی مہاراج جین دھرمیوں کو سچے جینی بننے کا اُپدیش دیتے تھے۔ آپ اکثر ویاکھیان میں کہا کرتے تھے کہ وہ جین شراوک جو شاستر کے مطابق چلتا ہے۔ اُسے دن میں سات دفعہ چیت بندن کرنی چاہیئے اوّل صبح بستر سے اُٹھتے وقت۔ دوئیم صبح کے پرتی کرمن میں۔ سوئیم شری مندر جی میں۔ چہارم آہار سے پہلے۔ پنجم شام کے وقت۔ ششم رات کے پرتی کرمن۔ ہفتم سوتے وقت۔ جو شراوک ایکبار ساما ئیک کرے اُسے چھ چیت بندن کرنی چاہیئے جو کسی وجہ سے پرتی کرمن نہ کر سکے اُسے پانچ بار چیت بندن کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی صبح اُٹھتے وقت اور رات کو سوتے وقت بھی نہ کر سکے اُسے دن میں تین دفعہ تو ضرور کرنی چاہیئے اگر شہر میں بہت سے مندر ہوں تو سات سے زیادہ دفعہ بھی کرے۔ ہر ایک جینی جو اپنے آپ کو اُتم شراوک سمجھتا ہے۔ اُسے بالضرور سات دفعہ

... کر ... اپنی تصنیف پرشن اُترا ولی میں ایک سوال کے
جواب میں کیا مندر بنوانا اور سودھرمی واتسل کرنا پاپ ہے جو آپ
اس کا نشیدہ کرتے ہیں۔ آپ نے اس طرح لکھا ہے "جین مندر
بنوانے اور سودھرمی واتسل کرنے کا پھل تو سورگ اور موکش ہے
پرنتو جنیشر دیو نے ایسا کہا ہے۔ کہ جو دھرم کشیتر بگڑتا ہو تس
کی سار سنبھال پہلے کرنی چاہیئے۔ اس واسطے اِس کال میں گیان
بھنڈار بگڑتا ہے پہلے تس کا اُدھار کرنا چاہیئے۔ جین مندر تو پھر بھی
بن سکتے ہیں پرنتو جیکر پستک جلتے رہیں گے تو پھر کون بنا سکے گا۔ ایک
جگہ آپ نے بتایا ہے کہ کس طریقہ سے جین مندر بنوانے چاہئیں۔ اور
سودھرمی واتسل کرنا چاہیئے۔ جس گام کے لوگ دھن ہین ہوں جین مندر
نہ بنا سکیں اور جین مارگ کے بھگت ہوں۔ تس جگہ آوش مندر بنوانا چاہیئے
اور شراوک کا پتر دھن ہین ہو۔ تس کو کسی روزگار میں لگا کر تسکا کٹمب پوشن ہو۔
ایسا کرے تتھا جس کام میں سیداتا ہو۔ تس میں مدد کرے یہ سودھرمی واتسل
ہے۔ پرنتو یہ نہ سمجھنا کہ ہم اِس جگہ جین مندر بنوانے کو اور بنیئے لوگوں کو جمانے
روپ سودھرمی واتسل کا نشیدہ کرتے ہیں۔ پرنتو ناموری کے واسطے جین مندر
بنوانے میں الپ پھل ہے اور اِس گام کے بنیوں نے اُس گام کے بنیوں کو
جمایا۔ اور اُس گام کے بنیوں نے اِس گام کے بنیوں کو جمایا۔ پرنتو ساہم
کو سہائے کرنے کی بدھی سے نہیں۔ تس کو ہم سودھرمی واتسل نہیں مانتے ہیں"
آپ کو سورگ پدھارے چونتیس سال ہو چکے ہیں۔ آپ کی بیان کردہ
دور کاوٹیں اب بھی جین سماج کی ترقی کے راستہ میں حائل ہیں۔ مندرجہ
بالا اقتباسات سے اہل جین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گورو مہاراج ناموری

تھے۔ پھر بھی اُن کے دل پر یہ بات نقش تھی کہ جین دھرم کی فلاسفی افضل ترین ہے
اور کوئی دُنیا میں اس کا ہمپلہ نہیں۔ لیکن بھنڈاروں تک محدود تھی۔ جو پھبتیاں جین
دھرم پر اڑائی جا رہی تھیں۔ انھیں شری مد وجے آنند سوری جی نے محسوس کیا۔ آپ کہا
کرتے تھے دُنیا دُکھوں کا گھر ہے۔ انسانوں پر بڑی بڑی تکلیفیں آتی ہیں۔ مگر غیرت مند
انسانوں کے لئے قومی بے حرمتی سے بڑھ کر اور کوئی تکلیف نہیں۔ اِس کے سامنے
باقی سب تکالیف ہیچ ہیں۔ جس قوم کے دھرم کو ناسنک کہا جائے۔ اور اس
کے متعلق بدترین افواہیں پھیلی ہوئی ہوں۔ اُس کے لئے باوجود نہایت مالدار ہونیکے
دُنیا میں کوئی سُکھ نہیں ہے۔ انسانی زندگی کا اوّلین فرض باعزت دھارمک
جیون بسر کرنا ہے جس قوم کے دھرم کو لوگ ہیچ خیال کریں۔ اُسے ہرگز آرام میسر نہیں
ہو سکتا۔ اس لئے قوم کے ہر فرد بشر کا یہ دھارمک فرض ہے۔ کہ قومی سیوا کا جذبہ اپنے
دل میں پیدا کرے اور آچار دوہار سے عوام الناس پر اپنے دھرم کی عظمت کو آشکار
کرے۔ اگر بدخصلت کینہ وری سے پوتر جین دھرم پر تہمت لگائے تو اُس کی تردید
کے لئے سینہ سپر ہو جانا چاہیئے اور اپنی علمی لیاقت سے فتح حاصل کرنی چاہیئے۔ آپ
جین فلاسفی کو محض گرنتھوں تک ہی محدود رکھنا چاہتے تھے بلکہ ہر ایک جینی کو اُس
سے واقف کار اور اُس پر عمل کرتا ہوا دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ اِس لئے آپ
اشاعتِ تعلیم کے لئے از حد کوشاں تھے۔ شری مد وجے آنند سوری جی
کے اپنے الفاظ میں ترقی تعلیم کے راستہ میں دو سدِّ راہ ہیں۔
جینیوں کی دو اندریاں گیان کا اُودھار ہونے نہیں دیتیں۔ ایک
تو ناک جس کے واسطے ارتھات ناموری کے واسطے لاکھوں روپے
خرچ کر کے جین مندر بنوائے جاتے ہیں۔ دوسرے جیبھا اندری
بڑی پربل ہو رہی ہے (زبان) جیبھا کے واسطے کھانے میں لاکھوں روپیہ

سب سے اوّل اور افضل دھرم ہے موجودہ ریسرچ کی روشنی میں آہستہ آہستہ سچائی کا انکشاف ہو رہا ہے۔

جین آچاریہ شریمد وجے آنند سوری جی کے زرّین خیالات

شریمد وجے آنند سوری جی کہا کرتے تھے کہ کسی دھرم کی فلاسفی خواہ کتنی وسیع باقاعدہ مکمل کیوں نہ ہو جب تک وہ محض کتابوں تک محدود ہے۔ دنیا اس کی کچھ قدر نہیں پہچان سکتی۔ کسی قوم کی پستی اور بلندی کا اندازہ اس کے افراد کے کیریکٹر کی مضبوطی اور تعلیمی لیاقت سے لگایا جا سکتا ہے۔ قومی کشتی کا ملاح بننے کی وہ ہی شخص قابلیت رکھتے ہیں۔ جن کا دماغ نہایت اعلیٰ ہو۔ جن کا اخلاق درست اور جن کا تجربہ نہایت وسیع ہو۔ جس قوم کے ملاح ہونہار ہوں۔ اُسے دنیاوی جدوجہد میں کوئی خطرہ نہیں۔ جین آچاریہ سریمد وجے آنند سوری جی کے ظہور کے وقت جین قوم پر جہالت چھائی ہوئی تھی۔ لوگ سچے دھرم کرم کو چھوڑ کر گمراہ ہو رہے تھے اور متھیات کے جال میں پھنسے ہوئے تھے۔ جین تیوہار منانے کا جذبہ قریب نابود ہو گیا تھا۔ اور جین اتہاس سے ناواقفیت کے باعث جین قوم کی مہاپرشوں کے کارہائے نمایاں لوگوں کو فراموش ہو چکے تھے جین دھرم اور جین قوم کو برقرار رکھنے میں جو بات سب سے زیادہ معاون ہوئی۔ وہ جین دھرمیوں کی تیرتھ بھگوان کی بانی میں اٹل شردھا تھی روئے زمین کی کوئی طاقت اس دردڑہ وشواش کو توڑنے میں کامیاب نہ ہوئی۔ اگرچہ گیان آچاریہ اور چارتر آچار نہایت کمزور ہو گئے تھے اور قوم محض لکیر کی فقیر بنی ہوئی تھی۔ لیکن لوگوں کے درشن آچار میں فرق نہ آیا تھا۔ بیشک وہ اپنے تو فلاسفی ادبے بہا گرنتھوں کے ذخیرہ سے بے بہرہ

مطلب۔ جس سروگ بھگوان نے شبد اور ارتھ کا تعلق ظاہر کیا ہے۔ جو سب چیزوں کی ماہیت سے واقف ہے۔ ایسے شری وردھ مان پربھو کو نمسکار ہو۔

شاکٹائین آچاریہ اپنے ویاکرن کے ہر ایک فقرہ کے پیچھے اِس طرح لکھتے ہیں:۔

महाश्रमणसंघाधिपते: श्रुतकेवलिदेशीयाचार्यस्य शाकटायनस्य ॥

اس میں شرمن سنگ ادھی پتی اور شرت کیولی ایسے الفاظ ہیں جو خاص جین شاستروں میں مستعمل ہیں اور دوسرے دھرم شاستروں میں دیکھنے میں نہیں آتے۔ اِس ویاکرن کی چند ایک ٹیکائیں (Commentries) دستیاب ہوئی ہیں یکش ورمن نام کا ٹیکا کار اس طرح لکھتا ہے:۔

स्वस्तिश्रीसकलज्ञानसाम्राज्यपदमाप्तवान् ।
महाश्रमणसंघाधिपतिर्यश्शाकटायन: ॥

مطلب۔ گیان کو حاصل کرکے جنھوں نے ودوانوں میں چکرورتی کا درجہ حاصل کیا ہے۔ ایسے تمام سادھوؤں کے سوامی جین آچاریہ شاکٹائین ہوئے ہیں۔ کوی بوپ دیو مصنّف کلپ درم بھی شاکٹائین کو قدیم ویاکرن تسلیم کرتے ہیں۔

इंद्रश्चंद्रकाशकृत्स्नापिशलीशाकटायन:
पाणिन्यमरजैनेंद्रा जयंत्यष्टादिशाब्दिका: ॥

مطلب۔ اندر۔ چندر۔ کاش کرتسن۔ آپی شلی۔ شاکٹائین۔ پانٹی۔ امر اور جنیندر۔ یہ آٹھ ویاکرن پراچین ہیں۔

سوامی آتما رام جی نے جین دھرم کو قدیم ثابت کرنے کے لئے بہت سے شاستروں سے حوالے پیش کئے ہیں۔ آپ اکثر مقاموں پر جین دھرم کی قدامت کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کے دل نشین کرتے تھے۔ کہ جین دھرم

جین مت کے قدیم نہ ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی دیا جاتا ہے کہ جینیوں کا کوئی قدیم ویاکرن (گرامر) اور ترک شاستر نہیں ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے تتو نرنے پرساد کے بتیسویں باب میں لکھا ہے کہ اشٹادھیائی کے مصنف پانی جی سے پیشتر کے جین ویاکرن موجود ہیں۔ پانی جی خاندان نند کے زمانہ میں ہوتے ہیں وہ خود اپنے ویاکرن میں لکھتے ہیں:۔

त्रिप्रभृतिषु शाकटायनस्य اور شاکٹائین کا مصنف اپنی منگلاچرن میں اس طرح لکھتا ہے:۔

शाकटायनोपि यापनीययतिग्रामाग्रणी: स्वोपज्ञशब्दानुशासनवृत्तावादौ
भगवत: स्तुतिमेवमाह। श्रीवीरममृतं ज्योतिर्नत्वादिं सर्ववेदसाम् ॥
अत्र च न्यासकृता व्याख्या। सर्ववेदसां सर्वज्ञानानां स्वपरदर्शनसम्बन्धि
सकलशास्त्रानुगतपरिज्ञानानामादिप्रभवमुत्पत्तिकारणमिति ॥,

(تتو نرنے پرساد صفحہ ۵۲۹) مطلب۔ جملہ علوم وفنون کے منبع بھگوان شری مہاویر سوامی جی جو امرت کی مانند ہیں اُن کو نمسکار کرکے وغیرہ

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانی سے پیشتر شاکٹائین وغیرہ ویاکرن کے مصنف جین دھرمی تھے (اور جنیندر اور اندر ویاکرن بھی پانی سے پیشتر کی تصنیف ہیں) ۱۸۹۳ء میں پریزیڈنسی کالج مدراس کے سنسکرت اور فلاسفی کے پروفیسر Gustav Opert گستاو اوپرٹ پی۔ ایچ ڈی نے شاکٹائین ویاکرن پر سدھ کی ہے۔ یہ ایک مشہور جین آچاریہ کی تصنیف ہے۔ ویاکرن کا منگلاچرن اس طرح ہے:۔

नम: श्रीवर्धमानाय प्रबुद्धाशेषवस्तवे।
येन शब्दार्थे संबन्धास्सार्वेण सुनिरूपिता: ॥

नग्न क्षपणक

لیکر چلا گیا راستہ میں اُس نے ایک نگن کشپنک کو دیکھا۔ نگن کشپنک کا لفظ ایسا ہے جو خاص جینیوں میں مستعمل ہے اس کا مطلب جین مت کا نگن سادھو ہے جین مت میں دو قسم کے سادھو ہوتے ہیں ستھاور کلپی اور جن کلپی۔ جن کلپی نگن ہوتے ہیں اور اکثر جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جین مت اور جینیوں کے سادھو موجود تھے۔ اس طرح یجر وید سنگھتا ادھیائے ۱۹ اور شرتی ۲۵ میں ایسے لکھا ہے:-

वाजस्य नु प्रसव आबभूवेमा च विश्वा भुवनानि सर्वतः
स नेमिराजा परियाति विद्वान् प्रजां पुष्टिं वर्धमानो अस्मै स्वाहा ॥

اِس منتر میں جینیوں کے بائیسویں تیرتھنکر بھگوان نیمی ناتھ کی جو شری کرشن جی مہاراج کے تایازاد بھائی تھے تعریف کی گئی ہے:-

तैत्तिरीय आरण्यक के १०मे प्रपाठक के अनुवाक ६३में सायणाचार्य लिखते हैं :—
कंथाकौपीनोत्तरासंगादीनां त्यागिनो यथाजातरूपधरा निर्ग्रन्था निष्परिग्रहाः ॥

مطلب۔ سردی کو دور کرنیوالی گدڑی۔ کھانیکے برتن۔ پہننے کے کپڑے جنھوں نے ترک کئے ہیں اور جو نگن رہتے ہیں وہ نرگرنتھ ہیں۔ یعنی جو موہ کے جنجال سے مکت ہیں۔ ایسے کٹھن نہایت ہی اعلیٰ جن کلپی سادھوؤں کے ہیں۔ نرگرنتھ یہ لفظ خاص جین سادھوؤں کے لئے مستعمل ہے۔ یورپین ریسرچ سکالر کی بھی یہی رائے ہے کہ نرگرنتھ جین سادھوؤں کا نام ہے بدھوں کے گرنتھوں میں بھی بھگوان مہاویر سوامی کو نرگرنتھ گیات پتر کہا ہے۔ جین شاستروں میں تو یہ لفظ عام پایا جاتا ہے۔

کے تصنیف کئے ہوئے ویدوں سے بہت کچھ مختلف ہیں۔ ہزاروں برس کے عرصہ میں خود غرض لوگوں نے پاٹھوں کو بدل کر بہت کچھ تغیر و تبدل کر دیا ہے۔ جو خصوصاً شری شنکر آچاریہ جی کے وقت میں ویدوں اور دیگر قدیم پستکوں میں بہت تبدیلی کی گئی ہے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے تتونرنے پرساد گرنتھ کے بتیسویں باب میں کئی حوالے دیئے ہیں۔ مشہور جین آچاریہ شری بھدر باہو سوامی۔ شری جن بھدر گنی کشما شرمن۔ شری ہری بھدر سوری۔ شری ملیا گری جی وغیرہ جین مصنفوں نے اپنی تصانیف میں کئی جگہ ویدک شرتیوں کے حوالے دیئے ہیں۔ اُن حوالوں میں سے کئی ایک اب بھی ویدوں و اپنشدوں میں موجود ہیں اور چند ایک نہیں ہیں جب مندرجہ بالا مصنفوں کے گرنتھ مستند تسلیم کئے جاتے ہیں اور اُن میں کسی قسم کی متضاد باتیں نہیں ہیں تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ اُن میں مندرج کچھ ویدک حوالے اب ویدوں میں پائے جائیں اور باقی نہ ہوں۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ ویدوں میں بہت کچھ تبدیلی ہوئی ہے اور کئی ایک باتیں اُن میں سے بالکل نکال دی گئی ہیں۔ جین دھرم کی قدامت کا ایک اور ثبوت دیتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ مہابھارت کے آدی پرب کے تیسرے ادھیائے میں ایسے درج ہے۔

साधयामस्तावदित्युक्त्वा प्रातिष्ठतोत्तंकस्ते कुण्डले गृहीत्वा सोपश्यदथ पथि नग्नं क्षपणकमागच्छंतं मुहुर्मुहुर्दृश्यमानमदृश्यमानंच ॥

مطلب۔ ایک طالبعلم بنام اُوتنک اپنے معلم کی عورت کے لئے کنڈل لینے گیا۔ راستہ میں پوش کے ساتھ گفتگو ہوئی اُوتنک نے پوش کو اندھا ہونے کی بددعا دی پوش نے اُسے بے اولاد ہونے کی بددعا دی ایسا کہہ کر اُتنک کنڈل

جین دھرم ویدک مت کی شاخ نہیں ہی

شری وجے آنند سوری جی لکھتے ہیں کہ اگر جین دھرم کا منبع ویدک دھرم ہوتا تو جین دھرم کا فلسفہ نیتی اور اصول وغیرہ ضرور ویدک دھرم میں پائے جاتے مگر ایسا ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ جینیوں کی کرم فلاسفی جیو۔ اجیو۔ پن۔ پاپ۔ آشرو سمبر۔ نرجرا۔ بندھ۔ موکش وغیرہ پدارتھوں کا بیان جس طرح جین شاستروں میں ہی اُس کا حصّہ بھی ویدک دھرم میں نہیں پایا جاتا۔ اور نہ ہی اُن کے وید۔ اپنشد برہمن وغیرہ پستکیں جین دھرمی پرمانیک مانتے ہیں۔

وید بیاس جی نے چاروں ویدوں کی سنگھتا تصنیف کی ہی اور اُن کے چیلے کے چیلے یگیہ ولکیہ نے یجر وید تصنیف کیا ہی بیاس جی کو ہوئے پانچ ہزار برس کہے جاتے ہیں اُنھوں نے برہم سُوتر تصنیف کیا ہی جس میں ایک جگہ جین مت کی سپت بھنگی کا کھنڈن کیا ہی۔ بیاس جی کے وقت میں جین دھرم تھا تب ہی اُنھوں نے جین مت کا کھنڈن کیا ہی۔ کیونکہ جین مت مُصنف کے وقت اگر طاقتور یا مخالف فریق تھا تب ہی اُس کا کھنڈن لکھا گیا ہی اِس سے بھی جین مت ویدک مت سے مختلف ظاہر ہوتا ہی۔

جین دھرم کی قدامت

جین آچاریہ شری وجے آنند سوری جی نے اپنی علمی لیاقت اور سُوتروں اور شاستروں کی واقفیت کی بنا پر جین دھرم جملہ مذاہب سے اوّل اور قدیم دھرم ثابت کیا ہی اِس دعوے کی تائید اور مضبوطی کے لئے آپ نے ویدک گرنتھوں کے حوالے پیش کئے ہیں آپ کی زبردست رائے ہے کہ موجودہ وید بیاس جی

بدھ کی وفات کوشانگری میں ہوئی اور مہاویر کی پاپا میں۔ بدھ سے یقینی طور پر پہلے۔ تونزنے پرساد گرنتھ میں آپ نے مندرجہ بالا اقتباس کے علاوہ جین دھرم اور بدھ دھرم کی فلاسفی میں اسطرح اختلاف ظاہر کیا ہے۔

نمبر۱۔ جین دھرم میں چوبیس ترتھنکر ملنے ہیں اور بدھ میں سات۔

نمبر۲۔ جین سپت بھنگی کو ملنتے ہیں اور بدھ نہیں مانتے۔

نمبر۳۔ جین ہر ایک چیز کو نت (دائمی) اور انت (فانی) مانتے ہیں اور بدھ نہیں مانتے۔

نمبر۴۔ جین مت میں مکتی سے واپس آنا نہیں مانا اور بدھ دھرم میں واپس آنا مانا گیا ہے۔

نیز بدھ مت کے گرنتھوں سے جین اور بدھ علیحدہ علیحدہ ثابت ہوئے ہیں۔ چنانچہ بدھ مذہب کے مہاوگ سوتر میں لکھا ہے۔ کہ جب شاکی منی گوتم ویسالی نگری میں گئے تو وہاں گیات پتر شری مہاویر سوامی جی کے ایک چیلے کو بدھ بنایا۔ یہ فقرہ ظاہر کرتا ہے کہ جین مت اور بدھ مت اس وقت بھی مختلف تھے ورنہ ایسا کیوں لکھا جاتا کہ جینی سے بدھ بنایا۔

بدھ مت کی ایک کتاب بودھ نیتکہ میں لکھا ہے کہ شری مہاویر سوامی جی اور شری سودھرما سوامی جی بدھ دھرم کے بھاری دشمن تھے اس فقرہ سے بھی صاف طور پر علیحدگی پائی جاتی ہے۔

غرض اس قسم کی تحریر و تقریر اور حوالجات سے آپ نے اس بات کی تردید کی۔ کہ جین دھرم بدھ دھرم کی شاخ ہے۔ بلکہ آپنے مدلّل تحریروں سے ثابت کیا کہ جین دھرم نہ بدھ مت کی شاخ ہے اور نہ ہی برہمن مت کا ایک فرقہ ہے بلکہ ہر دو سے قدیم ہے۔

بھائی کا نام نندی وردھن تھا۔ اور بدھ جی کے سوتیلے بھائی کا نام نندا تھا۔ بدھ کا نام بطور شاہزادہ سدارتھ تھا جو کہ مہاویر جی کے باپ کا نام تھا۔ اگرچہ مشابہت کچھ ثابت کرتی ہے۔ تو صرف اتنا کہ اس قسم کا نام اسوقت کے کھشتریوں میں جس طرح کہ ہر زمانے میں رہے ہیں۔ بہت رائج تھے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی حیرانی ہے کہ دو کھشتریوں میں ایک دوسرے کے خلاف کم از کم براہمنوں کی حکومت کے برخلاف فرقوں کی بنیاد ڈالی ہو۔ میں اخیر میں ثابت کرنے کی کوشش کروں گا۔ کہ صرف کھشتری ہی وہ بن سکتے تھے جسے کہ برہمن چھوٹے سنیاسی کہہ سکتے تھے۔

اب ہم بدھ اور مہاویر کی زندگیوں کے بڑے بڑے واقعات کو پہلو بہ پہلو رکھکر دونوں میں فرق دکھلانے کی کوشش کریں گے۔ بدھ کی پیدائش کپل وستو میں ہوئی۔ مہاویر کی ویسالی کے نزدیک ایک گاؤں میں بدھ کی ماں اُس کی پیدائش کے بعد فوت ہو گئی مہاویر کے والدین اُس کے عہد شباب تک زندہ رہے بدھ نے اپنے باپ کی مرضی کے خلاف سنیاس اختیار کیا۔ لیکن مہاویر نے اپنے والدین کی وفات کے بعد بڑے بھائی کی رضامندی سے۔ بدھ نے چھ سال تک ریاضت کی۔ مہاویر نے بارہ سال تک۔ بدھ نے ان سالوں کو تضیع اوقات خیال کیا۔ اور ریاضت کو حصول مقصد کے لئے بے فائدہ۔ مہاویر تپ کی ضرورت کا قائل ہو گیا۔ اور ترکھنکر بننے کے بعد بھی اُسے جاری رکھا۔ بدھ کے مخالفوں میں گوشالہ منکلی پتر اتنا مشہور نہیں۔ جتنا کہ مہاویر کے مخالفوں میں۔ اور نہ ہی ہم اوّل الذکر میں جمالی کو پاتے ہیں جس نے جین مت میں پہلا تفرقہ ڈالا۔ بدھ کے تمام چیلوں کے نام مہاویر کے چیلوں سے مختلف ہیں۔ ان سب اختلافات کی گنتی کو ختم کرتے ہوئے

طرف سے جاتی تو ہم ایسے مصالحہ پر انحصار رکھنے والی تمام تھیوریوں کو مشتبہ خیال کرنے میں حق بجانب ہوتے اس معاملہ میں جین لٹریچر کا طرز بدھ لٹریچر سے بہت مختلف نہیں کم از کم شمالی بدھوں سے مختلف نہیں ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بہت سے مصنف جینیوں کو وہ شروعات اور زمانہ جو ان کی کتابوں سے اخذ کیا جا سکتا ہے دینا نہیں چاہیئے۔ صریح دلیل حقیقی یا ظاہر امشابہت ہے جو کہ مغربی عالموں نے جین مت اور بدھ مت میں معلوم کیا ہے دو فرقے جو اس قدر ملتے جلتے ہیں ان کے خیال کے مطابق الگ الگ نہیں ہو سکتے۔ اسلئے ایک فرقہ ضرور دوسرے سے نکلا ہے۔ اس قبل از وقت رائے نے بہت سے محققوں کی رائے کو متعصب بنا دیا ہے۔ مندرجہ ذیل صفحات میں میں (ہرمن جیکوبی) تعصب کو جڑ سے اکھیڑنے کی کوشش کروں گا۔ اور جین مت کی متبرک کتابوں کے پرمان اور عزت کو ثابت کروں گا۔ جس کا کہ وہ حق رکھتے ہیں۔ ہم اپنی بحث کو مہاویر جو کہ جین مت کا بانی یا آخری ترتھنکر ہے سے شروع کریں گے اس شبہ کو جھوٹ ثابت کرنے کے لئے مہاویر کی مخترع شخصیت ہے جسے کہ بعد کے جینیوں نے اپنے من گھڑت بانی کے سینکڑوں سال بعد اختراع کیا۔ کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے (بہت سا حال تحریر کرکے آگے لکھا ہے) مہاویر اور بدھ کی سوانحعمری کا مقابلہ کرکے ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ اول الذکر کی زندگی میں کچھ بھی ایسا نہیں ہے جسے ہم دوسرے کی زندگی سے دیا ہوا شک کر سکیں۔ دونوں کی زندگی میں عام مشابہت اس لئے ہے کہ ہر دو سنیاسی تھے اس لئے کچھ یکسانیت ظاہر ہوتی ہے جو کہ ایک ہمعصر یورپین تاریخ داں کو بہ نسبت ایک پرانے ہندو کے زیادہ ظاہر ہوگی۔ مہاویر جی کے چند رشتہ داروں کے نام بدھ دیو کے رشتہ داروں سے ملتے جلتے ہیں۔ مہاویر جی کے بڑے

میں بھی جین دھرم کو بدھ دھرم سے قدیم ثابت کیا ہے۔ آپ نے میکس مولر صاحب اور جرمن سکالر ہرمن جیکوبی کی تعریف کرتے ہوئے انھیں جین شاستروں کے مطالعہ کا شوق رکھنے پر مبارکباد دی ہے۔ مگر ساتھ ہی اُن کی چند غلطیوں کی تردید بھی کی ہے اور جتایا ہے کہ دھارمک گرنتھوں کے ترجمے من گھڑت نہ ہونے چاہئیں بلکہ جین لغت اور مشہور جین Commentator کے تحریروں کے مطابق ہونے چاہئیں۔ جین دھرم کی بدھ دھرم سے قدامت ظاہر کرتے ہوئے آپ نے ہرمن جیکوبی کے دلائل کا ثبوت پیش کرکے دُھرایا ہے۔

"جین مت کی ابتدا اور نشو و نما ایسا مضمون ہے جس پر عالم اب تک نہایت ہی احتیاط سے رائے زنی کرتے ہیں۔ اگرچہ سوال کی موجودہ حالت سے اِس کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایک پرانی اور وسیع لیٹریچر روشنی میں آگئی ہے اور محققوں کے لئے اِس فرقے کی ابتدا تاریخ کا بہت سا مصالحہ مہیا کرتی ہے اور نہ ہی یہ مصالحہ کچھ ایسا ہے جس پر کہ ہم اعتبار نہ کرسکیں۔ ہمیں علم ہے کہ جینیوں کی متبرک کتابیں پرانی ہیں اور مسلمہ طور پر سنسکرت لیٹریچر جیسے ہم (Classical) کہنے کے عادی ہیں۔ قدامت میں اُن سے بہت سی کتابیں شمالی بدھوں کی پرانی سے پرانی کتابوں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ کیونکہ بدھ مت کی کتابیں بدھ اور بدھ دھرم کے لئے بطور تواریخی مصالحہ کامیابی کیساتھ استعمال ہوتی رہی ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم جین کی متبرک کتابوں کو اُن کی تواریخ کا معتبر ذریعہ کیوں نہ تصور کریں۔ اگر وہ متضاد باتوں سے بھری ہوئی ہوتیں۔ یا اُن میں دی ہوئی تاریخیں متضاد نتائج کی

متھرا میں شری مہاویر بھگوان کی ایک نہایت قدیم مورتی دستیاب ہوئی ہے اُس پر پالی حروف میں اس طرح تحریر ہے:-

सिद्धं उँ अरहत महावीरस्य राजा वासदेवस्य संवतसर नब्ब ६०

مورّخوں نے اِس مورتی کو دو ہزار برس کی بنی ہوئی بتایا ہے اُن کا خیال ہے کہ مہاویر جی کی مورتی اُن کے بعد بنی چاہیئے یعنی نروان کے بعد بنی چاہئے لیکن اُن کا یہ خیال ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ جین مت میں تیرتھنکروں کے ہونے سے پیشتر بھی مورتیاں بنانے کا رواج ہے اور یہ بات جین شاستر میں لکھی بھی ہے۔ اس امر کا زندہ ثبوت آجکل ریاست اوڈے پور کے جین مندر میں ملتا ہے۔ اِس مندر میں شری پدم ناتھ سوامی کی مورتی ہے اور یہ مندر بھی اِسی مورتی کے نام سے مشہور ہے۔ اِس پرمان سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ تیرتھنکروں کے ظہور پذیر ہونے سے پیشتر بھی اُن کی مورتیاں بنائی جا سکتی ہیں۔ اور اُن کی پرستش کی جاتی ہے۔ اِس لئے اگر اس مورتی کو بھگوان مہاویر سوامی جی سے پیشتر کا تسلیم کر لیا جائے۔ تو کوئی غلطی نہیں وہ مورتی جس نے بنائی۔ اور جس کے سمت میں بنی ایسا واسودیو نام کا جین راجہ بھگوان مہاویر اور پارشناتھ جی سے پیشتر ہوا ہے کیوں کہ واسودیو نام کا کوئی جین راجہ مہاویر سوامی جی کی موجودگی میں یا اُن سے پیشتر پارشناتھ جی کے بعد ہوا۔ ایسی کوئی تحریر جین گرنتھوں میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ اِن باتوں سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ مورتی نہایت قدیم ہے۔ جین مت کی قدامت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اِسے کوئی تعلیم یافتہ شخص بدھ مت کی شاخ یا برہمن مت کا فرقہ نہیں کہہ سکتا ہے۔"

جین آچاریہ شری وجے آنند سوری جی نے اپنی کتاب تتو نرنے پرساد

کا بنایا ہوا یا اُس کا پرتشٹھا کروایا ہوا ایسا معلوم دیتا ہے "पार्श्वनाथ देवस्य"
اس کا مطلب یہ ہے کہ مول نائیک شری پارشناتھ
جی ہیں (देवस्य) اس لفظ میں (स्य) کے اوپر (ए) ہونا چاہیئے مگر تحریر
دیرینہ ہونے کی وجہ سے مٹ گیا معلوم دیتا ہے اس لئے تامر پتر پر دکھائی
نہیں دیتا۔ اگر (ए) لگا دیا جائے تو درست لفظ اس طرح ہو۔ देवस्येती
اگر اس کی سندھی (جوڑ) کھول دیا جائے تو (पार्श्वनाथ देवस्य + इत:
اس طرح ہو جاتا ہے۔ تب اس کا مطلب یہ ہوا۔ پارشناتھ دیو کی پرتشٹھا
(२३T) اس کا مطلب ہے بھگوان مہاویر سوامی جی کو ہوئے ۲۳ برس
ہوئے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ مول شبد میں بھگوان مہاویر سوامی جی کا نام
نہیں ہے یہ کیونکر جانا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ (ते) کے آگے (ه)
کا نشان ہے وہ شونیہ روپ وشرام کا نشان ہے اس کے بعد جو
نشان ہے یہ پالی میں (२T) کی شکل ہے اس २T سے بھگوان مہاویر
ایسا ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح مطلب اخذ کرنے کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ
مندر کے متعلق اف روپ لینک سے آخر اور کچھ ٹھوگوں میں ایسا لکھا ہے

विरात संवत् २३ वर्ष इदं चैत्यं संजातमिति

یعنی ویر کے بعد تیئسویں برس یہ مندر بنوایا۔ اس کی پرتشٹھا ہوئی اس سے
یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بھگوان مہاویر سوامی جی کے وقت میں شراوک
لوگ شری پارشناتھ بھگوان کی مورتیاں ستھاپن کرتے تھے اور پوجتے
تھے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوا کہ مہاویر سوامی جی سے پیشتر بھی جینیوں کے
ترتھنکر بھگوان پارشناتھ تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جین مت
بدھ مت سے بہت قدیم ہے۔ علاوہ ازیں جنرل کنگھم Cunningham

سادھوؤں نے مہاویر جی کے لاثانی گنوں اور بے مثال شخصیت اور بے نظیر عزّت وآبرو کو دیکھ کر للت وستراء وغیرہ گرنتھوں میں شری مہاویر سوامی جی کے برابر بدھ کیرتی کا حال لکھا۔ بدھ کیرتی کا باپ کپل وستو کا راجہ شاکیہ ونش سدھودھن نام سے مشہور ہے۔ یہ بیان شری آچارنگ سوتر کی ورتی اور گیان سوریج اودے نام کے ناٹک گرنتھوں میں آتا ہے اِس خیال کے مطابق موّرخوں نے بدھ کیرتی کے بعد بھگوان مہاویر ہوا ظاہر کیا ہے۔ اور اِسی سبب سے بدھ مت پہلے اور جین مت بعد میں ہوا خیال کرتے ہیں مندرجہ صدر تشریح سے جین مت بدھ مت سے پہلے کا ثابت ہوتا ہے جین مت کا تئیسواں ترتھنکر شری پارشناتھ جی شری مہاویر سوامی جی سے پہلے ہوئے اِس طرح تسلیم کرنا کیسے درست ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کچھ دیش میں انجار اور مُدرا نام کے شہروں کے درمیان جینیوں کا ایک نہایت قدیم شری بھدریشور نام سے مشہور جین مندر ہے اُس مندر کی پچھلی طرف پرانے حصّہ میں ایک تامبر (تانبہ) پتر جو بہت شکستہ ہے دستیاب ہوا ہے۔ اور آجتک بھدریشور کے بھنڈار میں موجود ہے اس پر یہ حروف تحریر ہیں

१. ब० देव चन्द्रीय श्री पार्श्व नाथ देवस्यतो ०७२३ ॥

اس تحریر سے میں نے مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا ہے کہ (۱) یہ صرف شروعات کا نشان ہے (۲) یہ پالی لیپی (حروف) میں وَ کا روپ ہے جو دیوچند کی صفت ہے یعنی ونک جاتی والا۔ بھوگول ہستا ملک کتاب میں صفحہ ۴۱ پر پالی لیپی کی ورن مالا (حروف تہجی) میں وَ ایسا روپ (वَ) کا بنایا ہے اس وکار سے ونک جاتی معلوم ہوتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دیوچندر سے تعلق رکھنے والا یعنی دیوچندر سیٹھ

سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اِس لئے آیندہ نسلوں کے دل و دماغ جین دھرم کے خلاف زہر آلودہ ہونے لگے۔ یہ بات ہر خاص و عام میں مشہور ہو گئی کہ جین دھرم ویدک دھرم سے علیحدہ کوئی ہستی نہیں رکھتا۔ یہ محض بدھ دھرم کی ایک شاخ ہے۔ سوامی آتما رام جی جین دھرم کو انادی خیال کرتے تھے۔ اِس لئے آپ نے اِس کی قدامت آشکار کرنے کے لئے حتی الوسع کوشش کی۔ آپ نے اِس کے متعلق تحریر اور تقریر سے کام لیا۔ مگر انگریز مصنفین کی تواریخوں کا جھوٹ جلدی سے نکلنے والا نہ تھا۔ اِس سلسلہ میں آپکا ایک مضمون جین دھرم پرکاش نمبر ۲ جلد نمبر ۲ بیاکھ شدی پنچم بکرم سمت ۱۹۴۲ صفحہ ۲۵ پر شائع ہوا۔ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ (مضمون گجراتی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے) بہت سے مورخ لکھتے ہیں۔ کہ جین مت بدھ مت سے نکلا ہوا ہے قریب قریب بکرم سمت ۶۰۰ میں اسکا آغاز ہوا ہے۔ جب بودھوں اور برہمنوں کے درمیان دھرم کے متعلق بحث مباحثے ظہور پذیر ہوئے۔ تب بدھ مت ہندوستان سے نیست و نابود ہو گیا۔ اور اُس وقت جین مت کی ہستی قایم ہوئی۔ ایسی اور کئی باتیں ان مورخوں کے دلوں میں جا گزیں ہیں۔ لیکن ایسی باتیں ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ جین مت سب متوں سے قدیم ہے۔ بدھ دھرم کی بنیاد رکھنے والا بدھ کیرتی نام کا ایک شخص تھا۔ جو تیئیسویں تیرتھنکر بھگوان پارشوناتھ جی کے چیلوں میں سے ایک تھا۔ جو چوبیسویں تیرتھنکر بھگوان مہاویر سوامی جی سے کچھ عرصہ پیشتر زندہ تھا۔ اور جین مت کا مخالف تھا۔ بدھ مت کا آغاز اِسی سے ہوا ہے اُس کے شاگرد شاری پتر اور موگلاین نے یہ مت بہت چلایا۔ جب چوبیسویں تیرتھنکر بھگوان مہاویر سوامی جی کا ظہور ہوا تب مذکورہ بالا

است بھاشی - برت وغیرہ سے رہت - ہمان لوبھی - سوارتھ تت پر لوگوں کو بھرم اندھ کوپ میں گرانے والے - ویاہین - پرونکارو رجت ابھا نی بہت سادھوؤں کے وویشی - مت سری - پرگن اسہن شیل اگیان عورہ نیچہ کا چلانے والا - پروستو کا ابھلاشی - پراستری گامی - درڑھ کداگرہی - ست شاستر کا ویری - ایتادی انیک اوگن کر کے سنجکت جو ہے - وہ پرتیکش - راکھش اور ناستک ہے اور جو دیا وان - مدھ مانس کا تیاگی - پرمیشر کی بھگتی پوجا کرنے والا - ہردے میں کرونا رکھنے والا - سنسار کے وشئے بھوگوں سے اداسین - اشٹا دش ودوشنوں سے رہت - ایسے پرم ایشور کے آپ ایک ایتادی انیک شبھ گن النکرت ہو - وہ آستک ہے - اب بدھی مان آپ ہی وچاریں گے - کہ آستک کون ہے اور ناستک کون ہے؟"

جین مت بدھ مت کی شاخ نہیں ہے

جین دھرمیوں کی جہالت کے باعث جین مت کی پستکوں کے روشنی میں نہ آنے کے سبب مغربی ریسرچ سکالروں کا پہلا گروہ جن میں ویبر Weber اور لیتھ برج Lethbridge وغیرہ شامل تھے اُنھوں نے جین دھرم اور بدھ دھرم میں ظاہر مشابہت دیکھ کر یہ نتیجہ نکال لیا کہ جین دھرم کا کوئی لٹریچر نہیں ہے - اور نہ ہی یہ کبھی ہندوستان سے باہر پھیلا - اِس لئے غالباً یہ بدھ دھرم کی ایک شاخ ہے - جس کے بانی شری مہاویر سوامی جی ہوئے بعض مصنفوں نے بدھ دھرم اور جین دھرم ہر دو کو برہمن دھرم کی شاخ بتایا - غرضیکہ جین دھرم کے متعلق اس وقت کی تواریخوں میں بہت سے بدنما دھبے لگائے گئے - چونکہ تواریخیں

کی تردید کی ہوگی۔ جیو ہنسیا کا کھنڈن جین دھرمی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اگر ناستک کے معنی اسی طرح نکالے جاویں۔ تو جینی بھی کہہ سکتے ہیں کہ नास्तिको जैन

निंदक: جو جین مت کی نندیا کرتا ہے وہ ناستک ہے اگر تمام مذاہب یہی دعوےٰ کریں۔ تو آستک کوئی بھی نہ رہے گا۔ تعصّب کی وجہ سے کسی مت کو ناستک کہنا عقلمندی نہیں ہے۔ "جو کوئی نرک سُرگ۔ پاپ۔ پُن ایشور تہتا پورو اُتر بھوا نیائی آدی آتما کو نہیں مانتا ہے وہ ناستک ہے۔ تہتا جس شاستر میں جیو ہنسیا۔ مانس بھکشن۔ مدرا پان۔ پراستری گمن کرنے سے پُن۔ دھرم۔ سورگ۔ موکش کا پھل لکھا ہے۔ تن شاستروں کے بنانے اور ماننے والے ناستک ہیں۔ جین مت میں تو اوپر لکھے ناستک مت کے لکشنوں میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ تو پھر جین مت کو ناستک کہنا جھوٹ ہے۔ صاحب تم نہیں جانتے۔ ناستک اُس کو کہتے ہیں۔ جو ویدوں کو نہ مانے۔ جین اور بدھ ویدوں کو نہیں مانتے ہیں۔ اس لئے ناستک کہے جاتے ہیں۔ اپرمانک ہونے سے یہ کہنا مورکھوں کا ہے کیونکہ کسی مورکھ نے سورن کو پیتل کہہ دیا۔ تو کیا سورن پیتل ہو جائے گا۔ ایسے تو سب متوں والے کہدینگے کہ ہمارے مت کے شاستروں کو جو نہ مانے سو ناستک ہے۔ جیسے عیسائی مسلمان یہ سب کہدیں گے۔ کہ جو ہمارے دوادشانگ۔ انجیل۔ قران کو نہ مانے وہ ہی ناستک ہے تہتا عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان پر مکھ سب ناستک ٹھیرے۔ کیونکہ وہ وید کو نہیں مانتے ہیں اس واسطے یناثے سمپن پُرشوں کو وچار کرنا چاہیئے۔ جو مانس مدرا کو کھانے پینے والے اور ٹھگ بازی سے لوگوں کو ٹھگنے والے۔ ڈراچاری۔ برہم ورجت۔ لوگوں کا مرن چنتون والے۔ چھل سے لوگوں کی چڑھی ہانڈی پھوڑنے والے۔

جینی لوک پرلوک - پنرجنم - دوزخ اور بہشت وغیرہ مانتے ہیں اس لئے ناستک نہیں کہلا سکتے - کئی ایک پنڈت ناستک لفظ کے معنی اس طرح بھی کرتے ہیں - کہ جو لوگ جیوا ور پن پاپ وغیرہ کو مانتے ہیں وہ آستک اور جو نہیں مانتے وہ ناستک ہیں - جین دھرم میں جیو پن اور پاپ کا بیان مفصل ہے - کئی ایک صاحب ناستک لفظ کے یہ معنی بتلاتے ہیں - کہ جو لوگ ایشور کی ہستی کو منظور نہیں کرتے ہیں وہ ناستک ہیں - کیا جینی ایشور کی ہستی سے منکر ہیں ؟ ہرگز نہیں - ایشور کا سروپ جتنا مکمل اور بغیر نقص کے جینیوں نے بیان کیا ہے - اور کسی دھرم میں نہیں کیا ہے - جس ہستی کو جین لوگ اپنا ایشور تسلیم کرتے ہیں وہ اٹھارہ عیوب سے مبرا ہے وہ ہمہ داں اور تارک الدنیا ہے - ہر ایک مذہب میں ایشور کا سروپ علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اور اُن کے اُپاسنا کے طریقوں میں بھی فرق ہے - اصولی تفرقات کی بنا پر ایک دوسرے کو ناستک کہنا کیچڑ سے کھیلنا ہے - عقلمند وہ ہے جو ایسے ناپاک کھیل سے پرہیز کرے - جین مت پر بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جینی ایشور کو جگت کرتا نہیں مانتے - بے شک جینی ایشور کو کرتا نہیں مانتے کیونکہ ایسا تسلیم کرنے سے ایشور کے اوصاف میں نقص واقع ہوتا ہے -

(اس بات کو چکاگو پرشن اُتر میں واضح طور سے ثابت کیا گیا ہے)

چند متعصبی لوگ جین مت کو اس لئے ناستک کہتے ہیں - کیونکہ جینی موجودہ ویدوں کو فرضی مانتے ہیں - وید کے معنی گیان کے ہیں - جینی ہرگز گیان کی نندیا نہیں کرتے - بلکہ اس کی دل و جان سے قدر کرتے ہیں - اگر کسی کتاب میں غلط اور دھرم کے خلاف باتیں درج ہوں - جو دنیا کو گمراہ کرکے بدی کی جانب لے جانے والی ہوں - جین دھرم میں ضرور ایسی کتابوں

ضروری تصوّر کئے جاتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ امیر اور غریب لڑکوں کی تعلیم کا بندوبست یکساں سادہ اور بہترین ہونا چاہیئے۔

شری آچاریہ جی مہاراج انگریزی تعلیم کے خلاف نہ تھے۔ اگرچہ آپ خود انگریزی زبان سے ناواقف تھے۔ مگر راجیہ بھاشہ ہونے کے سبب وہ اس کی ضرورت کو محسوس کرتے تھے۔ اور شراوکوں کو اس میں کمال حاصل کر کے جین دھرم کی اشاعت کرنے کا اُپدیش دیتے تھے۔ لیکن آپ سنسکرت اور پراکرت کی تعلیم حاصل کرنے پر بہت زور دیتے تھے اور کسی بھی جینی کو اس سے محروم دیکھنا نہ چاہتے تھے۔ آپ کی یہ انتہائی کوشش تھی۔ کہ سماج کے روپئے کا غلط استعمال نہ ہو۔ اور یہ بہترین کاموں میں صرف ہو۔ آپ شہر شہر اور گاؤں گاؤں پستک بھنڈار اور پاٹھ شالائیں قایم کرانا چاہتے تھے۔ پنجاب کے چھوٹے بڑے تمام شہروں میں جہاں جینی سکونت پذیر تھے۔ اُنھیں سچّے گیان کی روشنی سے منوّر کرنے کے لئے آپ نے گجرات اور کاٹھیا وار کے بھنڈاروں سے بڑی محنت اور رسوخ سے ہزاروں گرنتھ بھجوائے۔ اور جینیوں کو پاٹھ شالائیں قایم کر کے تعلیم حاصل کرنیکی ہدایت کی۔

جین مت ناستک مت نہیں ہے

جین دھرم پر یہ تہمت لگائی جاتی تھی۔ کہ یہ مت ناستک ہے۔ آپ نے اس خیال کی بزور تردید کرتے ہوئے ثبوت پیش کئے کہ جین دھرم آستک ہے۔ آپ نے مستند شاستروں اور گرنتھوں کے حوالجات سے جین دھرم کا آستک ہونا روز روشن کی طرح عیاں کر دیا اور بتایا کہ ناستک کس کو کہنا چاہیئے۔ ناستک وہ ہے جو دھرم۔ پاپ۔ لوک پرلوک وغیرہ کو تسلیم نہیں کرتا

اپنی علمی لیاقت کی بدولت شہرت کے آسمان پر روشن ستارے کی مانند چمکتے ہیں۔ آپ کے خیال کے مطابق اعلےٰ تعلیم کا مقصد ودیارتھی کی شاریرک مانسک اور آتمک شکتیوں کو ظہور میں لانا ہے۔ ہر ایک ودیارتھی کیلئے من بچن اور کایا سے برہم چریہ برت کا پالن کرنا نہایت ضروری ہے۔ برہمچریہ کا پالن نہ صرف جسم کو ہی مضبوط اور طاقتور بناتا ہے۔ بلکہ دل اور دماغ کی نشوونما کے لئے بھی اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ویریہ سب سے نفیس اور بیش بہا جوہر ہے۔ اِس کی حفاظت طالب علم کے کامیابی اور فتح کی گارنٹی ہے۔ جسمانی طاقت بڑھانے کے لئے اور صحت اور توانائی کو قایم رکھنے کے لئے ورزش کرنا ضروری ہے۔ روزانہ ورزش طالب علم کی تعلیم کا ایک ضروری حصہ ہے۔ باقاعدہ ورزش سے جسم کے تمام اعضا میں آزادانہ حرکت ہوتی ہے۔ جس سے جسم سڈول اور خوبصورت بنتا ہے۔ طالب علم کی غذا سادہ مگر مقوی ہونی چاہیئے۔ اُسے بھکش اور ابھکش بھوجن کا گیان کرانا چاہیئے اور نفسانی خواہشات کو بڑھانے والی اشیاء سے پرہیز کرانا چاہئے۔ ودیارتھی کی مانسک شکتیوں کو ظاہر کرنے کے لئے پاٹھ شالا میں نیتی شاستر دھرم شاستر۔ ارتھ شاستر۔ کلا کوشل۔ گاین ودیا وغیرہ کا اچھی طرح انتظام ہونا چاہیئے۔ آتمک شکشا کا بندوبست بھی ساتھ ہی ہونا لازمی ہے۔ آپ لوگوں کی توجہ قدیم طریقۂ تعلیم کی طرف دلاکر اِس بات کی زور سے ہدایت کرتے تھے۔ کہ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کی تعلیم بھی لازمی ہے۔ جین دھرم کے زمانۂ عروج میں تعلیم مفت تھی۔ اور مکمل انسان بننے کے لئے طاقتِ علم کو ۷۲ اقسام کے ہنروں میں دسترس حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ اسی طرح عورتوں کے لئے ۶۴ ہنر جن میں لکھنا پڑھنا سینا پرونا وغیرہ شامل تھے

ہیں جینی سادھو بھی پڑلنے وویا نہیں پڑھتے۔ کیونکہ انھیں کھانے کو تازہ مال ملتا ہے وہ پڑھ کر کیا کریں۔ اور کتنے ایک جینی لوگ اندریوں کے بھوگ میں پڑ رہے ہیں۔ وہ وویا کیونکر پڑھیں؟ وویا کے نہ پڑھنے سے ہی تو لوگ انھیں ناستک کہنے لگ گئے ہیں۔ پھر بھی جین لوگوں کو شرم نہیں آتی ہے۔ جین لوگ چوہے کے لڈو اور دودھ پاک کھانے کے واسطے تو ہزاروں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پرنتو پستکوں کے اُدھار کے واسطے سوئے پڑے ہیں۔ ہمارے لکھنے کا پریوجن صرف اتنا ہے۔ کہ جین لوگوں کو اُچت ہے (مناسب) کہ سب دیش والے ملکر پاٹن۔ جیسلمیر۔ کھمبات پر گڑھ کے بھنڈار سے پستکوں کا جیرن اُدھار کرادیں اور بڑے بڑے شہروں میں جین پاٹھ شالائیں بنا کر اپنے لڑکوں کو سنسکرت آدی وویا پڑھادیں۔

آپ کا تعلیمی آدرش نہایت بلند تھا۔ آپ کا زبردست خیال تھا۔ کہ تعلیم مفت اور لازمی ہونی چاہیئے۔ مفت اس لئے کہ علم کا فروخت کرنا مناسب نہیں ہے۔ لازمی اِس لئے کہ بغیر اِس کے انسان نامکمل ہے۔ علم کا فروخت کرنا نامناسب اِس لئے ہے۔ کہ بہت سے مستحق لوگ قیمت ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے ایسے زندگی بخش عطیہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جیسے حاصل کرنا ذی روح کے لئے اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا کہ جسم قایم رکھنے کے لئے ہوا اور پانی کا ہونا ضروری ہے تعلیم کے بغیر انسان نامکمل اِس لئے ہے۔ کہ وہ اپنے دینی اور دنیاوی فرائض کو خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں دے سکتا۔ علمی لیاقت پیدا کرنے کی قابلیت کم وبیش ہر ایک شخص میں پائی جاتی ہے۔ سوسائٹی کا فرض ہے کہ سماج کے بہترین دل ودماغ کی مناسب نشو ونما پیدا کرنے کے سامان مہیا کرے۔ بسا اوقات غریب خاندانوں میں تولد شدہ نونہال

دل و دماغ کو روشن کرو۔ آپ جین بھنڈاروں کے تالے کھلوانے میں کامیاب ہوگئے
اور وسیع جین لٹریچر کے دروازے ہر خاص و عام کے لئے کھول دیئے۔ آپ نے
متلاشیان حق کو دعوت دی۔ کہ آؤ جین کے گیان ساگر میں غوطہ زن ہو کر علم
و ہنر کے موتی نکالو۔ آپ کا دعویٰ تھا۔ کہ جین دھرم آفتاب کی مانند ہے اور
اِسے ہوا کے مخالف جھونکوں سے کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ تیز ہوا کے بالمقابل چراغ
گُل ہو سکتا ہے۔ لیکن تُند آندھی کے گذر جانے کے بعد آفتاب اپنی آب و تاب
سے چمک دمک دکھاتا ہے۔

آپ خود عالم تھے۔ اور عالموں کے لئے آپ کے دل میں نہایت عزت
تھی۔ آپ ہر ایک جینی کو قدیم جین اتہاس سے اِس لئے واقف کارد یکھنا چاہتے
تھے۔ تاکہ جین سماج کے نوجوانوں کے دلوں میں جین دھرم کی فضیلت کا سکّہ
بیٹھ جائے۔ اور وہ قدیم جاہ و جلال کو واپس لانے میں کوشاں ہوں۔ اِس
غرض سے آپ جین پاٹھ شالائیں اور ودیالے قایم کرنے کا اُپدیش دیتے
تھے۔ ہر ایک شخص کو آپ کی یہی ترغیب تھی۔ کہ سنسکرت اور پراکرت کی تعلیم
حاصل کر کے جین دھرم کے بے بہا علمی خزانوں سے فیضیاب ہوں۔ آپکے خیالات
کا مختصر نمونہ اگیان تمر بھاسکر حصّہ دوم سے اخذ کر کے ہدیۂ ناظرین ہے۔ جین
مت کے نہ پھیلنے کا کارن یہ ہے کہ مسلمانوں کے راج میں جین مت کے لاکھوں
پستک جلا دیئے گئے اور جسقدر شاستر باقی بچ رہے تھے۔ وہ بھنڈاروں
میں بند کر چھوڑے ہیں۔ وہ پڑے پڑے گل گئے ہیں۔ باقی دو سو تین سو برس
میں گل جائیں گے۔ جیسے جینی لوگ ان کارجوں پر (دیگر کاموں پر) لاکھوں روپے
خرچتے ہیں۔ ویسے جین پستکوں کے اُدھار کرانے میں کنچت بھی نہیں خرچتے
ہیں۔ اور نہ ہی کوئی جین شالہ بنا کر اپنے لڑکوں کو سنسکرت دھرم شاستر پڑھاتے

ضرورت ہی علم سب سے قیمتی چیز ہے اور انسانیت کا زیور ہے۔ علم جاندار انسان ہے جو
اس سے محروم رہے وہ بدنصیب نادان ہے اور نادان انسان مانند حیوان ہے
وہ اپنے دھرم کرم کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے اپنی بیش قیمت زندگی کو جہالت
میں بسر کرتا ہے۔ پس ان پڑھ رہنا ادھرم ہے اور علم حاصل کر کے دھارمک
شاستروں سے واقفیت حاصل کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ جو اس اعلیٰ
فرض کو سرانجام نہیں دیتا وہ سروگ بھگوان کے حکم کے خلاف چلتا ہے جین
فلسفہ مدلّل ہے اور اسے سمجھنے کیلئے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ شری ویر بھگوان
نے سادھوؤں اور شراوکوں کو یکساں طور سے گیان حاصل کرنے کا حکم دیا
ہے۔ جہاں سادھوؤں کے لئے تو فلاسفی پر عبور حاصل کرنے کا فرمان ہے۔
وہاں شراوکوں کے لئے دھارمک واقفیت کے علاوہ لوکک ودیا حاصل
کرنا بھی ضروری ہے۔ شری ہمد وجے آنند سوری جی کے وقت میں نہ صرف
گرہستی ہی دھرم سے ناواقف تھے۔ بلکہ بہت سے سادھو بھی ناآشنا تھے
ہر سو جہالت کا دور دورہ تھا۔ علم حاصل کرنے کا شوق بالکل معدوم تھا۔
شاستروں اور سوتروں کی بیقدری ہو رہی تھی۔ جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے
جین لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنے علمی خزانوں کو نہ خود پڑھتے تھے اور نہ ہی
دوسروں کو پڑھنے دیتے تھے۔ بلکہ انہیں چھپا کر رکھنے کی کوشش کرتے تھے
آپ نے جینیوں کی جہالت کو دیکھتے ہوئے اشاعت تعلیم کے لئے پرزور کام
کیا اور جگہ جگہ لوگوں کو اُپدیش دیا۔ کہ علمی لیاقت سے فیضیاب ہو کر عوام الناس
کو جین دھرم کی خوبصورتی سے واقف کرو۔ اور اہنسا دھرم کی عظمت کو
آشکار کرو۔ آپ جینیوں کو کہتے تھے کہ عقل کو قفل مت لگاؤ۔ شاستر بھنڈاروں
کے تالے توڑ دو۔ اور متبرک جین آچاریوں کے علمی ذخیرہ کو روشنی میں لا کر اپنے

گئی اور انھیں لائبریریاں قایم کرکے حفاظت اور نگرانی سے رکھا گیا - آپ نہ صرف خود شاستر بھنڈاروں کی حفاظت کا کام کر رہے تھے - بلکہ آپ نے وِدوان شِشیوں کو مختلف بھنڈاروں پر مقرر کرکے باقاعدہ فہرستیں تیار کرنے کا حکم دے رکھا تھا جیسلمیر بھنڈار کی حالت کو دیکھ کر آپ کے شِشیہ رتن شری ہنس وجے جی مہاراج نے جیسلمیر سے آپ کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا جس میں جیسلمیر کے بھنڈاروں کا حال تحریر کیا اور اُن کے اودھار کی غرض سے وہاں چترماس کرنے کی اجازت چاہی - آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ پُستک اُدھار کے لئے میں آپ کو جیسلمیر میں ایک چترماس تو کیا بارہ چترماس تک کرنے کی اجازت دیتا ہوں - پستک اُدھار کا کام کوئی معمولی کام نہ تھا - کم فہم جینیوں نے ایسے پوتر کام کی بھی مخالفت کی - دقیانوسی محافظوں کو خبر ہوئی کہ سوامی آتمارام جی بھنڈاروں کو کھلوا کر پستک باہر نکلوا رہے ہیں تو انھوں نے شور و غوغا بلند کیا اور بھنڈاروں کو بڑے بڑے تالے لگا دیئے - چونکہ سرکردہ لوگ آپ کے سچے فرمانبردار تھے - اُنھوں نے اپنی امداد سے تالے کھلوا دیئے - آپ نے اُپدیشوں سے محافظوں کو شانت کیا - اور اپنی نیک دلی کا یقین دلوایا - آپ کی بدولت ہزاروں شاستر اور گرنتھ برباد ہونے سے بچ گئے -

اشاعت تعلیم

جین آچاریہ شری وجے آنند سوری جی نے اس بات کو اچھی طرح محسوس کیا کہ جین سماج کی جہالت اور پرحلیت تمام برائیوں کی جڑ جینیوں کی لاعلمی ہے - اور ترقی کے راستہ میں بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے - جس طرح اندھیرے کو دور کرنے کے لئے روشنی کی ضرورت ہے اِسی طرح لاعلمی کو دور کرنے کے لئے اشاعت تعلیم کی

ہوئے تھے۔ جو تاریک زمانے میں بزرگانِ قوم نے ظالم دشمنوں کے کینہ کی آگ سے بچانے کے لئے الماریوں اور مٹیوں میں بند کر کے تہ خانوں میں بند کر دیئے تھے۔ جور و تعدّی اور مذہبی دیوانگی کا زمانہ گذر گیا۔ روشنی کا دور دورہ ہوا لیکن جینیوں پر جہالت چھائی رہی۔ لاعلمی کی وجہ سے جو ڈر اُن کے دل پر بیٹھا ہوا تھا وہ دور نہ ہوا۔ عدم توجہ کے باعث شاستروں بھنڈاروں کی حالت خراب اور خستہ ہوگئی۔ آپ نے اپنے رعب داب اور رسوخ کی بدولت بہت سے بھنڈاروں کو کھلوا کر اُن کا معائنہ کیا۔ تہ خانے نمی کے باعث ایسے ہو رہے تھے کہ جیسے کسی نے چھڑکاؤ کیا ہو۔ ایک طرف گرانبہا بھنڈاروں کے دستیاب ہونے پر آپ کو از حد خوشی ہوئی۔ دوسری طرف نایاب پستکوں کی خراب حالت دیکھ کر دل کو رنج ہوا۔ بہت سے پستک تاڑپتروں پر لکھے ہوئے تھے۔ کئی ایک دیمک نے کھائے تھے جو باقی رہ گئے تھے اُس کے حروف مٹ جانے کے سبب پڑھنا مشکل تھا۔ ایک جگہ پستک بھنڈار کے محافظ نے بڑے فخر سے آپ کو کہا کہ کسی وقت اِس کے بھنڈار میں پانچ ہزار پستکیں تھیں۔ لیکن اب ۳۵۰۰ باقی رہ گئی ہیں۔ باقی کو دیمک کھا گئی۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ اُن کی کوئی نقل کی گئی ہے یا نہیں۔ محافظ نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ کیا یہی تمہاری حفاظت کا نتیجہ ہے۔ اگر آئندہ بھی اسی طرح غفلت اور لاپروائی کی تو چند سالوں کے بعد حفاظت کی کوئی ضرورت نہ رہے گی کیونکہ تمام پستکوں کو دیمک کھا جائے گی۔ آپ کے اُپدیش سے پستکوں کی حفاظت کے لئے زرِ کثیر جمع کیا گیا۔ شاستروں کو دیمک خوردہ صندوقوں اور الماریوں سے نہایت احتیاط کے ساتھ باہر نکلوایا گیا۔ ضائع ہوتے ہوئے گرنتھوں کی کوشش سے نقل کرائی گئی۔ ہزاروں پستکوں کی جلد بندی کرائی

دھرم صاف اور دلکش ہونے کے باعث قدرتی دھرم ہے۔ جب تک جین دھرم کا اصل سروپ قایم رہا اُس نے عوام الناس کے دلوں پر تسلط جمائے رکھا۔ اور کسی مخالف کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ اِس کا مقابلہ کرسکے۔ زمانہ کے تغیر و تبدل سے جین سماج اصلیت کو خیرباد کہہ کر بیدار رسم و رواج کے بکھیڑوں میں پھنس گئی۔ شری تر تھنکر دیو کی پوجا بھگتی کی بجائے دیگر دیوتاؤں کی پوجا ہونے لگی جیسے جیسے جین دھرمیوں پر جہالت کا پردہ گرتا گیا۔ ویسے ویسے جین دھرم کی مذمت زیادہ ہونے لگی۔ رسم و رواج براہمنوں کے سپرد ہو جانے کی وجہ سے اُن لوگوں نے وقت کو غنیمت خیال کرکے دن بدن اپنے عقیدوں کا رنگ اِس پر چڑھانا شروع کر دیا۔ اِسی باعث یورپین لوگ شروع شروع میں جین دھرم اور ویدک دھرم میں تمیز نہ کرسکے آپ نے پُرزور طریقہ سے متھیات کا تشدد کیا۔ اور قدیم سنسکرت گرنتھوں کے سہارے سے جین سنسکار ودھی اپنے مشہور گرنتھ تتو نرنے پرساد میں تحریر کی اور لوگوں کو بیاہ شادی وغیرہ رسم و رواج جین ودھی سے ادا کرنے کو فرمایا آج اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ جینی روز افزوں اپنے رسم و رواج کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پرا چین شاستر بھنڈار

جین آچاریہ شری مد وجے آنند سوری کا جین سماج پر ایک بڑا بھاری اُپکار پرا چین شاستر بھنڈاروں کی حفاظت کرنا تھا۔ دیگر مذاہب کے لوگ تو کیا بہت سے جینی خود اپنے بے بہا لاثانی ذخیرہ کتب جس سے کسی وقت عالم بھر میں جین دھرم کی شہرت پھیلی ہوئی تھی ناواقف تھے جیسلمیر۔ پاٹن۔ کھمبات احمدآباد۔ رادھن پور وغیرہ میں بڑے بڑے تہ خانے جین شاستروں سے بھرے

کے اُپاسک بنے ہوئے تھے۔ جین دھرم کو ترک کرکے براہمنوں کے جاری کردہ رسم و رواج کے پیچیدہ جال میں مضبوطی سے پھنسے ہوئے تھے۔ ترتھنکر دیو کی پرتما کی برائی کرتے تھے۔ اور دیگر دیوی دیوتاؤں کے آگے سر خم کرتے تھے پیروں فقیروں کی قبریں بڑھ پیپل تلسی وغیرہ پر اعتقاد رکھتے تھے غرض وہ برائے نام جینی تھے۔ آپ نے جینیوں کی شردھا کو شدھ کرنے کے واسطے انھیں جین دھرم کا سروپ سنایا اور سوتروں اور گرنتھوں کا گیان ان پر ظاہر کرکے اُنھیں راسخ الاعتقاد بنایا۔ اگیان تمر بھاسکر حصہ دوم میں جین آچاریہ شریمد وجے آنند سوری جی اِس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ جین مت میں سوائے ارہنت۔ سدھ پرمیشور کے دوسرے دیو کی اُپاسنا نہیں ہے۔ کیونکہ ان مت میں دیو بنا سدھ نہیں ہوتا ہے۔ تتھا براہمنوں کا چلایا پاکھنڈ جینی نہیں مانتے ہیں اس واسطے برہمن لوگ جین مت کی نندیا کرتے ہیں۔ اُن کی دیکھا دیکھی ان مت والے بھی جین مت سے درودہ رکھتے ہیں۔ پرنتو بدھی مانوں کو چاہیئے۔ کہ پرتھم جین مت کے گرنتھ پڑھ کر پیچھے گن اور دوش پرکھیں۔ اور اِس کال میں جین مت کو تھوڑا پھیلا دیکھ کر اناد رنہ کریں۔ میں نے جین مت کی بڑائی لکھی ہے سو مت انوراگ کرکے نہیں لکھی۔ کنتو حقیقت میں جین مت ایسا پرمان پرتشٹت ہے کہ جس میں کوئی بھی دوش نہیں ہے۔ اِس کال میں جو جین مت نربل ہو رہا ہے۔ سو جینی راجاؤں کے ابھاو سے ہے۔ تتھا بت لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جین مت میں جگت کا کرتا ایشور نہیں مانتے ہیں اس واسطے جین مت ناستک ہے۔ پرنتو جگت کرتا ایشور نرنجن نردکاری بیتراگ کسی پرمان سے سدھ نہیں ہوتا ہے۔ (دیکھو چکا گو پرشن اُتر) لوگوں کو دور اندیشی سے غور کرنا چاہیئے۔ کہ شری بیتراگ بھگوان کا فرمایا ہوا

عیسایت کی خاموش لیکن زبردست لہر سے لوگوں کو خبردار کرکے اُنکے ہتکنڈوں سے بچتے ہوئے شدھ سناتن جین دھرم پالن کرنے کا اُپدیش دیا۔ اور دیو پوجا کے برخلاف لہر کو پلیٹ دینے میں بہت حد تک کامیاب ہوئے۔ خاصکر پنجاب دیش میں جہاں ستھانک واسی جینیوں کے زیر اثر دیو پوجا قریباً کافور ہو چکی تھی۔ وہاں پیاز سرنو عالیشان جین مندر تعمیر کراکر ہزاروں مردونن کو جنیشر بھگوان کی شانت مورت کا درشن کراکر شانتی حاصل کرنے کا موقعہ دیا۔ آپ کی ہی عالیشان اور لاثانی خدمات کا نتیجہ ہے۔ کہ آج پنجاب دیش میں بلند اور خوش وضع جین مندروں میں گھنٹی اور گھڑیاں بج رہی ہیں اور بیتراگ اٹھارہ عیبوں سے مبرا تھنکر دیو کی پوجا بھگتی اور آرتی اُتاری جاتی ہے۔ پنجاب سے باہر مارواڑ۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ وغیرہ دیشوں میں جو عالیشان قدیم جین مندر خراب اور خستہ حالت میں پڑے تھے اور اُن کی مناسب حفاظت کا کوئی تسلی بخش بندوبست نہ تھا۔ اُن کی جانب بھی اپنی توجہ کو راغب کیا۔ اور اپنی زبردست شخصیت اور موثر اُپدیشوں سے ایسے قدیم مندروں کا جیرن اودھار (مرمت) کرایا اور اُس کام کو سرانجام دینے کیلئے جیرن اودھار فنڈ قایم کرائے آپ نے لوگوں کو نہ صرف دیو پوجن کی تعلیم ہی دی بلکہ اُس کی فضیلت کو آشکار کرکے لوگوں کو بیتراگ بھگوان کی صفات اپنے عملی جیون میں پیدا کرنے کا اُپدیش بھی دیا۔

شدھ شردھان راسخ الاعتقادی

سوامی آتمارام جی کے دکشا دھارن کرنے کے وقت جین سماج کی حالت نہایت بگڑی ہوئی تھی۔ جینی دیو پوجن کو خیرباد کہ کر متھیا درشٹی دیوی دیوتاؤں

رکھنا آپ کی طبیعت کا قدرتی رجحان اس طرف ہونا ثابت کرتا ہے۔ ستھانک واسی جین سادھوؤں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے اُن کی سادگی تپسیا اور خلوص دلی آپ پر اثر کر گئی۔ اور ویراگتا کا جذبہ پیدا ہوتے ہی دنیاوی لذات پر لات مار کر آپ نے سنجم (فقیری) کو اختیار کر لیا۔ ستھانک واسی سادھوؤں کے پاس عرصہ تک تعلیم پانے کے بعد جین دھرم سے کچھ واقفیت حاصل ہو جانے کے سبب اور مارواڑ میں سفر کرنے کی وجہ سے آپ کے دل میں انواع و اقسام کے شکوک پیدا ہونے لگے اور مزید جین لٹریچر اور جین اتہاس سے واقفیت پیدا کرنے کا شوق آپ کے دل میں پیدا ہوا۔ برسوں غور و خوض سے مطالعہ کرنے کے بعد آپ کے دل پر یہ بات اچھی طرح عیاں ہو گئی۔ کہ جین سماج جین دھرم کے خلاف عمل کر رہی ہے۔ اور گمراہی کے سبب چاہ ذلالت میں گری ہوئی ہے۔ جین دھرم کا مارگ بھگتی ہے۔ اور جینی لوگ اس مارگ سے ہٹ کر زہریلے اثرات کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ مورتی پوجا اور جنیشر بھگوان کے مندروں کی نندیا ہو رہی ہے۔ اور لوگ جہالت کے باعث پربھو بھگتی سے متنفر ہو کر اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار رہے ہیں۔ جین دھرم کی قدامت۔ بزرگی اور فضیلت کے نشان عالیشان جین مندر لوگوں میں دھارمک بھاؤ پیدا کرنے کی بجائے جین دھرمیوں کے دلوں میں اُن کے خلاف دویش پیدا کرنے کا موجب ہو رہے ہیں۔ شری آتمارام جی مہاراج نے جین سماج کی تباہی اور بربادی ہوتی ہوئی دیکھ کر اس کی رکھشا کے لئے اُسے بیدار کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور جین دھرمیوں کو ہوشیار کر کے انھیں شدھ سناتن جین دھرم کے مطابق برتاؤ کر کے پربھو بھگتی کے ذریعہ دھارمک جیون پیدا کرنے کا اپدیش دیا۔ سوامی آتمارام جی نے سینہ سپر ہو کر مورتی پوجا کے خلاف

نے پوپ روم کو جو اپنے آپ کو اس دنیا میں نائب خدا سمجھتا تھا۔ اور لوگوں سے روپیہ بٹور کر ظالم اور بیرحم لوگوں کو موکش میں داخل ہونے کا پروانہ لکھ کر دے رہا تھا۔ اُس کے خلاف زبردست پروٹسٹ کرکے حضرت مسیح کی عیسائیت کو بچا لیا۔ اِس خدمت کی بدولت مارٹن لیوتھر کا نام عیسائیوں کی تاریخ میں فخر کے ساتھ لیا جاتا ہے انیسویں صدی میں سوامی دیانند سرسوتی نے ویدک دھرم کی رکھشا کے لئے اپنی زندگی نثار کردی۔ اور ہندو دھرم کو خطرے کے الارم سے آگاہ کرکے انھیں ویدک تعلیم سے منّجز کیا۔ اِس وقت جین دھرم میں جین آچاریہ شری وجے آنند سوری جی کے وجود میں ایک زبردست شخصیت کا جنم ہوا۔ جنھوں نے نہایت آڑے وقت میں جب کہ جین دھرم پر ہر سو حملے ہو رہے تھے اور دشمنان اسے نیست و نابود کر دینے کے درپے تھے۔ مردانہ وار مقابلہ کرکے اُس کو بچا لیا۔ شری وجے آنند سوری جی نے جین دھرم کو کس مپرسی کی حالت سے نکال کر ایک مہان پرتاپی قدیم اور عظیم الشان دھرموں میں کھڑا کر دیا۔ ایسے مہان اُپکاری کے احسان کا بدلہ ادا کرنے کے لئے جین سماج کو تن من اور دھن نثار کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ آپ کی بڑی بڑی خدمات مسلسل اسطرح بیان کی جاسکتی ہیں۔

دیوپوجا

جین دھرم کے شاستروں کے مطابق مورتی پوجا کو فروغ دیکر آپ نے جین سماج کی ایک عظیم الشان خدمت سرانجام دی ہے۔ آپ کی بڑی خوبی جو بچپن میں ہی نمایاں طور سے ظاہر تھی۔ وہ سچائی کو پسند کرنا تھا۔ زیرہ جیسے چھوٹے سے قصبہ میں اوائل عمر بسر کرکے علم حاصل کرنے کی زبردست خواہش

دھرم کی اشاعت میں تن دہی سے مصروف رہکر کروڑہا خلق خدا کو فائدہ پہنچایا۔ لوگوں
کی لاعلمی کو دور کرکے انھیں علم سے بہرہ اندوز کیا۔ انسانوں کی خونخوار طبیعت پر
قابو پاکر انھیں رحم دل اور دین و دنیا کا خدمت گار بنایا۔ جین مہاتماؤں نے
اہنسا دھرم کی اشاعت کے لئے کام کیا ہے۔ انھوں نے اپنے نام کو امر بنالیا
ہے۔ جب تک دنیا میں دھرم باقی رہے گا۔ ایسے مہاپرشوں کا نام عزت اور
تعظیم سے لیا جاوے گا۔ اور ان کی پرستش ہوتی رہے گی۔ جین اتہاس میں
چند ایک آچاریوں کے نام خاص طور سے درخشاں ہیں۔ چونکہ انھوں نے وقتاً
فوقتاً دھرم سے گمراہ لوگوں کو اپنی ہمت اور شجاعت سے سیدھے راستہ
پر ڈالا ہے۔ زمانہ کی ضروریات کے مطابق مختلف مہان پرشوں کو اصلاح
اور ترقی دھرم کے مختلف راستے اختیار کرنے پڑے ہیں۔ سترویں صدی
کے اخیر پر شری مدشیو وجے جی اور شری ستیہ وجے جی اور شری آنند گھن جی جیسے
مدبر مہاتماؤں نے جین سماج میں چند خرابیاں دیکھ کر انھیں دور کرنے کا بیڑا اٹھایا
اس وقت لوگ جین دھرم کے سروپ کو فراموش کرچکے تھے۔ سادھو اور یوج
اپنے آچار سے گر کر دھن دولت رکھنے لگ گئے تھے اور اپاسروں کے مالک
بنے بیٹھے تھے۔ اس وقت مندرجہ بالا سادھوؤں نے تکلیفیں اور مصیبتیں جھیل کر
جین دھرم کو ترقی دی۔ اور سچائی کی خاطر قربانیاں کیں۔ سوتیامبر سادھوؤں
نے آچار بھرشٹ جینیوں سے تمیز کرنے کے لئے سفید کپڑوں پر زرد کپڑا اوڑھنا
شروع کردیا۔ کوتاہ اندیش لوگوں نے ان پر آوازے کسے۔ پیتامبری کہا اور
ان کی پوشاک کو جین دھرم کے سادھوؤں کی پوشاک سے مختلف بتایا جس
طرح سورج پر دھول پھینکنے والا اپنے منہ پر ہی دھول ڈال لیتا ہے۔ اسی طرح
مہاپرشوں کو بدنام کرنے والا خود ندامت اور شرمندگی اٹھاتا ہے۔ مارٹن لوتھر

جین آچاریہ شری مد وجے آنند سوری کی خدمات

جین آچاریہ شری مد وجے آنند سوری جی کا اسم گرامی انکے بے بہا لاثانی خدمات کی بدولت جین اتیہاس میں ہمیشہ آفتاب کی مانند چمکتا رہیگا۔ ہر ایک ملک ہر ایک قوم اور ہر ایک زمانہ میں مہا پرشوں کی پیدایش ہوتی رہتی ہے۔ قوموں کی زندگی میں بعض اوقات ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں جن سے بربادی اور تباہی کے آثار پیدا ہوکر موت دکھائی دینے لگتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں کوئی مضبوط دل طاقتور مہا پرش پیدا ہوتا ہے جو اپنی دور اندیشی اور زمانہ شناسی سے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرکے راہ راست پر لاتا ہے اور بربادی سے بچاکر نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ ایسے ہی مہاتماؤں کے کارہائے نمایاں تا ابد گمراہ لوگوں کی رہبری کرتے ہیں۔ شری وجے آنند سوری جی ایسے مہاتماؤں کی لڑی میں ایک چمکتے ہوئے موتی ہیں اہنسا کے پیغمبر شری بھگوان مہاویر سوامی کا ظہور اس عالم میں اُس وقت ہوا۔ جب کہ لوگ براہمنوں کے ظلم وستم سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ رہبری کا دم بھرنے والے مذہبی پیشوا خود گمراہ تھے۔ اور حرص و ہوا کے پھندے میں پھنسے ہوئے سادہ دل لوگوں کو بدی کی جانب کھینچ رہے تھے۔ متبرک مندروں کی پوتر فرشیں خون آلودہ ہو رہی تھیں اور بے گناہ معصوم جانور پرماتما کے نام پر قتل کئے جا رہے تھے۔ بھگوان مہاویر سوامی نے اہنسا کے خلاف زبردست آواز بلند کرکے اہنسا پرمو دھرم کا راجیہ قایم کر دیا اور سورگ کے حقدار نہ صرف انسان کو ہی بلکہ حیوان کو بھی قرار دیا۔ انھوں نے بے بنیاد رسم و رواج کو اڑا کر سادگی اختیار کرنے کا اپدیش دیا۔ وہ نہایت ہمت استقلال اور بردباری سے تمام عمر بنی نوع انسان کی خدمت کرتے رہے اور انھیں جہالت سے نکال کر روشنی میں لائے۔ اور سچی آزادی حاصل کرنے کا سہل ترین راستہ بتایا بھگوان بدھ دیو اور حضرت عیسیٰ مسیح نے شری بھگوان مہاویر سوامی کی تقلید کی اور اہنسا

ادا نہیں کر سکتے۔ مکمل جسم دستیاب کر کے بے شمار جیو چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں
اور اُن کا جنم ہوا نہ ہونے کے برابر شمار ہوتا ہے۔ پس دراز عمر میسر ہونا بھی خوش
قسمتی کی علامت ہے۔ دراز عمر سے بھی ضروری چیز تندرستی ہے۔ کیونکہ
دایم المریض کے لئے لمبی عمر رحمت ہونے کی بجائے زحمت ہے۔ اگر مندرجہ بالا
تمام سہولتیں حاصل ہونے پر بھی نیک کرم نہ کئے جاویں تو نہایت ہی افسوس کی
بات ہے۔ انسانی زندگی اِس قدر قیمتی ہے کہ ایک لمحہ بھی بغیر کسی نیک کام کے
ہرگز ضائع نہ کرنا چاہئیے۔ دنیاوی جدوجہد میں ہر ایک انسان کا فرض ہے
کہ بدی کا مقابلہ کرتے ہوئے سچائی کی فتح کے لئے جان تک قربان کر دے۔
آپ جو کچھ اپنی زبان سے فرماتے تھے۔ اُس پر عمل بھی کر کے دکھاتے تھے۔
ست دھرم کی اشاعت کے لئے عمر بھر۔ پنجاب۔ مارواڑ۔ میواڑ۔ مالوہ گجرات
کاٹھیاواڑ۔ کچھ وغیرہ دیشوں میں برہنہ سر و برہنہ پا پیدل سفر کرتے رہے
اور گاؤں گاؤں میں اہنسا دھرم کا پیغام لوگوں کو سنایا۔ آپ کو اپنی تکالیف
کا کبھی خیال نہ ہوتا تھا۔ سفر میں کئی کئی روز تک آب و دانہ میسر نہ ہونے پر بھی
آپ آگے ہی بڑھے چلے جاتے تھے۔ یہی کامیابی کا راز ہے۔ اِسی کی بدولت
آپ نے جین سماج کو نئی زندگی بخشی ہے آپ نے یوگی ہوتے ہوئے بھی دنیا
میں رہ کر نہایت سرگرمی سے کام کیا ہے آپ کام کے غلام نہ تھے۔ کیونکہ
آپ خود غرضی سے مبرا تھے۔ آپ کا جیون کنول کے پھول سے مشابہ تھا۔
جو پانی میں رہتا ہے لیکن کبھی ڈوبتا نہیں۔ آپ نے جین شاستروں کا مطالعہ کر کے
جین تہذیب کو دنیا کے سامنے رکھا ہے۔

کے لئے اگیان تمرہا سکراور جین تتواورش وغیرہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اے
آنند وجے۔ اے شری مان آتما رام۔ اے مہان منی (شمس العباد) اے
میرے جملہ سوالوں کے جواب دینے والے۔ اے شاستروں کے حاذق۔ اے
پاک روح آپ نے میرے اوپر جو احسان کیا ہے اُس کی عوض میں بڑی مشکل
سے دستیاب شدہ کتاب کو جو کہ آپ کے احسان کی علامت ہے صدق
دل سے آپ کی نظر کرتا ہوں"

جین آچاریہ شریمد وجے آنند سوری جی عظیم الشان دماغی قابلیت
رکھتے ہوئے ایک سچے کرم یوگی تھے۔ آپ کا فرمان تھا کہ یہ دنیا صرف
گیان کی دنیا ہی نہیں ہے۔ بلکہ کرم کی دنیا بھی ہے جو شخص نیک کرم کرنے میں
اپنا وقت صرف نہیں کرتا وہ اپنی زندگی رائیگاں کھوتا ہے۔ کیونکہ انسانی
قالب کا دستیاب ہونا نہایت ہی مشکل ہے۔ جیو گتی چار قسم کی ہے دیو گتی۔
منش گتی۔ تریَنچ گتی۔ نرک گتی۔ اِن سب میں سے منش گتی افضل ہے۔ کیونکہ
نجات حاصل کرنے کا یہی منبع ہے یہ نیک کرم کرنے کا بہترین موقع ہے۔ انسان
کو سوچنا چاہیئے کہ منش جنم آریہ کشیتر۔ نیک کل۔ پانچوں اندریاں سمپورن۔
یعنی عمر تندرست جسم۔ دھن دولت۔ علم و ہنر اور سچے دھرم کی یوگوائی کا ملنا
کتنا مشکل ہے۔ کتنے جیو ہیں جو منش جنم حاصل کر کے ایسے مقاموں پر پیدا ہوتے
ہیں۔ جہاں انسانوں کی زندگی حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔ مہذب ملک میں
پیدا ہو کر اچھے خاندان میں تولد ہونا خوش قسمتی کی بات ہے۔ کیونکہ اکثر
انسان والدین کے پیشہ سے جکڑے ہوئے غربت کے پنجہ سے عمر بھر رہائی
نہیں پا سکتے اچھے خاندان میں پیدا ہو کر بھی کتنے جیو ایسے ہیں۔ جو پیدائش سے
ہی اندھے۔ بہرے۔ لنگڑے ہوتے ہیں اور اِس وجہ سے اچھی طرح فرائض انسانی

جلدیں شائع کرنے کے بعد جمع کر سکا ہوں اِس واقفیت کا میں منی مہاراج شری
آتمارام جی عرف آنند وجے جی جو کہ تمام ہندوستان میں جینیوں کے مشہور اور
ذی عزّت سادھو ہیں۔ ممنون ہوں۔ آپ منجملہ اَور ایک کتابوں کے دو نہایت
مفید ہندی کتابوں کے مصنّف ہیں یعنی جین تتوادرش مندرجہ نوٹ ۲۷۶
اور اگیان تمر بھاسکر۔ میری خط و کتابت آپ سے معرفت مسٹر مگن لال دلپت
رام ہوئی۔ مجھے صرف اتنا افسوس ہے کہ میں کتاب کے شروع ہی سے آپ کی
بیش بہا امداد سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔"

صاحب موصوف نے اسی کتاب اپاسک دشانگ سوتر کو شرح چھپوایا ہے اور
اُسے جین آچاریہ شری مد وجے آنند سوری جی کو ڈیڈی کیٹ کیا ہے۔ اسی
کتاب میں ہارنل صاحب نے مہاراج صاحب کی تعریف میں مندرجہ ذیل
شلوک تحریر کئے ہیں۔

दुराग्रहध्वान्त विभेदभानो, हितो पदे शामृतासंधुचित्त ।
सन्देह सन्दोह निरासकारिन्, जिनोक्त धर्मस्य धुरंधरोऽसि १
अज्ञानतिमिर भास्कर मज्ञान, निवृत्तये सहृदयानाम् ।
आर्हततत्वादर्शी ग्रंथ मपरमपि भवानकृत ।२॥
आनंद विजय श्रीमन्नात्माराम महामुने ।
मदीयनिखिल प्रश्न व्याख्यातः शास्त्र पारग ॥ ३॥
कृतज्ञता चिन्ह मिदं ग्रंथ संस्करणं कृतिन् ।
यत्न सम्पादितं तुभ्यं श्रद्धयोत्सृज्यते मया ॥ ४॥

ترجمہ۔ اے تعصّب کی تاریکی کو دور کرنے میں آفتاب کی مانند۔ اے ہمدردانہ
وعظ کے آبِ حیات کے سمندر میں دل کو قائم کرنے والے۔ اے جملہ شکوک
کے رفع کرنے والے۔ آپ اٹھارہ عیبوں سے مبرّا اور ہمہ داں ایشور کے بیان
کردہ دھرم کے انحصار ہیں۔ آپ نے سادہ لوح لوگوں کی لاعلمی دور کرنے

جی نے دیئے ہیں - وہ جوابات کسقدر مکمل تھے - اس کا علم صاحب موصوف
کے لکھے ہوئے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے - مندرجہ ذیل خط ڈاکٹر ہارنل صاحب
نے سیٹھ مگن لال جی کو تحریر کیا تھا -

CALCUTTA
14th Sep., 1888.

My dear Sir,

I am very much obliged to you for your kind letter of the 4th instant, also to Muni Atma Ramji for his very full replies. Please convey to the latter the expression of my thanks for the great trouble he has taken to reply so promptly and so fully to my questions. His answers are very satisfactory.

مطلب - میں آپ کے چار تاریخ کے خط کے لئے بہت مشکور ہوں - میں منی
آتما رام جی کا بھی اُن کے مکمل جوابات کے لئے مشکور ہوں - بڑے مہربانی
میرا شکریہ اُن تک پہنچا دیویں - انھوں نے بڑی تکلیف اٹھا کر نہایت جلدی
مکمل جوابات دیئے ہیں - جو نہایت تسلی بخش ہیں " ڈاکٹر صاحب نے جینیوں
کے مشہور و معروف سُوتر شری اُپاشک دشانگ کو مشرح چھپوایا ہے
اور اُس کے دیباچہ میں آپ نے سوامی آتما رام جی کے بارے میں یوں لکھا ہے -

In a third Appendix I have put together some additional information, that I have been able to gather since publishing the several fasciculi. For some of this information*to Muni Maharaj Atma Ramji, Anand Vijayaji, the well-known and highly respected Sadhu of the Jain community throughout India, and author of (among others) two very useful works in Hindi, the Jain Tattvadarsha, mentioned in note 276, and the Ajnana Timira Bhaskara. I have been placed in communication with him through the kindness of Mr. Magan Lal Dalpatram. My only regret is that I had not the advantage of his invaluable assistance from the very beginning of my work.

* I am indebted

مطلب "تیسرے ضمیمہ میں میں نے کچھ زائد واقفیت درج کی ہے جو میں کئی

ہے اگر کوئی ایسا کہے تو اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ بھیڑ اور سور وغیرہ کا مانس کھانے والا گندگی کھانے والا ہے۔ کیونکہ ہر دو جانور فضلہ تک کھا جاتے ہیں۔ یہ سنکر سردار صاحب خاموش ہو گئے اور چند ہی دنوں کی صحبت سے آپ کے معتقد ہو گئے اور گوشت خوری اور شراب نوشی کو ترک کر دیا۔ دنیا میں بہت سے لوگ محض غلط خیال جم جانے سے گمراہ ہیں۔ انھیں سچے دھرم کی روشنی سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ کے سوال وجواب نہ صرف عوام الناس سے ہی تھے بلکہ مشہور عالموں کے ساتھ بھی آپ کی خط وکتابت تھی اور جین دھرم کے متعلق اُن کے شکوک رفع کرنے کے لئے آپ اکثر جوابات تحریر کرتے تھے اُن میں سے کئی ایک جین دھرم پرکاش ایک ماہواری گجراتی رسالہ میں جو ابتک بھاؤنگر سے جاری ہے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں بکرم سمت ۱۹۴۵ میں جب آپ پھسانہ میں تھے تب رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے آنریری سکریٹری ڈاکٹر۔ اے۔ ایف۔ رڈولف ہارنل صاحب کی سیٹھ مگن لال۔ دلپت رام احمد آباد نواسی کی معرفت آپ سے خط وکتابت ہوتی رہی جین دھرم اور جین اتہاس کے متعلق صاحب موصوف نے بیسیوں سوال آپ سے دریافت کئے۔ وہ سوالات معہ اُن جوابات کے جو آپ نے دیئے۔ کتابی شکل میں پرشن اُتر سنگرہ کے نام سے شری آتم دیر سبھا بھاؤنگر کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ تمام کے تمام سوال جین دھرم کے فلسفہ لٹریچر اور تواریخ کے متعلق ہیں۔ ڈاکٹر ہارنل صاحب سنسکرت اور پراکرت کے ایک مشہور عالم ہوئے ہیں آپ نے بہت سا ریسرچ کا کام کیا ہے اور کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کے سوالوں کے مدلل جوابات شری مد وجے آنند سوری

جذبہ سے لبریز ہے۔ مگر وہ شخص جو ایسی حالت کو دیکھے اور آنکھیں بند کر کے
خاموش ہو جائے بیرحم ہے اُس کے دل میں نہ کیڑوں کے لئے دیا ہے اور
نہ گائے کے لئے درد۔ دیا بھاؤ۔ دلی احساس کا نام ہے۔ وہ شخص جسکا
دل بیحس ہو۔ ہرگز دیالو کہلانیکا مستحق نہیں۔ شراوک کا فرض یہ ہے کہ وہ
ہمیشہ اپنے دل میں دیا بھاؤ کا احساس رکھے۔

زیرہ میں آپ کے پاس بہت سے اجینی اصحاب آیا کرتے تھے
ایک دفعہ ایک سکھ سردار آپ کے درشن کے لئے آیا۔ وہ گوشت
خوری اور شکار کھیلنے کا بڑا حامی تھا۔ آپ سے کہنے لگا۔ اگر آپ غصہ نہ
کریں تو ایک بات کہوں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ کسی سے ناراض ہونا
ہمارا دھرم نہیں ہے۔ آپ جو چاہیں بلا خوف کہیں۔ سردار صاحب نے
کہا کہ جینی لوگ اہنسا اہنسا پکارتے ہیں اور گوشت خوری کی تردید کرتے
ہیں۔ لیکن خود گوشت خوری سے بچ نہیں سکتے۔ آپ نے نہایت تحمل سے
دریافت کیا۔ وہ کیسے۔ سردار صاحب نے کہا کہ سب لوگ دُودھ
پیتے ہیں اور دُودھ ماس اور خون سے بنتا ہے۔ پھر دُودھ پینا اور گوشت
سے پرہیز کرنا اس کے کیا معنی۔ آپ نے جواب دیا اگرچہ خون ہی سے دُودھ
بنتا ہے۔ مگر اس تبدیلی سے دُودھ میں خون کی تاثیر نہیں رہتی۔ وہ بالکل
مختلف چیز بنجاتا ہے۔ اگر وہ دونوں یکساں ہوں۔ تو جیسے خون دیکھنے
سے قدرتی نفرت آتی ہے۔ ویسی ہی دُودھ سے نفرت ہونی چاہیے۔ مزید
براں اگر کسی جاندار کا خون نکال لیا جائے تو وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ مگر ہر
روز متواتر دُودھ نکالنے سے کمزوری نہیں بلکہ دودھ دوھنا تندرستی کا
معاون ہے۔ کوئی عقلمند شخص دُودھ پینے والوں کو خون پینے والا کہہ سکتا

سے سوال دریافت کرنے آتے تھے۔ کوئی مباحثہ کی غرض سے آتا تھا۔ کوئی لیاقت کا امتحان کرنے کے لئے اور کوئی سچا متلاشی بنکر واقفیت حاصل کرنے کے لئے سوال دریافت کرتا تھا۔ ایک دفعہ جالندھر شہر میں آپ سے جیو دیا کے متعلق کسی نے عجیب پیچدار سوال کیا۔ جو اس طرح تھا۔ ایک پیاسی گائے پانی پینے کے لئے تالاب کے کنارے آتی ہے وہ تالاب کیڑوں اور طرح طرح کے حرکت کرتے ہوئے جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر گائے کو پانی پینے دیا جائے۔ تو ہزاروں جانور مرجاتے ہیں اور اگر اُسے رُوکا جائے۔ تو گائے پیاسی مرجاتی ہے۔ ایسے وقت میں شراوک گائے کو پانی پینے دیوے یا نہ پینے دیوے۔ آپ نے سوال کنندہ کو بغور دیکھتے ہوئے اُس کے ہمراہیوں کے روبرو جواب دیا کہ یہ سخت مشکل ہے کہ تمام تالاب جانوروں سے بھرا ہوا ہو۔ یا گائے اتنی پیاسی ہو اور پانی اتنا کمیاب کہ اور کہیں سے اُس کی پیاس مٹانے کا بندوبست نہ کیا جاسکے اگر ایسی حالت رونما ہو جائے تو گائے کو چھان کر پانی دیا جاسکتا ہے۔ اگر سوال کی غرض سے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ گائے اسقدر پیاسی ہے کہ اُسے روکنے سے اُس کا دم نکلتا ہے اور پانی پینے دینے سے ہزاروں جانور مرجاتے ہیں تو اُس حالت میں وہ شخص جو گائے کو اس خیال سے کہ بیچاری کی جان بچ جائے۔ پانی پینے دیتا ہے۔ دراصل جیو دیا کرتا ہے اُس کا دل گائے کے درد کو محسوس کرتا ہے اور وہ اُس کی تکلیف مٹانے کے لئے اُس کی مدد کرتا ہے۔ وہ شخص جو گائے کو پانی پینے سے اس لئے روکتا ہے کہ ایسے پانی میں زہریلے اثرات ہیں اور اُس کے پینے سے پیاس بجھ نہیں سکتی اور ہزاروں جانور خواہ مخواہ مرتے ہیں اُس کا دل بھی دیا کے

کو یہ منظور نہ تھا۔ خواہ کوئی کتنا ہی امیر اور مشہور شخص کیوں نہ ہو۔ آپ ہمیشہ اپنے اصول پر قایم رہتے تھے۔ سیٹھ صاحب کو درشن کی پیاس بجھانے کے لئے آپ کے ہمراہ پیدل چھانی تک جانا پڑا۔

آپ کا ویاکھیان اِس قدر دل کش اور موثر تھا۔ کہ سامعین کھچے چلے آتے تھے۔ سنسکرت شلوک اِس خوبی سے پڑھتے تھے۔ کہ حاضرین فریفتہ ہو جاتے تھے۔ روزانہ زندگی سے مثالیں لیکر آپ اپنے خیالات کو اِس طرح بیان کرتے تھے کہ فوراً ذہن نشین ہو جاتے تھے۔ اگر کوئی درمیان میں سوال اٹھاتا تھا اُسے فوراً جواب دیتے تھے۔ چنانچہ ایک ویاکھیان میں جب کہ آپ سادھو دھرم کی فضیلت ظاہر کر رہے تھے۔ آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ اگر تمام لوگ خانہ داری ترک کر کے سادھو ہو جاویں تو انھیں آب ودانہ کون دیوے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ ایسا ہرگز ممکن ہو سکتا۔ اگر یہ قیاس کر لیا جاوے۔ تو جنگل کے درخت آہار پانی دینا شروع کر دیں۔ اگر یہ امر نہیں ہو سکتا۔ تو اول الذکر بھی بعید از قیاس ہے اِسی طرح ایک اور سوال میں آپ سے دیوتا کی ہستی کا ثبوت دریافت کیا گیا آپ نے جواب دیا۔ کہ اِس بات کو سائنس تسلیم کرتی ہے۔ کہ سورج۔ چاند اور ستاروں میں آبادی ہے۔ اور وہاں کے باشندے عقل و طاقت میں اِس دنیا سے بہتر ہیں۔ ہمارے خیال کے مطابق وہ ہی دیوتا ہیں۔ پس دیوتا کی ہستی ظاہر ہے۔ اُن کی صفات کے متعلق مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہو سکتے ہیں۔ اِسی طرح سینکڑوں سوالات آپ سے پوچھے جاتے ہیں۔ اور آپ موقع محل اور سوال کنندہ کی لیاقت کے مطابق اُسے جواب دیتے۔ ویاکھیان کے علاوہ اور بہت سے لوگ ہر روز آپ

کرائیں اور آپ کو مفصل حالات بھیجتے رہنے کی تاکید کی۔

آپ آدرش جین سادھو کی تمام صفات سے بخوبی مزین تھے آپ کو ہرگز کسی سے پکش پات نہ تھا۔ امیر و غریب ہر شخص کو ایک نظر سے دیکھتے تھے اور یکساں سلوک کرتے تھے۔ احمد آباد کا دوسرا چترماس جو سمت ۱۹۴۱ بکرم میں ہوا۔ خوشی خوشی ختم ہوگیا۔ آپ نے بارہ بجے دوپہر کا وقت روانگی کے لئے مقرر کیا۔ وقت مقررہ سے پہلے ہزاروں کی تعداد میں جینی آپ کو الوداع کہنے کے لئے اُپاسرے میں جمع ہو گئے ٹھیک بارہ بجے آپ نے اُپاسرے سے باہر قدم رکھا۔ چند بڑے بڑے سیٹھوں نے آپ سے عرض کی۔ کہ ابھی تک نگر سیٹھ پریمان بھائی جی تشریف نہیں لائے تھوڑی دیر اُن کا انتظار کرنا چاہیئے۔ وہ کہیں آتے ہی ہونگے۔ اگرچہ سیٹھ پریمان بھائی آپ کا پرم بھگت تھا۔ اور بڑا مددگار تھا۔ مگر آپ اپنے اصول وقت کی پابندی نظر انداز کرنا نہ چاہتے تھے آپ نے جواب دیا۔ کہ میری نظر میں آپ سب لوگ نگر سیٹھ ہیں۔ میں نے روانگی کا وقت ظاہر کر دیا تھا۔ اگر کوئی وقت کا پابند نہیں رہ سکتا تو میں اُس کا انتظار کرنا ضروری نہیں سمجھتا ہوں۔ مگر سیٹھ پریمان بھائی بھی دوڑتے ہوئے شہر سے ایک میل کے فاصلے پر آملے اور وقت پر نہ پہنچنے کے سبب معافی چاہی۔ اِسیطرح جب آپ نے بڑودہ سے چھانی کی جانب سفر کا قصد کیا۔ رائے بہادر سیٹھ بدری داس جوہری کلکتہ والے آپ کے درشن کے لئے وہاں تشریف آور ہوئے۔ چونکہ آپ شام کے وقت پہنچے اور آپ کی روانگی اگلے روز صبح کی تھی۔ سیٹھ صاحب نے آپ سے ایک دو روز بڑودہ ٹھہرنے کی درخواست کی۔ مگر آپ

جس کسی چیز کی ضرورت ہو اپنے گورو کی اجازت سے گھروں سے یا دکانوں سے مانگ کر لانا چاہیئے۔ محض ڈسپلن قایم رکھنے کے لئے آپ کو شانتی وجے جی جیسا لائق ہونہار اور پنڈت سادھو سنگھ سے علیحدہ کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔

جہاں آپ کو ڈسپلن کا اسقدر خیال تھا۔ اور ایسے قایم رکھنے کے لئے سختی سے پیش آنے سے گریز نہ کرتے تھے۔ وہاں آپ اپنے شش پریوار سے دلی محبت رکھتے تھے۔ اور ان کی بہتری اور بہبودی کے پاسبان تھے۔ آپ ہمیشہ ان کی مشکلات کو حل کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ جہاں کسی کو تکلیف ہوتی۔ آپ فوراً اس کی خبر گیری کرتے تھے۔ اگر کوئی سادھو بیمار ہو جاتا تھا۔ آپ خود اس کی خدمت اور دلجوئی کرتے تھے۔ محبت ہی واحد ہتیار تھا۔ جس سے آپ نے سادھوؤں اور گرہستیوں کو یکساں طور سے اپنا گرویدہ بنایا تھا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ شری سنگ کی وہ طاقت ہے کہ بڑے سے بڑا آچاریہ اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ آپ اپنی ذاتی رائے کو سادھوؤں اور گرہستیوں کی مجموعی رائے کے سامنے قربان کرنے میں کبھی پس وپیش نہ کرتے تھے۔ گجرات کا پہلا سفر آپ کی رائے میں قبل از وقت تھا۔ لیکن سادھوؤں کی متفقہ درخواست اور گرہستیوں کے کہنے سے آپ نے اسے اختیار کیا۔ آپ اپنے سادھوؤں کی ہمیشہ بھلائی چاہتے تھے جب مہاراج شری ہنس وجے جی نے شری سمیت سکھر جی کی یاترا کا قصد کیا۔ اور اجازت چاہی۔ تو آپ نے انھیں پاس بلا کر تمام ہدایات لکھوائیں۔ راستہ۔ مشہور سراوکوں کے نام دھرم اپدیش کرنے کے مقامات اور دریافت کرنے والی باتیں سب نوٹ

چار کی بجائے تین تھونیاں پڑھنا یا کمبل بستر کا کونہ پڑ لہنا کی خلاف ورزی کرتا ہے سادھو دھرم کی پابندیاں نہایت سخت ہیں۔ سنیاس باختیار کرنیکا مطلب میدانِ رزم میں کرم روپی دشمنوں سے برسرِ پیکار ہوتا ہے۔ اِس لیئے ضروری ہے۔ کہ سپاہی حرف بحرف اپنے جرنیل کے حکم پر عمل کرے۔ سادھوؤں کو ذرا ذرا سی بات پر خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اُن کا کوئی فعل شری ویر پربھو کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ آچاریہ مہاراج کی فرمانبرداری نہایت ضروری ہے۔ ایک دفعہ کسی گجراتی شراوک نے آپ کے پاس شکایت کی کہ فلاں سادھو راستہ چلتی دو سادھویوں سے باتیں کر کے ہنس رہا تھا۔ آپ نے اُس کا سخت نوٹس لیا اور اُس سادھو کو بُلا کر سادھویوں سے باتیں کرنے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی۔ مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا اِس لیئے اُسے خوب ڈانٹا گیا اور سادھوؤں کے نجم کے خلاف ہرگز کوئی کام نہ کرنے کی اُسے اچھی طرح ہدایت کی گئی۔ اتنا ہی نہیں آپ ذرا ذرا سی خلاف ورزی پر سخت نوٹس لیتے تھے۔ سورت میں چترماس شروع ہونے سے چند روز پیشتر کچھ شراوک بستر پاترہ وغیرہ لیکر اُپاسرے میں آئے اور سادھوؤں سے کپڑے وغیرہ کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک دو سادھوؤں نے اُن آدمیوں سے کچھ کپڑے اور برتن لیئے۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ تو اُن سادھوؤں کو بُلوا بھیجا۔ اور جواب طلب کیا۔ کہ اُپاسرے میں کپڑے کیوں لے گئے ہیں؟ اُنھوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور آیندہ خیال رکھنے کا اقرار کیا۔ آپ نے فوراً تمام سادھوؤں کو اکٹھا کر کے اُن سے واقعہ بیان کیا اور اِس بات کی سخت ہدایت کی۔ کہ کوئی سادھو ہرگز اُپاسرے میں گرہستھی سے چیز نہ لیوے۔

کہا کہ میں سادھوؤں کا کام سادھوؤں سے کرانا چاہتا ہوں۔ اگر مزدور کے سر پر کتابیں منگوانی ہوتیں تو کسی شراوک کو کچھ دیا جاتا۔ آپ سرسے میں بیٹھے ہوئے تمام سادھوؤں کو مخاطب کرکے گھنٹہ بھر انھیں اس بات کا اپدیش دیا کہ حتی الوسع اپنا ہر ایک کام سادھو کو خود کرنا چاہیئے پرشارتھ کے بغیر سادھو ہرگز دھرم کرم نہیں کرسکتا۔ وہ سادھو جو مزدور کے سر پر کتابیں رکھوا کر لائے تھے اپنی حرکت پر سخت نادم ہوئے۔ اور آپ کے قدموں پر گر کر معافی چاہی۔ چنانچہ آپ نے انھیں ڈنڈ پراشچت دے کر معاف کردیا اور آئندہ کے لئے سب کو تنبیہ کردی۔

آپ ہمیشہ قاعدہ کے پابند تھے۔ اور سادھوؤں کو ڈسپلن سے رکھتے تھے۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ سامائیک پرتی کرمن میں بار بار اٹھنا بیٹھنا نوکار منتر کا دھیان لگانا اور مکھ بستر کا الٹنا پلٹنا اور تھوئیاں پڑھنے کا رواج کیوں ہے۔ ایک ہی دفعہ اٹھنے بیٹھنے۔ دھیان لگانے مکھ بستر کا پرلینے اور تھوئیاں پڑھنے کی مشق کیوں نہیں کرلی جاتی۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ بھگوان شری ویر پربھو بڑے زبردست آرگنائیزر تھے۔ اور انھوں نے ڈسپلن پر خاص زور دیا ہے۔ بھگوان نے ہر ایک کام شاستروں کے مطابق باقاعدہ اور سوچ سمجھ کر کرنے کو فرمایا ہے یہ سب کریا وچار شکتی کو بڑھانے کے لئے اور من کو قایم رکھنے کے لئے ہیں شری بھگوان مہاویر سوامی جی کا ہر ایک پیراؤ جو اہنسا دھرم کا پالن کرتا ہے۔ ایک سپاہی کی مانند ہے۔ اور بلا حیل وحجت فوجی قوانین کی طرح سُتروں کی تمام پابندیاں اُن پر لازم ہیں۔ سامائیک۔ پرتی کرمن کے نیم اس قسم کے ہیں۔ کہ اُن کی پیروی کرتا ہوا کوئی انسان غفلت سے کام نہیں لے سکتا

کے روز بھی تمام وقت گیان دھیان میں مشغول رہتے۔ آپ ہر وقت اپنے
عقیدوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ جس طرح خود دن
بھر کام میں مشغول رہتے تھے اُسی طرح شِشیہ پریوار کو بھی کسی نہ کسی کام میں
لگائے رکھتے تھے ہر ایک سادھو کے لئے اُس کی جسمانی اور دماغی طاقت
کے لحاظ سے کام مقرر تھا۔ اور اُسے خوش اسلوبی سے انجام دینا اُس
کا فرض مقدّس تھا۔ ہر ایک چترماس میں چند ایک سادھو آپ کے ہمراہ
رہتے تھے۔ تمام سادھو نہایت فرماں بردار تھے اور حکم کی تعمیل کیلئے
کمربستہ تھے۔ جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا اپنا کام خود کرتے تھے بلاضرورت
گرہستھیوں پر کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالتے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ زیرہ
میں تشریف فرما تھے۔ چند کتابوں کی جو لدھیانہ بھنڈار میں تھیں ضرورت
پڑی۔ اُن دنوں اس طرف ابھی ریل جاری نہ ہوئی تھی آپ نے اپنے
شِشیہ شری سندر وجے جی اور شری سمتی وجے جی کو حکم دیا۔ کہ
جلد لدھیانہ سے کتابیں لے آویں۔ حکم پاتے ہی ہر دو سادھو فوراً روانہ
ہو گئے اور نوے میل کا سفر کر کے کتابیں اٹھائے ہوئے تیسرے دن
آ حاضر ہوئے۔ اسی طرح جب آپ کھمبایت کے گرد و نواح میں دھرم
اُپدیش کا کام کر رہے تھے۔ آپ کو چند پستکوں کی ضرورت ہوئی
وہاں سادھوؤں کو خط لکھا کہ فلاں فلاں پستک لیکر پہنچ جاؤ۔ فوراً
حکم کی تعمیل کی گئی۔ لیکن پستک زیادہ ہونے کی وجہ سے سادھوؤں
نے خود اٹھانے کی بجائے ایک مزدور کے سر پر رکھوا دیئے۔ اور شام
کے وقت آپ کے پاس آ پہنچے۔ اس طرح سادھوؤں کو مزدور کے سر
پر کتابیں رکھوائے ہوئے دیکھ کر آپ نے ناپسندگی کا اظہار کیا۔ اور

مندرجی درشن کے لئے جاتے تھے۔ واپسی پر سوری منتر کا جاپ کرتے تھے۔ لوگوں کے جمع ہو جانے پر ٹھیک مقرّرہ وقت پر ویاکھیان شروع کر دیتے تھے اور ہر روز موقع اور محل کے مطابق ڈیڑھ یا دو گھنٹہ دھرم اُپدیش سناتے تھے۔ ویاکھیان ختم ہوتے ہی ڈاک کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور خطوں کا جواب خود لکھتے تھے۔ اگر کام زیادہ ہوا تو ششیوں سے مدد لیتے تھے۔ چند سادھوؤں کو کھانا پانی مانگ کر لانے کا حکم دیتے تھے۔ موسم گرما میں تقریباً آدھ گھنٹہ آرام کر کے متواتر چار گھنٹہ تک لکھنے پڑھنے کے کام میں مصروف رہتے تھے اُس وقت میں اگر کوئی خاص درشن کرنے والا یا سوال دریافت کرنے والا آدمی آجائے۔ تو اُس کی جانب چند منٹ متوجہ ہوتے تھے اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے تھے۔ تقریباً شام کے چار بجے سادھوؤں کو شاستر پڑھاتے تھے۔ پھر ضروریات اور کھانے پینے سے فارغ ہو کر پرتی کرمن کے لئے تیار ہو جاتے تھے رات کے دس بجے تک ہر کسی سے بات چیت کرتے تھے۔ اور سوال پوچھنے والوں کو جواب دیکر تسلی کرتے تھے۔ سونے سے پیشتر تھوڑی دیر دھیان لگا کر دن کے تمام کام پر غور کرتے تھے پھر پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے سوتے تھے۔ یہ پروگرام اکثر چترماس کے دنوں میں مقرر تھا۔ اِس میں موسم اور مقام کے لحاظ سے تھوڑی بہت تبدیلی کر لیتے تھے۔ آپ کبھی وقت کو ضائع نہ کرتے تھے اور نہ ہی بلا مطلب کسی سے دیر تک گفتگو کرتے تھے۔ اگر ذرا سا بھی فرصت کا وقت نکلتا تھا۔ کوئی نہ کوئی گرنتھ دیکھتے تھے۔ آپ کا مطالعہ کا شوق سال بسال ترقی کرتا گیا۔ آپ ہمیشہ زمین پر سیدھے بیٹھ کر پڑھتے تھے اور برت وغیرہ

and is recognised as the highest living authority on Jain religion and literature by Oriental Scholars.[23]

مطلب - مُنی آتمارام جی سے بڑھ کر کسی اور شخص نے اپنے آپ کو جین سماج کی بہتری اور بہبودی میں تہ دل سے مصروف نہیں کیا - آپ اُن مقدس بزرگوں میں سے ہیں - جنہوں نے فقیری اختیار کرنیکے دن سے اخیر عمر تک دن رات اپنے بلند مشن کے لئے کام کرنے کا عہد کیا ہے - آپ جین مذہب کے ایک مستند آچاریہ ہیں اور علماء مشرقی کے ماہران آپ کو جین مذہب کی تعلیم اور لٹریچر کے متعلق اعلیٰ زندہ سند تسلیم کرتے ہیں -

آپ ایک آدرش جین سادھو تھے - آپ خود سادگی کی مجسم تصویر بنکر اپنے شاگردوں سے تقلید کراتے تھے - آپ بلا ضرورت کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھتے تھے - آپ کی عینک کا فریم تک بیت کا تھا - لکھنے کا کام بہت زیادہ ہونے کے باوجود وہ دس روپے کا انڈی پینڈنٹ نہ رکھتے تھے اور نہ ہی کسی طرح کی قیمتی دوات یا ولایتی سیاہی استعمال کرتے تھے - آپ کی دوات کا کام ایک چھوٹی سی مٹی کی پیالی دیتی تھی - آپ ہر روز اُس میں اِس اندازہ سے سیاہی ڈالتے تھے کہ لکھنے کے بعد شام تک وہ خشک ہوجاتی تھی -

آپ ہر روز صبح تین اور چار بجے کے درمیان اٹھتے تھے - نوکار منتر پڑھنے کے بعد کچھ پاٹھ کرتے تھے اور پھر کچھ دیر دھیان میں رہتے تھے - اِس کے بعد پرتی کرمن کرتے تھے - ضروریات سے فارغ ہوکر شری

خود آپا سر سے چلے آئے - آپ کی شکل و شباہت سے رعب داب
ٹپکتا تھا اور درشن کرنے والوں کے دل عزت و تعظیم سے آپکے قدموں
میں جھک جاتے تھے - آپ بڑے ہی روشن دماغ - محبت اور ہمدردی
کے مجسمہ - راست گو - تپسوی ریاضت کش جسمانی - اخلاقی اور روحانی
طاقت سے مزین - علم و ادب کے استاد - دھیان میں پختہ - باقاعدہ
وقت کے پابند - زمانہ فہم - دوراندیش - وسیع الخیال - عالی حوصلہ - اور
حلیم الطبع تھے - آپ کا پوتر مشن جین دھرم کی اشاعت اور اہنسا کے
پرچار سے بنی نوع انسان کی خدمت سرانجام دینا تھا - آپکی زندگی
محنت - بردباری اور جانفشانی کی زندگی تھی - آپ نے اپنے لگاتار کام -
فصاحت اور بلاغت - علمیت اور شخصیت سے نیست و نابود ہوتی ہوئی
جین سماج کو خواب غفلت سے بیدار کرکے لوگوں کی توجہ پوجیہ تیرتھنکروں
ممتاز گندھروں اور مشہور آچاریوں اور پوتر رشیوں اور منیوں کے فلسفہ
علمی فیضوں اور جین تہذیب کی جانب راغب کی اور جین اصولوں کا عام پرچار
کیا - اس جگہ دنیا کے مذاہب کی شکاگو کانفرنس کی رپورٹ میں مندرج رائے
کا اظہار کر دینا خالی از دلچسپی نہیں -

"No man has so peculiarly identified himself with the interests of the Jain community as Muni Atma Ramji. He is one of the noble band sworn from the day of initiation to the end of life to work day and night for the high mission they have undertaken. He is the High Priest of the Jain community

جین آچاریہ شری وجے آنند سوری جی کی شخصیت اور اوصاف

جین آچاریہ شری وجے آنند سوری جی قد آور۔ بلندی میں چھ فٹ سے زیادہ۔ سڈول بدن شہ زور جوان تھے۔ آپ کشادہ پیشانی۔ خندہ رُخ اور رسیلی آنکھیں رکھتے تھے۔ دائیں رخسار پر ایک لسن کا نشان تھا جس سے آپ کی خوبصورتی دوبالا ہو رہی تھی۔ آپ کی انگلیوں پر چکر اور ہتھیلیوں پر مچھ کے نشانات تھے۔ بال برہمچریہ کا تیج آپ کے چہرے پر جھلک رہا تھا۔ آپ کی طاقت اور توانائی کا اندازہ لگانے کے لئے بکرم سمت ۱۹۴۳ بھاؤنگر گجرات کاٹھیاواڑ کا ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جو نہایت دلچسپ ہے۔ آپ ہر روز صبح برائے رفع حاجت سمندر کی جانب جایا کرتے تھے۔ ایک روز سمندر کے کنارے آپ نے عجب نظارا دیکھا۔ ایک گدھا وزنی لکڑیوں کے درمیان پھنسا ہوا تھا اور اُسے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ وہ بیچارہ اِدھر اُدھر زور لگاتا تھا۔ مگر اُچھل کر نکل نہ سکتا تھا اُسے دیکھنے کے لئے بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ چار پانچ مضبوط آدمیوں نے رسّے باندھ کر ایک طرف سے لکڑی ہٹانے کی کوشش کی۔ مگر اُن کی طاقت بیکار ثابت ہوئی۔ آخر گدھے کی رہائی کے واسطے بیل لانے کی تجویز ہوئی۔ اسی اثنا میں آپ وہاں پہنچ گئے اور معاملہ دریافت کر کے لوگوں کو ایک طرف ہو جانے کو کہا۔ خود رسّے کو پکڑ کر ایک دم زور سے جھٹکا لگا کر لکڑی کو ایک طرف ہٹا دیا اور گدھے کو مصیبت سے رہا کر دیا۔ اور

میں کام دیو روپ بڑبا اگنی سے دُنیا جل رہی ہے۔ اسنے تریدیو (برہما وشنو اور شو) اندر وغیرہ دیووں کو بھی جلا ڈالا ہے۔ اے ناتھ مجھے اس سے بچاؤ۔ پانچ اندریاں (آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان اور جسم) زبردست چور ہیں۔ پانچ اندریاں جھوٹی محبت سے دھرم کے جہاز کو چور چور کر دیتی ہیں۔ وہ میرے گلے میں بھی راگ (جھوٹی محبت) کی پھانسی ڈال رہی ہیں۔ اے ناتھ۔ انکو جھڑ کر دو۔ دُنیا میں ترشنا (خواہشات) کی بڑی بھاری ترنگیں اُٹھ رہی ہیں۔ ان ترنگوں میں دُنیا کے لوگ بہے چلے جا رہے ہیں۔ دُنیا میں ابھیمان کی جھاگ بڑے زور سے اُٹھ رہی ہے اے پربھو اسے آپ شانت کریں۔ تناسخ کے دور میں اپنی اصلی شکل کو فراموش کر کے چوراسی لاکھ جیوا جونی میں گھوم رہا ہوں اور اسکا اخیر ابھی تک نہیں آیا ہے۔ اے پربھو اب مجھے نکال لو۔ میرا سچا آتم سروپ دب رہا ہے اے اجت ناتھ بھگوان میں آپ کا سیوک ہوں۔ میرے پاپوں کے پھند کاٹکر موکش پد عنایت کرو۔

واسو پوج جنراج آج مجھے تاریئے ۔۔۔ کرم کشٹن دُکھ دیت کے بیگ نواریئے
پنچم کال بے حال ناتھ ہوں آیو ۔۔۔ متھیا مت بہو زور گھور اتی چھایو
کلیا گرہ شور کو گورنہو چھانیو ۔۔۔ جن بانی رس سواد کے برلے پائیو
تم کرپا بھئی ناتھ ایک مجھ بھاؤنا ۔۔۔ جن آگیا پرمان اور نہیں گادنا
پکش پات نہیں لیس دویش کن سوں کروں ۔۔۔ ایسے بھاؤ جنیند سدا من میں دھروں

مطلب - اے باسو پوج بھگوان مجھے کرموں کے دُکھ سے بچا کر جلد تارو۔ اے ناتھ اس پنچم کال میں میں آپکی شرن آیا ہوں۔ اس میں چاروں طرف متھیات کا زور چھایا ہوا ہے۔ گمراہ دینی راہبروں کا لڑائی جھگڑا اور تعصب پھیلا ہوا ہے۔ بہتر اگ جنیشور بھگوان کی پوتر بانی کے میٹھے رس کو چکھنے والے کمیاب ہیں۔ اے بھگوان آپ کی مجھ پر بڑی کرپا ہوئی۔ بس میری صرف ایک ہی خواہش ہے اور وہ یہ کہ جنیشور بھگوان کے حکم کے خلاف کبھی کوئی کام نکروں۔ میرے میں پکش پات (زور رعایت) ذرہ بھر بھی نہو۔ میں کسی سے کبھی نفرت نکروں۔ اے جنیندر بھگوان یہی نیک خیال میرے ہمیشہ قایم رہیں و ر ایسا ہی میرا عمل ہو۔

پورن دیا سندھو جگ سوامی — جھٹتی ادھار کیجو جی
چار کشائے کرشن اتی بھلے — ٹربا۔ اننگ جگت سب جاریے
جا سے تر دیو اندر بھن دیوا — موہ اُبار کیجو جی
کرن پلچ اتی تسکر بھلے — دھرم جہاج بریتی کر بھاڑے
راگ بھانس ڈالے گر وہے — اب پربھو بھرک دیجو جی
ترشنا ترنگ جری اتی بھاری — بہے جات سب جن تن دھاری
مان بھین اتی امنگ چڑھیو ہے — اب پربھو شانت کیجو جی
لاکھ چوراسی بھنور اتی بھاری — ماہیں پھنسیو ہوں سدھ بدھ ہاری
کال اننت انت نہیں آیو — اب پربھو کاڑھ لیجو جی
اتم روپ دیو سب میرو — اجیت جنیشور سیوک تیرو
اب تو پھند ہرو پربھو میرو — نر بھے تھان دیجو جی

مطلب۔ اے اجیت ناتھ بھگوان۔ آپ میری پرارتھنا کو سنیں اور سنسار سمندر سے پار اتاریں۔ یہ سنسار ساگر جنم اور مرن کے پانی سے خوب بھرا ہوا ہے۔ اس کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا ہے۔ دنیا میں گہری تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ میں اناتھ اس کے درمیان پڑا ہوں کرپا کرکے مجھے اس سے پار کیجیے۔ کرم کی پہاڑیاں نہایت دشوار اور دکھ دینے والی ہیں۔ ان میں میری زندگی کی کشتی پھنسی ہوئی ہے۔ اسے میلکے سمندر اور جگت کے سوامی میرا جلد کلیان کرو۔ چاروں کشائے (غصہ۔ تکبر۔ فریب اور لالچ) بڑا بھاری کشٹ دے رہے ہیں۔ اس

۱ کشٹ ۲ اگنی ۳ کام دیو ۴ برہما۔ وشنو۔ مہیش ۵ چور ۶ مکان

سمجھا اُسی نے مجھ کو دھوکا دیا۔ غیر کی محبت اخیر میں باطل ثابت ہوئی ہے۔ اے جگدیش اِس دنیا میں سوائے آپ کے میرا کوئی مددگار نہیں۔ آپ کو چھوڑ کر اور کس سے محبت کروں۔ آپ ہی میرے بہترین محافظ ہیں آپ ہی میرے دل کو فرحت بخشنے والے ہیں۔ آپ ہی میرے سرتاج اور دل کے ہار ہیں۔ اے دین دیال مجھ پر کرپا کرو اور میرا بیڑا دنیا سے جلد پار کرو؂

پدم پربھو مجھ پیارا جی   من موہن گارا۔
چند چکور مور گھن[1] چاہے   پنکج[2] ربی[3] بن سارا جی
تیوں جن مورتی مجھ من بھائی   ہردے آنند اپارا جی
اب کیوں دیر کری مجھ سوامی   بھودَدھی پار اُتارا جی

مطلب۔ جس طرح چاند کا چکورا اور بادلوں کا مور مشتاق ہے جس طرح پھول اور سورج کی محبت ہے ٹھیک اُسی طرح اے پدم پربھو مجھے آپ کی دِلربا مورتی سے پریم ہے۔ آپ کے درشن سے مجھے انتہائی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اے میرے سوامی اب کس لئے دیری ہے۔ دنیا کے سمندر سے میرا بیڑا صحیح سلامت منزل مقصود تک پہنچا دو؂

تم سنیو جی اجت جنیش   بھودَدھی پار کیجیو جی
جنم مرن جل بھرت اپارا   آدی انت نہیں گھور اندھارا
ہوں اناتھ ارجھیو[4] مجھ دھارا   ٹک مجھ پار کیجیو جی
کرم پہاڑ کٹھن دکھ دائی   ناؤ بھنسی اب کون سہائی

[1] بادل [2] کنول [3] سورج [4] اُلجھا ہوا

پریتی اناوی نی دکھ بھری — من کیدی ہو پرپید گل سنگ
جگت بھیو تن پریتی سوں — سانگ دھاری ہونا چیو نو ننگ
جسکو اپنا جانیا — تن ویدھا ہو چھن میں اتی چھیہ[1]
پرجن کیری پریتڑی — میں دیکھی ہو سنتے بن نیہہ
میرو نیں کوئی جگت میں — تم چھوڑی ہو جگ میں جگدیش
توں تراتا ہو مو نے بسوا بیس — پریت کروں اب کون سوں
آتمارام تو ماعرو — سر سہرا ہو ہیڑا[2] نو یار
دین دیال کرپا کرو — مجھ ہیگا[3] ہو اب پار اتار

(چتور و نشتی جن ستون بھجن چودوال)

مطلب :- جس طرح پدمنی استری کا دل اپنے پیارے پتی دیو پر قربان اور نثار ہوتا ہے۔ جس طرح کنگال محتاج کا دل روپیہ اور دولت حاصل کرنے کے لئے خواہشمند ہوتا ہے۔ جس طرح بھونرا کیوڑے کے پھولوں پر لٹو ہوتا ہے۔ جس طرح عاشق معشوق کے لئے بے قرار ہوتا ہے۔ جس طرح کسان باڑہ میں بادلوں کا منتظر رہتا ہے۔ جس طرح گئے کا دل اپنے بچھڑے کی محبت سے لبریز ہے۔ ٹھیک اسی طرح اے میرے پوجنیہ بھگوان اننت پربھو جی میرا دل آپ کی بھگتی سے لبریز ہو۔ اے بھگوان میں انادے سے دکھ اور مصیبت میں پھنسانے والا غیر مدگل دماوے سے تعلق رکھتا رہا ہوں جس کی وجہ سے میں دنیا میں چکر لگاتا رہا ہوں اور طرح طرح کے سانگ بنا کر ناچتا رہا ہوں۔ جس کو میں نے اپنا

---

[1] بھوڑا [2] دل [3] جلدی۔

پربوں پر مندروں میں راگ رنگ کے ساتھ پوجائیں گائی جانے لگیں اور قلبوں میں بھجن منڈلیاں اپنے رسیلے اور پُراثر گائن سنانے لگیں۔ آپ اِن کو دھرم اپدیش کا بہتر ذریعہ خیال کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ گانا آتما کی قدرتی خوراک ہے۔ اِس سے دل۔ دماغ اور جسم کو تقویت ملتی ہے۔

آپ نے سناتر۔ اشٹ پرکاری۔ سترہ بھیدی۔ نوپد اور بیس ستھانک جیسی کئی ایک پوجائیں اعلیٰ درجہ کی راگ راگنیوں میں بنائی ہیں۔ اُن میں جو خیالات آپ نے ظاہر کئے ہیں وہ بیش قیمت اور بے بہا ہیں۔ پوجا اُتسو پر گاتے ہوئے جب اُن کے مضمون پر غور کیا جاتا ہے۔ تب بڑے زور سے دل میں بھگتی بھاؤ کی لہریں اٹھنے لگتی ہیں اور دل کو مسرت حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے اپنے چیدہ چیدہ بھجنوں میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اُن کو دیکھتے ہوئے بلا شک و شبہ یہ کہنا پڑے گا کہ جسطرح بلند پایہ کے گیانی اور کرم یوگی تھے اُسی طرح تیرا گ بھگوان کے نزدیک پہنچے ہوئے سچے بھگت بھی تھے۔ نمونہ کے طور پر آپ کے بھجنوں میں سے بھگتی اور بھاونا سے تعلق رکھنے والے ایک دو بھجنوں کے حصے ہدیہ ناظرین ہے ؎

جم پدمنی من پیو۱ بسے   نردھنیا۲ من دھن کی پریت
پدھوکر۳ کیتکی۴ من بسے   جم ساجن۵ ہو ویری جن چیت
کرسن۶ میگھ اساڑھ جیوں   نج واچھڈ۷ ہو سُرتھی جم پریم
صاحب انت جِند سوں   مجھ لاگی ہو بھگتی من نیم

۱ پتی ۲ بھونرا ۳ پھول کیوڑہ ۴ سجن ۵ جدائی ۶ کسان ۷ بادل ۸ ہاڑ ۹ بچھڑا ۱۰ گئو۔

بطور کوی

آپ نے نہ صرف نثر میں ہی عمدہ اور مفید کتابیں تصنیف کی ہیں بلکہ نظم میں بھی اپنے خیالات قلمبند کر کے ویتراگ بھگوان کی تعریف میں نہایت اعلیٰ دیو پوجائیں لکھی ہیں۔ اور اپنے پوتر اور گوڑھ رہسیہ سے بھرے ہوئے جذبات کو پربھو بھگتی کے بھجنوں میں ظاہر کیا ہے۔ جن اصحاب نے آپ کی بنائی ہوئی پوجاؤں اور بھجنوں کو پڑھا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کے دل میں پریم اور پربھو بھگتی کا احساس کسقدر زور سے موجزن تھا۔ آپ گائن ودیا کے بڑے مداح تھے اور خود نہایت رسیلے بلند پایہ کے راگی تھے پرماتما کی تعریف میں بھجن گا کر آپ کو سچا آتمک سرور حاصل ہوتا تھا۔ آپ کی ازحد خواہش تھی کہ جین سماج میں گائن ودیا کا شوق پیدا ہو۔ مگر اس وقت عوام الناس گانا بجانا محض ڈوموں اور میراسیوں کا کام سمجھتے اور یہ سربدا خلاف طوائفوں کا پیشہ بنا ہوا تھا۔ شانت رس کی جگہ بھدے سنگار رس نے قبضہ جما لیا تھا۔ آپ کی زبردست کوشش تھی کہ لوگوں کی توجہ بھجنوں کے ذریعہ پربھو بھگتی کی طرف راغب ہو تا کہ اخلاقی گراوٹ کی بجائے لوگوں کو آتمک شانتی حاصل ہو۔ آپ اس بات پر دلی رنج اور قلق کا اظہار کرتے تھے کہ گائن ودیا جیسا بلند پایہ کا علم کمینے اور بدچلن لوگ ذلیل کریں۔ آپ کی پوجاؤں اور بھجنوں نے گائن کو جین سماج میں مقبول بنا دیا۔ جگہ جگہ بھجن منڈلیاں قائم ہو گئیں جین تیوہاروں اور

پستک ہیں ہیں۔ مختلف مذاہب گائیتری منتر کا مطلب کس طرح
کرتے ہیں۔ جینیوں کے سولہ سنسکاروں کا بیان جین مت کی
قدامت۔ ویدوں میں تغیر و تبدل ہونے کا ثبوت۔ جین مت بدھ
مت سے مختلف اور قدیم تھا۔ اِس کا ثبوت بدھ دھرم کے
شاستروں سے سوتیامبر اور ڈگامبر فرقے میں فرق۔ سوامی شنکر اچاریہ
نے جو جین مت کا کھنڈن کیا ہے اُس کا جواب اور اُس کے مت کا
کھنڈن۔ سپت بھنگی نئے کا بیان علاوہ ازیں بہت سے سوالات
جو اکثر جینیوں پر مائی تھالوجی (Mythology) کے
متعلق کئے جاتے ہیں اُن کا جواب اِس گرنتھ میں تحریر کیا ہے۔ غرض
آپ کی تصانیف اتنی وسیع ہیں کہ اُن کا بغور مطالعہ کرنے والا نہ
صرف جین دھرم سے ہی بلکہ دیگر مذاہب سے بھی واقف ہو جاتا ہے

کس طرح روپیہ اور جاہ و حشمت کا لالچ دیکر بھولے بھالے لوگوں کو پھسلاتی ہیں آپ نے پبلک کو ایسے لوگوں کے مکروفریب سے بچنے کی ہدایت کی ہے در اصل یہ کتاب ایک پادری کی تصنیف کردہ کتاب جین مت سمیکشا کا جواب ہے۔

آپ کی سب سے آخری اور قدو جسامت کے لحاظ سے سب سے بڑی کتاب تو نرنے پرساد ہے۔ یہ گرنتھ تقریباً آٹھ سو صفحہ کا ہے اور شری آچاریہ جی مہاراج کے سرگباش ہونے کے بعد شایع ہوا ہے۔ علمیت کے لحاظ سے یہ گرنتھ آپ کی بہترین کتب میں شمار ہوتا ہے۔ مختلف بحث طلب سوالوں پر اپنی لامثال علمی لیاقت اور شاستروں کی واقفیت سے آپ نے خوب روشنی ڈالی ہے۔ گرنتھ کیا ہے۔ سینکڑوں گرنتھوں کا نچوڑ ہے۔ اس گرنتھ کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شری مدوجے آنند سوری جی نہ صرف جین شاستروں پر ہی حاوی تھے۔ بلکہ ویدوں اپنشدوں پرانوں۔ نیائے درشن۔ وشیشک درشن۔ سانکھ درشن جیمنی اور بدھ مت وغیرہ کے شاستروں کے بھی عالم تھے۔ اس گرنتھ کے لکھنے کے وقت دھارمک دنیا میں جن سوالوں پر شدومد سے بحث ہو رہی تھی۔ اُن پر آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مثال کے طور پر آپ نے مندرجہ ذیل سوالوں پر بحث کی ہے۔ سنسکرت پہلے ہے یا پراکرت۔ تمام دیووں کا جینشر بھگوان میں کس طرح سماویش ہو جاتا ہے۔ دنیا کی پیدایش ویدوں اور منوسمرتی کے مطابق کسطرح ہے۔ ویدوں میں جو باتیں متضاد ہیں۔ اُن کے حوالے وید الہامی

ہے کہ جین دھرم ۔۔ ہی ہے۔ تمام دھرموں سے افضل ہے جین فلسفہ
نہایت مدلل ہے پوجہ بھگتی کا طریقہ اور مطلب کیا ہے اور کیوں اور
کس طرح کرنا چاہئیے۔ شری ترتھنکر دیووں کے نام اور اپدیش
جین اتہاس سادھو دھرم اور شراوک دھرم کا بیان۔ جین
دھرم کے متبرک شاستروں کے نام اور جین راجاؤں مہاراجاؤں
کے بتلائے گئے ہیں اس میں ویبر جیسے (Weber) تواریخ دانوں
کی تھیوریوں کی تردید کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ ایشور کس قسم کا ماننا چاہئیے
جین مت بدھوں اور براہمنوں کی شاخ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں جین
دھرم کی قدامت کے ثبوت مختلف شلالیکھوں کے حوالوں سے لکھے
ہیں۔ جین راجہ اور مہاراجہ اہنسا دھرم کا کس طرح پالن کرتے تھے وغیرہ
مختلف مضامین کو آپ نے اس خوبی سے تحریر کیا ہے کہ طالب علموں
کے دلوں پر جین دھرم کی عظمت نقش ہو جائے۔ اور انھیں زیادہ
واقفیت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو۔ آپ کی خواہش تھی کہ یہ کتاب
جین پاٹھ شالاؤں میں چھوٹے لڑکوں کو پڑھائی جائے۔
مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ آپ چتر تھ ستوتی نرنے حصہ
اول و دوم کے بھی مصنف ہیں۔ ان ہر دو میں ثابت کیا ہے کہ تھوئیں
تین تین نہیں بلکہ چار پڑھنی چاہئیں۔ ایک اور کتاب جین دھرم کا سروپ
تصنیف کیا۔ جس میں بتایا ہے کہ جین دھرم کیا چیز ہے اور اسے پالن
کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ ایک اور کتاب عیسائی مت سمیکشا کے نام
سے آپ نے تصنیف کی ہے اس میں عیسائی مت کی دھجیاں اڑائی
ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ عیسائی مشنریان خفیہ طور پر

بکرم سمت ۱۹۸۰ میں جب آپ دہلی تشریف فرماتھے۔ جین دھرم پرسارک سبھا بھاؤنگر کی طرف سے آپ کی خدمت میں ایک کتاب جیٹھ مل کوٹھاری کی بنائی ہوئی۔ جس کا نام سمکت سار تھا پیش کی گئی تھی اس کتاب میں بہت سی ناشائستہ اور خلاف تہذیب باتیں لکھی تھیں جو سوتیامبر مورتی پوجکوں کی ہجو تھی۔ جین دھرم پرسارک سبھا نے آپ سے اُس کتاب کا جواب لکھنے کی عرض کی۔ چنانچہ بکرم سمت ۱۹۸۱ میں بمقام احمد آباد آپ نے سمکت سار" کتاب کے جواب میں سمکت شل ادھار نام کی کتاب تیار کی۔ جس میں جین شاستروں کے حوالجات اور زبردست دلائل سے مورتی پوجن ثابت کیا۔ اِس کتاب نے ستھانک واسی حلقوں میں ہلچل پیدا کر دی وہ وقت ہی مذہبی بحث مباحثوں کا تھا۔ اور اُن ایام میں ایک دوسرے کے خلاف تحریریں لکھی گئیں۔ یہ کتاب نہایت زبردست ثابت ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں مقبول ہو گئی۔

تعلیم کی طرف آپ کی توجہ خاص راغب تھی۔ چھوٹے لڑکوں کی تعلیم کے لئے آپ نے جین بال بودھ ہندی اور گجراتی میں تصنیف کیا علاوہ ازیں ابتدائی پرائمر کے طور پر جین دھرم وشیک پرشن اتر" نام کی تقریباً ڈہائی سو صفحے کی کتاب لکھی۔ اِس کتاب کے لکھنے کا مقصد پاٹھ شالاؤں اور سکولوں میں پڑھنے والے لڑکوں کے دل میں جین سنسکار اور جین دھرم کی عظمت بٹھانا تھا۔ اِسی لئے نہایت سلیس ہندی میں چھوٹے چھوٹے سوال و جواب کے طور پر جین دھرم کے متعلق واقفیت بہم پہنچائی ہے اِس کتاب میں بتایا

کئی خطوط موصول ہوئے۔ اور کئی ایک مصنّفوں نے اُس مدد کا جو ان گرنتھوں سے اُنھیں ملی ہے اُس کے لیئے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اِن دو شاستروں پر کیا موقوف ہے۔ آپ کا تصنیف کردہ چکاگو پرشن اُتر جو آپ نے ایک مضمون کی صورت میں لکھ کر مسٹر ویرچند راگھوجی گاندھی کو دیا ایک اعلےٰ کتاب ہے اور تعریف کی محتاج نہیں۔ اِس کتاب کی ہر دلعزیزی اِس بات سے ثابت ہے کہ اِس کتاب کی اب تک کئی جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور اِس کے ترجمے اُردو اور انگریزی میں موجود ہیں۔

بکرم سمت ۱۹۴۲ میں جب آپ شہر سورت میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے جین مت برکش تیار کیا۔ جس میں بھگوان مہاویر سوامی جی سے لیکر زمانہ حال تک کے آچاریوں کی پٹاولی (شجرہ نسب) بالترتیب دکھائی۔ یہ ایک نہایت اہم اور ضروری کام تھا۔ جس کے بغیر جین اتہاس کا کچھ پتہ نہ لگ سکتا تھا۔ آپ نے ایک شجرہ نسب بڑا بھاری نقشے کے طور پر تیار کیا۔ لیکن اس کے چھپنے میں چند غلطیاں رہ گئیں اور نقشے کی حفاظت رکھنا بھی مشکل معلوم دینے لگا۔ اِس وجہ سے بمقام امرتسر بکرم سمت ۱۹۴۸ میں جین مت برکش کتابی صورت میں تیار کیا اور اُسے درست کرکے مکمل بنا دیا۔ یہ کتاب اسی صفحات کی ہے اور جین اتہاس کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ جین شاستروں پر حاوی ہونے کی وجہ سے آئندہ نسلوں اور عالموں کی راہبری کے لئے اس کتاب کو تیار کیا اور دلائل سے اِس کی درستی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

مگر میری دلی آرزو یہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ایک دفعہ آپ کا ملاپ اور دیدار ہو جاوے تو میں کرت کرم ہو جاؤں۔ مہاتما جی ہم سنیاسی ہیں آج تک جو علمی روشنی کی شہرت و طاقت کے ذریعہ کئی سوسائٹیوں میں کامیابی حاصل کرکے راجے مہاراجوں میں جو ناموری حاصل کی ہے اگر ہم یک لخت آپ سے آملیں تو وہ کمائی اور شہرت جاتی رہے گی ہم اِس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں مگر جیَن دھرم نیک خیالات اور نیک روح کا دھرم نہیں ہے۔ آج میں آپ کے پاس صرف اتنا قبول کر سکتا ہوں کہ اگر کوئی قدیمی اور سچّا مذہب ہے تو وہ جین مذہب ہی ہے۔ جس کی عظمت اور روشنی کو نابود کرنے کے لئے ویدک دھرم اور کئی شاستر کھڑے ہوئے تھے اگر تعصّب کو دور کرکے ویدک مذہب کے شاستروں کو دیکھا جاوے۔ تو صاف طور پر معلوم ہو سکتا ہے کہ ویدک باتیں جو اچھی لی گئی ہیں وہ تمام جین شاستروں سے بطور نمونہ اکھٹی کی ہیں اِس میں شک نہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جو صاف طور پر غور کئے بغیر ثابت نہیں ہو سکتیں۔ متی بساکھ شدی دس بکرم سمت ۱۹۴۸۔ مکرّر عرض ہے کہ اگر آپ کا نوازشنامہ پایا تو میں ایک دفعہ ضرور آپ سے ملنے کے لئے کوشش کرونگا۔

نیازمند یوگانند سوامی عرف یوگ جیوانند

سرسوتی سوامی

مندرجہ بالا خط گوجرانوالہ سے ہوکر آپ کی خدمت میں پہنچا اِس خط کے ساتھ علیٰحدہ کاغذ پر بالا بندھکا ویہ لکھا تھا جس کے اِکیاون معنے نکلتے ہیں۔ اِسی طرح مہاراج صاحب کی تصانیف کی تعریف میں

والے شری آتمارام جی مہاراج تپ گچھ منی راج شری بدھی وجے جی مہاراج کے شاگرد کو پری براجک یوگ جیوانند سوامی پرم ہنس کا بعہ تین طواف کے آداب نیاز قبول ہو۔ مہاراج ویاکرن وغیرہ مختلف شاستر پڑھ پڑھا کر میں نے ویدمت اپنے گلے کا ہار بنایا اور بہت سے راجا اور عام لوگوں کی مجلس میں فتحمندی حاصل کی مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ سب فضول مغز خوری ہے اِس سے محض اتنا ہی فائدہ ہے کہ راجے مہاراجے یہ جاننے لگجاتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا عالم ہے۔ مگر اپنی روح کو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا آج میں اتفاقاً بہت دور دراز کا سفر کر کے ریل گاڑی سے اُتر کر بمقام بھٹنڈا میں پہنچا اور وہاں پر رادھا کرشن کے مندر میں قیام کیا۔ ایک جینی کے پاس دو کتابیں دیکھنے میں آئیں۔ میں اُن ہر دو کتب کو پڑھنے لگا۔ اتنے میں دو چار اچھے عالم لوگ جو کہ مجھ سے ملنے آئے تھے۔ میرے ہاتھ میں یہ دونوں کتابیں دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ کتابیں تو ناستکوں کی ہیں انھیں نہیں دیکھنا چاہئیے۔ مگر میں نے اُن کی بیوقوفی پر کچھ خیال نہ کیا اور کتابوں کو بغیر تعصب غور سے پڑھتا رہا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ اِن میں جو کچھ لکھا ہے۔ تمام بالکل سچ اور تعصب سے مبرا ہے۔ مجھ پر ایسا اثر ہوا۔ کہ گویا میں ایک عالم سے دوسرے عالم میں آگیا ہوں اور جو کچھ میں نے ابتدا سے آج ستر برس تک پڑھا تھا اور ویدک دھرم کو باندھے پھرا تھا وہ سب فضول سا معلوم ہونے لگا۔ جین تتو ادرش اور اگیان تمر بھاسکر ان ہر دو کتب مقدسہ کو رات دن پڑھتا ہوا اور مصنف کی تعریف کرتا ہوا بھٹنڈا میں بیٹھا ہوں اور سیتو بندھ رامیشور کی زیارت سے نیپال کو چلا جا رہا ہوں

سے یگ وغیرہ کا سروپ دکھلایا ہے اور بودھ۔ نیا ئیک۔ سانکھ جیمنی وغیرہ مت والوں نے کیسے موکش کا سروپ بیان کیا ہے لکھا ہے علاوہ ازیں سوامی دیانند سرسوتی کی بنائی ہوئی کتاب ستیارتھ پرکاش پر مختصر بحث کی ہے۔ آپ کے خیال میں سوامی دیانند جی نے جین دھرم کے سمجھنے میں اِس لیئے غلطی کھائی کہ وہ پراکرت ویاکرن سے بالکل ناواقف تھے اور جینیوں کے مستند گرنتھ اُنھوں نے بالکل نہ دیکھے تھے۔ دوسرے حصّے میں جین دھرم کا منڈن لکھا ہے اور سچ اور جھوٹ کی تمیز کرائی ہے اِس حصہ میں جین دھرم کی عظمت ظاہر کی ہے اور سادھو اور گرہستی کا علیحدہ علیحدہ دھرم بیان کیا ہے اِس کتاب سے جین دھرم اور ویدک دھرم دونوں کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اور عالموں کے لئے بہت سی واقفیت کا ذریعہ ہے۔ جین تتوا درش اور اگیان تمر بھاسکر ہر دو کتابوں سے بہت سے ہندوستانی اور مغربی وِدوانوں کو اپنے ریسرچ کے کام میں مدد ملی ہے اور انھوں نے اِن کتابوں کی تعریف لکھتے ہوئے مصنّف کی محنت اور علمیت کا اعتراف کیا ہے بوجہ طوالت اِس جگہ اِن تمام شہادتوں کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ مثال کے طور پر ایک ویدک دھرم کے پیرو پری براجک یوگ جیوانند سوامی جی نے جین تتوادرش اور اگیان تمر بھاسکر ہر دو کتابوں کے مطالعہ سے موثر ہو کر ایک خط ہندی بھاشا میں آپ کی خدمت میں گوجرانوالہ میں روانہ کیا جو تونے پرسا دمیں چھپا ہے اس خط کا مختصر مطلب اِس جگہ لکھا جاتا ہے۔ "تقدس مآب شری جینندر بھگوان کے چرن کنول کے بھنورے سنیاسیوں کے گورو پرم دھرم کے پالنے

ہے کہ باوجود اُپدیش کے وہ اپنی توجہ سنسکرت اور پراکرت کے مطالعہ کی طرف راغب نہیں کرتے اور جو کتابیں تھوڑی بہت ہندی میں موجود ہیں وہ غلط اور گمراہ کُن ہیں۔ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے اصحاب کے لئے عام طور پر اور جین دھرمیوں کے فائدے کے لئے خاص طور پر یہ کتاب تیار کی گئی ہے تاکہ انھیں جین دھرم کے متعلق صحیح واقفیت بہم پہنچ سکے۔ دویم جین دھرم پر طرح طرح کے الزام جو بالکل بے سروپا اور بے بنیاد ہیں لگائے جارہے ہیں۔ اُن کی تردید مقصود ہے اور اصلی حالت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔ سویم انواع واقسام کے نئے مذہب چل پڑے ہیں۔ جن کا کام دوسرے مذاہب کو بدنام کرکے اپنے مذہب کو قبول کرانے کے لئے سادہ لوح لوگوں کو پھسلانا ہے اِس لئے لوگوں کو اُن ہتکنڈوں سے واقف کرانا ضروری ہے۔ چہارم انگریزی اور اِسلامی تعلیم کی اِشاعت سے نئے تعلیم یافتہ لوگوں کے دلوں میں پرانے مذاہب کے متعلق بہت سی غلطیاں پیدا ہوگئی ہیں اور اُن کے دل شکوک سے بھرے ہوئے ہیں انھیں دُور کرنا مقصود ہے شاید ہی کوئی جین لائبریری یا جین گھرانا ہوگا جس میں یہ گرنتھ موجود نہ ہو اور انھیں جین دھرم کے متعلق واقفیت بہم پہنچانے کا مُوجب نہ ہوا ہو۔

جین تتو درش کے بعد ایک اور گرنتھ جس کا نام اگیان تمر بھاسکر ہے تحریر کیا جو سُورت کے چترماس بکرم سمت ۱۹۴۲ میں چھپوایا گیا۔ اِس کتاب کی ضخامت تین سو صفحہ سے زائد ہے اور دو حصّوں میں منقسم ہے حصّہ اوّل میں وید سمرتی اپنشد اور پران وغیرہ شاستروں کے حوالجات

حصہ میں واضح طور سے بتایا گیا ہے۔ کہ جھوٹے دیو کی کیا علامتیں ہیں اور کس قسم کا دیو نہیں ماننا چاہیئے۔ تیسرے حصہ میں سچے گورو اور چوتھے میں جھوٹے کا بیان درج ہے۔ ان چاروں کا خاتمہ کیکر پانچویں اور چھٹے باب میں جین فلاسفی کے تو ہدیہ ناظرین کئے گئے ہیں۔ ساتویں باب میں سمیک درشن (سچا اعتقاد) اور آٹھویں میں سمیک چارتر (سچا عمل) کا ذکر کیا گیا ہے نویں اور دسویں باب میں جین شاستروں کے مطابق اعلےٰ درجہ کی ہدایات لکھی ہیں جن پر عمل کرنا ہر ایک جینی کے لئے ضروری ہے دن رات اور بارہ مہینوں میں کرنے کے لائق تمام کاموں کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ گیارھویں اور بارھویں باب میں رکھب دیو جی سے لے کر بھگوان مہاویر سوامی جی تک اور بھگوان مہاویر سوامی جی سے لے کر زمانہ حال تک کا جین اتہاس مختصر بیان کیا ہے۔ اِس کتاب کے لکھنے میں بہت سے جین شاستروں کے علاوہ ویدک دھرم اور دیگر مذاہب کے شاستروں کے حوالجات درج ہیں۔ اِس گرنتھ کے پڑھنے سے نہ صرف جین دھرم کے متعلق ہی بلکہ دیگر مذاہب کے متعلق بھی واقفیت ہو جاتی ہے ایسی کتاب کی جین دھرم اور جین سماج سے پریم رکھنے والوں کو از حد ضرورت تھی۔ عوام الناس کی خواہشات کو مدِ نظر رکھ کر ہی یہ کتاب لکھی گئی تھی اس گرنتھ کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے آپ کتاب کے صفحہ اوّل پر اِس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ اوّل جین دھرم کی جتنی کتب دستیاب ہوتی ہیں وہ سب پراکرت میں ہیں یا سنسکرت میں ہیں اِس لئے کثیر تعداد جینی اور دیگر مذاہب کے لوگ اُن سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ جینیوں میں خود اتنی جہالت چھائی ہوئی

آپ کی تصانیف کی نسبت چند لوگوں کی رائے ہے کہ یہ اتنی زبردست اور دلکش نہیں ہیں جتنی کہ آپ کی تقریر بھی اِس کی وجہ یہ معلوم دیتی ہے کہ آپ نے زیادہ تر فلسفہ پر تحریر کیا ہے جو کہ ایک خشک مضمون ہے اور مشکل سے سمجھ میں آتا ہے۔ پھر بھی آپ نے دقیق سے دقیق مسئلوں کا حل نہایت کامیابی سے کیا ہے اِس میں ذرا شک نہیں کہ جین تتوادرش۔ اگیان تمر بھاسکر۔ تتو نرنے پر ساد۔ چکاگو پرشن اُتر وغیرہ کتابیں بے بہا علمی خزانے ہیں اور آپ کی قابلیت اور علمیت کا ثبوت ہیں۔ اب تک موجودہ زمانہ میں جین سادھوؤں یا گرہستیوں میں آپ کا ہمپلہ کوئی دوسرا مصنّف نہیں ہوا ہے آپ کی تصانیف آپ کی طرف سے جین سماج کو ایک بے بہا عطیہ ہے اور ماڈرن جین لٹریچر میں آپ کو بہت بلند مرتبہ حاصل ہے۔

آپ نے اوّل ہی اوّل نو تتو یعنی جین فلاسفی پر ایک کتاب تصنیف کی۔ یہ کتاب بنولی کے چترماس میں جو بکرم سمت ۱۹۲۴ میں ہوا وہاں لکھی تھی اِس میں نہایت قابلیت کے ساتھ جین فلاسفی میں ملنے ہوئے نو تتو یعنی جیو۔ اجیو۔ پن۔ پاپ۔ آشرو۔ سنبر۔ نرجرا۔ بندھ اور موکش پر جین شاستروں اور گرنتھوں کے مطابق عام فہم طریقہ پر مفصل اور مدلل بحث کی ہے آپ کی شہرت آپ کی دوسری تصنیف جین تتوادرش سے جو بکرم سمت ۱۹۳۰ میں تحریر کی گئی۔ بہت زیادہ ہوگئی۔ کتاب کیا ہے ایک چھ سو صفحات سے زاید ضخامت کا ایک گرنتھ ہے۔ آپ کا نام عالموں کی فہرست میں شامل کرنے کے لئے یہ اکیلا ہی کافی ہے یہ کتاب بارہ حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصّہ میں سچّے دیو کا مفصل بیان ہے۔ دوسرے

کر سکتے ہیں جین (Terminology) سے ناواقف آدمیوں کے لئے آپ نے اکثر بہت سے الفاظ کو تشریحاً واضح کر دیا ہے۔

ماڈرن جین لٹریچر میں آپ کا ہاتھ نمایاں ہے۔ آپ سب سے بیشتر کے لکھنے والے ہیں۔ جین سادھوؤں کا کام گرہستھیوں کو دھرم اُپدیش سُنانا ہے وہ روزمرہ شاستروں اور سوتروں کی مدد سے ویاکھیان دیتے ہیں کئی ایک وِدوان سادھو روزانہ مشق سے ویاکھیان دینے کا اچھا ملکہ پیدا کر لیتے ہیں زمانۂ حال میں آپ سے پہلے کسی جین وِدوان نے تحریر کے لئے بہت کم قلم اٹھائے تھے۔ جین آچاریہ شری وجے آنند سُوری جی نے اس کمی کو محسوس کیا۔ اور اسے پورا کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ کی تقریر نہایت زبردست اور موثر تھی۔ آپ کی آواز میں وہ فصاحت لطافت اور شیرینی بھری ہوئی تھی کہ سامعین کھنچے چلے آتے تھے۔ آپ فلسفانہ اُپدیشوں میں شاسترک اور لوکک مثالیں زمانۂ قدیم اور موجودہ زندگی سے اس خوبی سے بیان کرتے تھے کہ سامعین صدائے تحسین بلند کرتے تھے دکھشا لینے کے صرف تھوڑے عرصہ بعد جب کہ آپ کی علمی لیاقت بھی بہت زیادہ نہ تھی آپ لوگوں کو ویاکھیان سنانے لگ گئے اگر آپ کو پیدائشی دھرم اُپدیشک کہا جائے تو بجا ہے آپ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ جینیوں کے علاوہ دیگر لوگ بھی بھگوان مہاویر سوامی جی کی پوتر بانی سے مستفید ہو سکیں اس خیال سے کہ تقریر تھوڑے عرصے کے لئے لوگوں کے محدود دائرے کو فائدہ پہنچاتی ہے اور تحریر کتابوں کی شکل میں بشمار مرد و زن کو زمانۂ حال اور مستقبل دونوں میں از حد فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ آپ اس جانب راغب ہوئے اور تحریر کے لئے قلم اٹھایا

جین آچاریہ شری مد وجے آنند سوری جی مہاراج بطور مصنف

جین آچاریہ شری مد وجے آنند سوری جی کی تصانیف جتنی وسیع عالمانہ اور فلسفانہ ہیں۔ اُتنی ہی سیدھی سادی صاف۔ شیریں اور دلکش بھی ہیں۔ ایک معمولی تعلیم یافتہ انسان سے لیکر ایک بڑے سے بڑے فلاسفر عالم اور فاضل کے لئے آپ شری جی کی تصانیف مفید مطلب ہیں۔ آپ سنسکرت اور پراکرت بھاشاؤں کے مشہور عالم تھے لیکن آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف سب ہندی بھاشا میں ہیں کتابوں کے مرتب کرنے میں آپ نے صدق دلی سے بھگوان مہاویر سوامی کی پیروی کی ہے۔ آپ کی تصانیف میں نئی ہندی کی نسبت پرانی ہندی کا اثر بہت زیادہ دکھلائی دیتا ہے۔ کئی ایک الفاظ ایسے ہیں جو خاص جین شاستروں میں ہی مستعمل ہیں اور ایک طرح سے اِصلاحی الفاظ ہیں جنھیں جین مت والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں بعض لوگ جو اس قسم کے الفاظ کو نہیں سمجھ سکتے۔ وہ آپ کی عبارت آرائی کو نقص دار خیال کرتے ہیں لیکن اکثر جینی جو ان کتابوں کا ہمیشہ مطالعہ کرتے رہتے ہیں اور جین دھرم کے متعلق اپنی واقفیت کی بنیاد اِن پر رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ عبارت آرائی ایک نقص ہونے کی بجائے پُر از دلچسپی اور معلومات ہے آپ نے عالمانہ بھاشا جسے بہت کم آدمی سمجھتے ہیں۔ اختیار کرنے کی بجائے موٹی ہندوستانی بھاشا کو ترجیح دی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پنجابی۔ مارواڑی اور گجراتی جین یکساں طور سے اِن کتابوں کا مطالعہ

کرنے کیلئے انبالہ تشریف لائے۔ شری آچاریہ جی نے ویرچند جی کو ان کی شاندار خدمات کے لئے شاباش دی اور آئیندہ کو ایسے نیک اور پوتر کاموں کے لئے کمربستہ رہنے کا اُپدیش دیا۔ مسٹر ویرچند جی نے بتایا۔ کہ مغربی لوگ کس طرح سچائی کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہیں وہ ہمارے مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے بیقرار ہیں لیکن اُنھیں سہولتیں بہم نہیں پہنچائی جاتیں۔ جین دھرم کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں محض ناواقفیت کی وجہ سے ہیں۔ اور وہ جب پبلک لیکچروں میں دور کردی جاتی ہیں تو لوگ اہنسا دھرم کے سامنے سر خم کردیتے ہیں اور جین دھرم کے دلدادہ بنجاتے ہیں۔

شری آچاریہ جی مہاراج کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد آپ کچھ دن گھر رہ کر دوستوں کے درمیان واپس بمبئی چلے گئے۔ جہاں اُن کو مختلف سوسائٹیوں کی طرف سے ایڈریس پیش کئے گئے۔ اور جسٹس رانا ڈے جیسے مشہور عالم اور محب وطن نے اُن کی خدمات کی تعریف کی۔ شکاگو کانفرنس کی بدولت جین آچاریہ شری وجے آنند سُوری جی کو ویرچند راگھوجی کے ذریعہ امریکہ اور یورپ میں جین دھرم کا ڈنکا بجانے کا موقعہ ملگیا اور مغربی عالموں کی توجہ جین فلسفہ کی جانب مائل ہوگئی۔



متعلق یونانی مورخوں نے کہا ہے - کوئی ہندو جھوٹ بولتا نہیں سُنا گیا - اور نہ ہی کوئی ہندو عورت خراب چلن کی ہے آج کل بھی ہندوستان سے زیادہ پاک طینت عورت اور نرم دل آدمی کہاں ہے -

امریکہ میں دو برس تک رہ کر مسٹر ویرچند راگھوجی گاندھی نے مختلف مقامات پر مثلاً بوسٹن - واشنگٹن - نیویارک - روچسٹر - کلیولینڈ وغیرہ وغیرہ شہروں میں گھوم کر ۵۳۵ لیکچر دیئے - کسی کسی لیکچر میں دس دس ہزار سے زائد حاضری ہو جاتی تھی - مختلف مقاموں پر جین دھرم کی تعلیم کے واسطے مدرسے جاری ہوئے - شکاگو اور کیاڈونگاگی سماج کیطرف سے اُن کی خدمت میں تحفے پیش کئے گئے - واشنگٹن میں گاندھی فلاسفیکل سوسائٹی قایم ہوئی - جس کے ممبران میں وہاں کے پوسٹ ماسٹر جنرل جوسف اسٹوارٹ وغیرہ شامل تھے - اُن کے دھرم اپدیشوں سے متاثر ہوکر ہزاروں آدمیوں نے گوشت خوری ترک کر دی -

کتنے ہی آدمیوں نے برہمچریہ برت قبول کیا اور نوکار منتر کا دھیان کرنے لگے - اِسی طرح امریکہ میں جین دھرم کی اشاعت کر کے وہ انگلینڈ تشریف لے گئے وہاں ۱۸۹۵ء میں سوتھل میں اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے زیر سایہ اُنھوں نے لندن میں لارڈ مار کی میر مجلسی میں لیکچر دیتے اور سوسائٹی کے ممبر مقرر ہوئے فرانس اور جرمنی میں جین دھرم کے متعلق لیکچر دیتے ہوئے ماہ جولائی ۱۸۹۶ء میں واپس بمبئی تشریف لائے - جہاں پر ایک معزز عالم کی طرح آپ کا پُرجوش استقبال کیا گیا - واپسی پر وہ سیدھے شری آچاریہ جی مہاراج کی قدمبوسی کرنے کے لئے اور اُنھیں امریکہ کے مفصل حالات اور کانفرنس کی کارروائی عرض

مطلب - میں خوش ہوں کہ کسی نے میرے مذہب پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کی - ایسا نہ کرنا مناسب ہے - ہر ایک حملہ سماجک برائی کے خلاف کیا گیا ہے جو بات میں ہر روز دوہراتا ہوں اُسے پھر کہتا ہوں کہ یہ برائیاں دھرم کی وجہ سے نہیں بلکہ دھرم کے نام پر ہوتی ہیں جیسا کہ ہر ایک ملک میں ہے - کچھ آدمی اپنے آپ کو حضرت پال سمجھتے ہوئے ہندوستان کے متعلق یا وہ گوئی سے کام لیتے ہیں - لیکن اِن مصنوعی پالوں کے لئے کہیں بھی جگہ نہیں ہے وہ ہندوستان میں کافروں کا کثیر تعداد میں مذہب تبدیل کرنے کی غرض سے جاتے ہیں - جب اُن کے خواب باطل ثابت ہوتے ہیں - تب وہ عمر بھر ہندوؤں کی برائی کرنے میں گذار دیتے ہیں - کسی مذہب کی برائی کرنا اُس کے برخلاف کوئی ثبوت نہیں ہے - اور نہ ہی خود ستایش اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہے - لیکن ایسے آدمیوں کی حالت قابلِ رحم ہے جنوبی ہندوستان میں کچھ ہندو مندر ایسے ہیں - جن میں خاص تو خونیز لگنے والی عورتیں رکھی جاتی ہیں - اُن میں سے چند ایک مشکوک چلن کی بھی ہوتی ہیں - ہندوؤں کو اِس بات کا احساس ہے اور وہ اِس برائی کو دُور کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں - ایسی عورتوں کو خاص مندر میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا - اُن کے پجاری ہونے کی نسبت یہ کہنا کافی ہے کہ ہمالیہ سے لیکر کیپ کموورین تک ایک بھی عورت پجاری کا کام نہیں کرتی -

اگر موجودہ بُرائیاں ہندوستان میں ہندو دھرم کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں کہ وہ ہی ایسی قوم پیدا کرنے کی طاقت رکھتا تھا - جسکے

چنانچہ پندرھویں روز بعد: وہ پھر جین دھرم کے فلسفہ کے متعلق اپنا مضمون شروع کرنے سے پیشتر آپ نے جارج صاحب کے فحش حملے کا جواب دیتے ہوئے کہا:-

"I am glad that no one has dared to attack the religion I represent. It is well they should not. But every attack has been directed to the abuses existing in our society And I repeat now, what I repeat every day, that these abuses are not from religion, but inspite of religion, as in every other country. Some men in their ambition think that they are Pauls, and what they think they believe, and where should these Pauls go to vent their platitudes but India? Yes, Sir, they go to India to convert the heathen in a mass, but when they find their dream melting away, do they return back to pass a whole life in abusing the Hindus. Abuses are not arguments against any religion, nor self-adulation the proof of the truth of one's own. For such I have the greatest pity. There are a few Hindu temples in Southern India where women singers are employed to sing on certain occasions. Some of them are of dubious character and the Hindu society feels it and is trying its best to remove the evil. These women are never allowed to enter the main body of the temple and for their being priestesses, their is not one woman priest from the Himalayas to Cape Comorin.

If the present abuses in India have been produced by the Hindu religion, the same religion had the strength of producing a society which made the Greece Historian say "No Hindu was ever known to tell an untruth, no Hindu woman ever known to be unchaste. And even in the present day where is the chaster woman or milder man than in India."

کی ایک تعداد پارلیمنٹ میں حاضر تھی اور انھوں نے تقریریں کیں اُن میں سے چند فصاحت اور پارسائی میں دیگر اقوام کے ممتاز ترین عالموں کے ہم پلہ تھے، کی صف میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ بات دعوے سے کہی جاسکتی ہے کہ مشرقی عالموں میں سے جس دلچسپی کے ساتھ جین نوجوان شراوک کی تقریر جو جین اخلاق اور فلسفہ کے متعلق تھی سُنی گئی اور کسی کی نہیں سُنی گئی۔

کانفرنس کے چودھویں روز جارج ایف پنیٹ کوسٹ وی ڈی لنڈن نے اپنے مضمون کے دوران میں براہمن ازم پر ان الفاظ میں ایک فحش حملہ کیا۔

Among the followers of Brahmanism, there were thousands of temples in which there were hundreds of priestesses who were known as immoral and profligate. "They were prostitutes because they were priestesses and priestesses because they were prostitutes."

مطلب۔ برہمن مت کے ہزاروں مندروں میں سینکڑوں عورتیں پجاری تھیں۔ جو بداخلاق اور عیاش سمجھی جاتی تھیں۔ وہ رنڈیاں ہونے کی وجہ سے پجاری بنائی گئی اور محض اس لئے رنڈی کا کام کرتی تھیں۔ کیونکہ وہ پجاری تھیں۔

مسٹر ویرچند جی ایسے حملے کو سُنکر کب خاموش رہ سکتے تھے

پرتپاک خیر مقدم کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ مذہب اور فلسفہ کے عالم رہنماؤں کا ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر مذہبی مسئلوں پر روشنی ڈالنے کا یہ نظارہ سوامی آتمارام جی کی زندگی کا ایک خواب تھا۔ شری جی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں خاص اُن کی طرف سے اور کُل جین سماج کی طرف سے مذاہب کی پارلیمنٹ منعقد کرنے کے بلند خیال کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کی کامیابی پر آپکو مبارکباد دوں۔

اِس اجلاس میں ہر ایک ملک کے بڑے مذہب کے پیشوایان کے نمایندوں نے اپنے اپنے دھرم کی فلاسفی اور اخلاق کو واضح کرنے والی زبردست تقاریر کیں۔ مسٹر ویرچند جی نے چکاگو کانفرنس میں بحیثیت قایم مقام جین دھرم ایک بڑا ہی عالمانہ لیکچر دیا جس میں دھرم کے فلسفہ اور اخلاق وغیرہ کو اِس خوبی سے آشکار کیا کہ حاضرین نے چاروں طرف سے خوشی کی تالیاں بجائیں اور عش عش کر اُٹھے۔ ایک نہایت ہی مشہور امریکن اخبار نے اِن الفاظ میں مسٹر ویرچند جی کی تقریر پر ریمارک کیا ہے:۔

A number of distinguished Hindu scholars, philosophers and religious teachers attended and addressed the Parliament, some of them taking rank with the highest of any race for learning, eloquence and piety. But it is safe to say that no one of the oriental scholars was listened to with greater interest than the young layman of the Jain community as he declared the ethics and philosophy of his people.

مطلب۔ مشہور و معروف ہندو عالموں۔ فلاسفروں اور مذہبی پیشواؤں

واس کشیپ اور اشیرباد حاصل کی اور چندہی روز میں اہالیان بمبئی کے پرجوش نعروں کے درمیان امریکہ روانہ ہو گئے۔ ماہ ستمبر ۱۸۹۳ء میں شکاگو کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا اور سترہ روز تک ہوتا رہا پہلے روز ہر ایک نمایندہ نے اپنے آپکو مختصر الفاظ میں حاضرینِ جلسہ سے انٹروڈیوس کرایا مسٹر ویرچندجی نے اس رسم کو ادا کرتے ہوئے کہا۔

I represent Jainism, a faith older than Budhism, similar to it in its ethics, but different from it in its psychology, and professed by a million and a half of India's most peaceful and law abiding citizens.

— — — — — — — —

I will, at present, only offer on behalf of my community and their high priest, Muni Atma Ramji, whom I especially represent here, our sincere thanks for the kind welcome you have given us This spectacle of the learned leaders of thought and religion meeting together on a common platform and throwing light on religious problems, has been the dream of Atma Ramji's life. He has commissioned me to say to you that he offers his most cordial congratulations on his own behalf and on behalf of the Jain community for your having achieved the consummation of the grand idea of convening a parliament of religions.

مطلب۔ میں جین دھرم کا نمایندہ ہوں۔ یہ مذہب بدھ دھرم سے قدیم۔ اخلاقی اصولوں میں اس سے ملتا جلتا مگر سائی کالوجی میں مختلف ہے۔ اس زمانہ میں اس مذہب کے پیرو ہندوستان کے پندرہ لاکھ نہایت ہی امن پسند اور فرمانبردار شہری ہیں۔ میں اس وقت اپنی سماج کی طرف سے اور اس کے مہان گورو جین آچاریہ شری منی آتمارام جی کی طرف سے آپ لوگوں کے

اور عالمانہ پیرائے میں کئی ایک قسم کے سوالوں کا ذکر ہے۔ مثلاً ایشور کیا چیز ہے۔ ایشور کیسا ماننا چاہیئے۔ مختلف مذاہب کے لوگ ایشور کو کیا مانتے ہیں۔ ایشور جگت کرتا ہے یا نہیں۔ کرم کیا شے ہے۔ اس کی اقسام کرم کا بندھ کیسے ہوتا ہے۔ اس کا پھل کیسے ملتا ہے۔ جیو سے کرم کا کیا تعلق ہے۔ جیو ایک گتی سے دوسری گتی میں کیسے جاتا ہے۔ یہ کرم خود کرتا ہے یا کوئی اور اس سے کراتا ہے اس کا پھل جیو خود پاتا ہے۔ یا کوئی دوسری طاقت دلاتی ہے۔ مختلف مذاہب کن باتوں میں باہم ملتے ہیں۔ آتما میں پرماتما ہونے کی طاقت ہے یا نہیں۔ جیو موکش سے واپس نہیں آتے۔ ہمیشہ جیو موکش میں چلے جاتے رہیں گے۔ پھر بھی جیوؤں کی کمی نہ ہوگی۔ دوسرے جنموں کا ثبوت۔ جیو کی سدھی۔ ایشور کی بھگتی کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ بھگتی کیسے کرنی چاہیئے۔ مورتی کیسی اور کیوں ماننی چاہیئے۔ جیو اور پرماتما کا کیا تعلق دیگر مذاہب مانتے ہیں۔ سادھو کا کیا دھرم ہے اور گرہستھی کا کیا دھرم ہے۔ دھار اور سنسارک زندگی کیسے بسر کرنی چاہیئے۔ مختلف قسم کے دھرم شاستر دیکھنے کی ضرورت اور فائدے۔ ایشور اوتار دھارن کرتا ہے یا نہیں۔ اوتار دھارن کرنے سے ایشور میں کیا نقص عاید ہو جاتے ہیں۔ ایشور میں نقص ہیں یا نہیں۔ اس کی پہچان۔ دھرم سے گرے ہوئے کیسے پاک ہو سکتے ہیں۔ جیو کا خوف کیسے دور ہو سکتا ہے۔ دھرم کے انگ اور لکشن کیا ہیں۔ گیان کے اقسام وغیرہ نہایت دلچسپ سوال و جواب اس کتاب میں درج ہیں۔

بوقت روانگی مسٹر ویرچند جی کو گورو مہاراج نے چکاگو کانفرنس میں پیش کرنے کے لئے چکاگو پرشنوترا[1] نامی کتاب دی۔ ویرچند جی نے گورو مہاراج سے

ؔ[1] یہ کتاب چکاگو پرشنوترلالہ جسونت رائے جینی کٹرہ مشروع دہلی سے ایک روپیہ میں ملتی ہے ۱۲

مانند دوسرا کوئی عالم نہ تھا - آپ کے رسوخ کی بدولت باوجود مخالفت کے اِس تجویز کو بڑی کمیٹی نے اتفاق رائے منظور کر لیا - مسٹر ویرچند گورو مہاراج کے سچّے بھگت تھے - انھیں ہرگز انکار نہ ہو سکتا تھا - اِس نیک کام کے لئے آپ کا اشارہ ہی کافی تھا - باوجود ذاتی تکالیف اور رکاوٹوں کے اتنا دور دراز کا سفر اختیار کرنا - مسٹر ویرچند جی نے اپنا فرض خیال کرکے بخوشی منظور کر لیا اگرچہ ویرچند جی نہایت ذہین ہوشیار اور مشکل سے مشکل کام تندہی سے کرنے والے تھے - پھر بھی انھیں جین شاستروں سے مکمّل واقفیت نہ تھی - ایک عالمگیر کانفرنس میں جہاں دنیا بھر کے فاضل ترین مذہبی پیشوا حاضر ہوں - جین دھرم جیسے ممتاز مذہب کے قایم مقام کا ہر ایک قسم کی واقفیت سے اچھی طرح بہرہ اندوز ہونا نہایت ضروری تھا - بدیں وجہ مسٹر ویرچند جی نے امریکہ روانہ ہونے سے پیشتر چند ماہ آپ کے چرن کنولوں میں بیٹھ کر مختلف مسائل پر واقفیت حاصل کرنا نہایت ضروری خیال کیا - اور اِس غرض سے آپ کی سیوا میں امرتسر چلے آئے - ویرچند جی کچھ عرصہ گیان ساگر میں غوطہ زن رہے - اپنی علمی لیاقت اور سنسکرت بھاشا میں کمال ہونے کی بدولت جلدی جین فلاسفی سے اچھے خاصے واقف ہو گئے - جو شکوک آپ کے دِل میں پیدا ہوتے تھے وہ فوراً گورو مہاراج سے رفع کرا لیتے تھے اِس دوران میں آپ نے حسب خواہش پریزیڈنٹ چکاگو کانفرنس ایک کتاب جین دھرم کے متعلق سوال و جواب کی شکل میں برائے رفاہ ہر خاص و عام تیار کی جس کا نام چکاگو پرشنوتر رکھا اِس کتاب میں آپ نے بڑی قابلیت سے دقیق فلسفانہ مضامین پر بحث کرکے جین دھرم سے ناواقف لوگوں کو جین دھرم کے سرود سے بہرہ اندوز کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ اِس کتاب میں نہایت سادہ - صاف

مذہبی کانفرنس میں حصہ لینے سے جین دھرم کا نام روشن ہوگا۔ دوسرے مغربی دُنیا میں بیتراگ بھگوان کے پاک اور پوتر متن کی اشاعت ہوگی جس سے بنی نوع انسان تک سچی روشنی اور اہنسا دھرم کی عظمت ظاہر ہوگی۔ مزید برآں وہ غلط فہمیاں جو جین مذہب کی قدامت عقائد اور اصولوں کے بارے میں عوام الناس میں پھیلی ہوئی تھیں۔ دور ہو جائیں گی۔ جین مذہب کی ترقی کے لئے ایک نیا راستہ نکل آئے گا۔ جس سے سماج کی نسیں رگوں میں جوش سے حرکت پیدا ہوگی۔ آپ کی اس نیک رائے کو ایسوسی ایشن نے نہایت پسند کیا اور مسٹر ویرچند راگھوجی کو قائم مقام بنانے کی تجویز کی تائید کی۔ کیونکہ اُن سے موزوں شخص اور کوئی نہ تھا۔ ایسوسی ایشن کا خاص جنرل اجلاس بلایا گیا اور اُس میں تجویز بالاتفاق رائے پاس ہوئی۔ لیکن بمبئی اور بیرونجات کے دقیانوسی پُرانے خیالات رکھنے والے چند سیٹھوں نے اِس بنا پر مخالفت کی کہ ولایتوں میں جا کر دھرم بگڑ جاتا ہے۔ اور سمندر یاترا دھرم کے خلاف ہے۔ ایک خط میں آچاریہ جی مہاراج نے اس بات کو مدلل اور مفصل ثابت کیا کہ سمندر یاترا ہرگز جین دھرم کے خلاف نہیں ہے۔ پراچین اتیہاسک مثالوں سے یہ بات ظاہر ہے کہ جین شراوک نہ صرف اشاعت دھرم کے لئے بلکہ تجارت کے لئے بھی دُور دراز ملکوں میں جہازوں پر جایا کرتے تھے۔ مسٹر ویرچند پر شری آچاریہ جی مہاراج کا مکمل اعتبار تھا۔ کہ وہ ہرگز دھرم کے خلاف کوئی بات اختیار نہ کریگا۔ بلکہ اپنی زبردست شخصیت کا مکمل ترین جگھوں پر ثبوت دیگا۔ ہندوستان بھر کے جینیوں کو شری آچاریہ جی کے قول پر پورا پورا یقین تھا۔ وہ جانتے تھے۔ کہ آتمارام جی جنھیں جین شاستروں پر عبور حاصل ہے۔ کوئی کارروائی دھرم کے خلاف نہ کریں گے۔ نیز اس وقت جین دھرم میں انکے

امید نہیں ہے۔ پھر بھی ہم یقین کرتے ہیں کہ جس سوسائٹی کے آپ شری جی لیڈر ہیں۔ وہ ضرور کسی نہ کسی فاضل شخص کو روانہ کرے گی۔ اور یہ کہنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ ہم جہاں تک ہو سکا گو ہیں آپ کے قایم مقام کی بخوبی تعظیم اور مہمان نوازی کریں گے۔ اگر آپ کسی قایم مقام کے روانہ کرنے کا فیصلہ کر لیویں۔ تو ہمکو بذریعہ تار مطلع فرما دیں۔ جو مضمون کمنی جی مہاراج لکھ رہے ہیں۔ وہ ہمکو نہایت محظوظ کریگا اور اُسے پروگرام میں ایسا ہی بلند درجہ حاصل ہوگا۔ جیسا کہ اس کے فاضل مصنف کی شان کے شایاں ہے۔ اگرچہ ہم جہاں تک ہو سکا گو نہایت دور دراز ملک میں ہیں تاہم منی شری آتمارام جی کا ذکر مذہبی مباحثوں میں اکثر اوقات ہوتا ہے اس مذہبی کانفرنس کی کارروائی کی جو کتابیں تیار ہونگی ان کے لئے چند تصاویر کی ضرورت ہے۔ جس سے جین مذہب کے رسم و رواج معلوم ہو سکیں۔ اسلئے گذارش ہے کہ آپ ان کو جلد روانہ فرما دیں گے۔

آپکا خیر اندیش۔ ولیم پائپ۔ پرائیویٹ سکرٹری

مندرجہ بالا خط شری آچاریہ جی نے دی جین ایسوسی ایشن آف انڈیا بمبئی کو بھیجدیا۔ اور ساتھ ہی ایک طویل خط لکھا۔ جس میں اپنی ذاتی رائے مفصل طور سے تحریر کی۔ آپ نے مسٹر ویرچند راگھوجی گاندھی آنریری سکرٹری سوسائٹی ہذا کا نام بطور قایم مقام تجویز کیا۔ کیونکہ صاحب موصوف کی علمی لیاقت جین دھرم سے واقفیت اور سماج سیوا کی جذبہ سے آپ بخوبی واقف تھے۔ مسٹر ویرچند بطور سکرٹری ایسوسی ایشن جین سماج کی خدمات نہایت حسن لیاقت سے سرانجام دے رہے تھے۔ اور پیشتر ازیں پالی تانہ ظلم کیس بکسی کیس اور شری سمید شکھر جی کے متبرک تیرتھ پر چربی کے کارخانہ کے مقدمہ کی اپیل میں اپنی قابلیت اور دلی شوق کا اظہار کر چکے تھے۔ آپ نے دنیا کی مذہبی کانفرنس میں ایک جین قایم مقام کی اہمیت کو اچھی طرح جتلا دیا۔ ایک تو عالگیر

Chicago, U. S. A.,
12th June 1893.

My Dear Sir,

I am desired by the Rev Dr. Barro o make an immediate acknowldgment of yo your of May 13. It is eminently to be desired that there should be present at the Parliament of Religions a learned representative of the Jain community.

We are indeed sorry that there is no prospect of having Muni Atma Ramji with us and trust the community over which he presides will depute some one to represent. It is, I trust, needless for me to say that your delegate will be received by us in Chicago with every distinction and during his stay here will receive of our hospitality in as great a measure as we are able to record it. If you, therefore, decide to send a representative, will you kindly cable the fact to me? The paper which the learned Muniji is preparing will indeed be very welcome and will be given a place in the programme in keeping with the high rank of the author Although we here in Chicago are a long distance from you, the name of Muni Atma Ramji is frequently alluded to in religious discussions For the purpose of illustrating the volumes which are to record the proceedings of Parliament of Religions, I am in want of a few pictures to illustrate the rites and ceremonies of the Jain faith. May I ask you to procure these for me (at any expense) and send at your earliest convenience.

I am, Very Truly yours,
William Pipe,
Private Secretary.

مطلب ۔ حسب خواہش ریورنڈ ڈاکٹر بیروز صاحب بہادر میں آپ
کے خط مورخہ ۱۳ مئی کی پہنچ لکھتا ہوں ۔ اِس مذہبی کانفرنس میں جینیوں کی طرف
سے ایک فاضل قائم مقام کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔ ہمیں افسوس ہے
کہ اس کانفرنس میں منی ستری آتمارام جی کی تشریف آوری کی کوئی بھی

able to prepare a paper which will convey to the Occidental mind a clear account of the Jain faith which you so honourably represent? It will give us great pleasure and promote the ends of Parliament if you are able to render this service.

I send you several copies of my second report. Hoping to hear from you soon and favourably, I remain, with fraternal regards,

Yours cordially,
JOHN HENRY BARROWS,
Chairman,
Committee on Religious Congress.

مطلب - میں نہایت خوش ہوں کہ آپ نے ممبری قبول کرلی ہے - آپ کا فوٹو مع آپ کی لاثانی سوانحعمری کے پہنچ گیا ہے کیا آپ اصالتاً کانفرنس میں تشریف فرما نہیں ہوسکتے - آپ کا نیاز حاصل کرکے ہم لوگوں کو نہایت خوشی ہوگی - کیا آپ ایک مضمون جس میں جین مذہب کا جس کے آپ معزز پیشوا ہیں - فصیح بیان درج ہو - جس سے کہ مغربی دُنیا جین دھرم کو صاف صاف سمجھ سکے - تحریر نہیں فرما سکیں گے ؟ آپ کے ایسے مضمون سے ہمیں نہایت خوشی ہوگی اور کانفرنس کے مقاصد کی ترقی کا باعث ہوگا -
ہم اپنی دوسری رپورٹ کی چند نقلیں آپ کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں امید ہے کہ آپ مہربانی کرکے جلد حوصلہ افزا جواب دینگے -

اس خط کا جواب حسب فرمایش سوری جی مہاراج شاہ مگن لال دلپت رام جی نے تحریر کیا - جسکا مطلب یہ تھا کہ خط پہنچا - آپ کی زبردست خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے آچاریہ جی نے باوجود کئی مصروفیتوں کے ایک مضمون لکھنا شروع کردیا ہے وغیرہ وغیرہ -
اس خط کے جواب میں ایک خط مرقومہ ۱۲ جون ۱۸۹۳ء معرفت شاہ مگن لال دلپت رام صادر ہوا جس کی نقل حسب ذیل ہے :-

دو فوٹو معہ مختصر سوانحعمری جلد ارسال فرماویں۔ کیونکہ اِن سے دنیا کے
مذہبی پیشواؤں کے بالتفصیل حالات تیار کئے جائیں گے۔ اِس لئے آپ اپنی
تصویر معہ سوانحعمری جلد از جلد ارسال فرماویں۔ علاوہ ازیں اگر کوئی تصاویر
یا مضامین فلسفہ متعلقہ اہل ہنود ارسال فرمائینگے تو عین مہربانی ہوگی۔

اس خط کا جواب حسب فرمایش آچاریہ جی مہاراج مسٹر ویرچند راگھو جی
گاندھی سکریٹری آل اِنڈیا جین ایسوسی ایشن بمبئی نے تحریر کیا۔ جس کا حاصل
مطلب یہ تھا۔ آپ کا خط جین آچاریہ شریمد وجے آنند سوری جی سوامی
آتما رام مہاراج کو ملا۔ جس نیک اور اہم کام کا بیڑا آپ اصحاب نے اٹھایا
ہے اُس کے لئے منی جی مہاراج دلی خوشی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی
اتنا افسوس بھی کرتے ہیں۔ کہ بوجہ ضعیف العمری کئی ایک خاص دیگر وجوہات
کے آپ کی دعوت متعلقہ شمولیت کانفرنس منظور کرنے سے معذور ہیں۔
تاہم آپ کی تحریر بموجب منی جی مہاراج کے دو فوٹو معہ مختصر سوانحعمری اور دیگر
کتنے ہی کارآمد فوٹو آپ کی خدمت میں روانہ کئے جاتے ہیں رسید سے
مطلع فرمایئے گا۔ اِس خط کے جواب میں شہر چکاگو سے ایک خط مرقومہ
۳ر اپریل ۱۸۹۳ء صادر ہوا۔ جسکی نقل حسب ذیل ہے:۔

Chiago, U. S. A., April 3, 1893.
Muni Atma Ramji,
9 Bank Street Fort,
Residency Mills Co., Ltd.

Reverend Sir,

I am very much delighted to receive your acceptance of your appointment together with the photographs and the biography of your remarkable life. Is it not possible for you to attend the Parliament in person. It would give us great pleasure to meet you at any rate. Will you not be

۱۶ر نومبر سنہ ۱۸۹۲ء چکاگو سے آل انڈیا جین ایسوسی ایشن بمبئی کی معرفت
شری ۱۰۰۸ شری جین آچاریہ جی نیایامبھونِدھی شری مد وجے آنند سوری جی
المعروف شری آتمارام جی مہاراج کی خدمت اقدس میں صادر ہوا۔ جس میں آپ
کے ۲ دو فوٹو اور مختصر سوانح عمری طلب کی گئی نقل خط حسب ذیل ہے:۔

Worlds Congress Auxiliary
Committee on Religious Congresses
Rev. John Henry Barrows, D. D.
Chicago, U. S. A., Nov. 16, 1892.
2330 Michigan Ave.

Mr. Atma Ramji.
Bombay,
India.

Please address me William Pipe 2330 Michigan Ave.,
Chicago, U. S. A.

Dear Sir,

There will be mailed to you in the course of a week an appointment as a member of the Advisory Council of the Parliament of the Religions to be held in Chicago in 1893 In the meantime the chairman instructs me to ask you if you will kindly forward to me at your earliest convenience two photographs of yourself and a short sketch of your life. These are to be used in preparing the illustrated account of representatives of the great faiths of the world. Will you therefore give this matter your earliest consideration and forward to me as soon as possible what is requested. Some other pictures and explanatory literature that would illustrate any feature of Hinduism would be much appreciated.

With fraternal greetings I am,

Faithfully and sincerely yours,
WILLIAM PIPE

مطلب یہ سنہ ۱۸۹۳ء میں بمقام شہر چکاگو جملہ مذاہب کی جو کانفرنس
ہوگی۔ آپ کو اس کی کونسل کے ممبر اور مشیر کار مقرر کئے جانے کی بابت
ایک ہفتہ کے اندر لکھا جائے گا۔ اس وقت حسب فرمایش پریزیڈنٹ
صاحب آپ کی خدمت میں لکھا جاتا ہے کہ آپ براہ مہربانی اپنے

اور تمام مذاہب کے سرکردہ لیڈروں نے اُسے کامیاب بنانےکی کوشش کی۔ اِس کانفرنس کے مقاصد مختصراً اِس قسم کے تھے۔

نمبر۱۔ دنیا پر ظاہر کرنا کہ مختلف مذاہب کیا ہیں۔ اور وہ اپنی سچّائی کس طرح پیش کرتے ہیں۔

نمبر۲۔ مختلف مذاہب کے پیروکاروں میں برادرانہ اُلفت اور محبّت کا جذبہ پیدا کرنا اور باہمی تبادلۂ خیالات سے برادرانہ رشتہ مضبوط کرنا۔

نمبر۳۔ برہمن۔ بدّھ۔ جین۔ مسلمان۔ یہودی۔ پارسی۔ عیسائی۔ اور کانفیوسین وغیرہ مختلف مذاہب کے عالموں اور فاضلوں کے خیالات متعلقہ لٹریچر آرٹ بیوپار وغیرہ معلوم کرنا۔

نمبر۴۔ اِس بات کی تحقیق کرنا۔ کہ مختلف مذاہب نے ایک دوسرے کو کہاں تک مدد دی ہے۔

نمبر۵۔ مختلف مذاہب کا موجودہ بیان اور حالات حاضرہ کیا ہیں۔

نمبر۶۔ مختلف مذاہب کے مسلمہ لیڈروں سے موجودہ زمانہ کے حل طلب سوالات متعلقہ ٹیمپرنس۔ لیبر۔ تعلیم۔ دولت۔ عزّت وغیرہ کی نسبت اُن کی رائے دریافت کرنا۔

نمبر۷۔ مختلف اقوام کو ایک لڑی میں پرو کر دنیا میں امن قایم کرنا وغیرہ وغیرہ۔

کارکنانِ کانفرنس نے دُنیا کے تمام مشہور و معروف روشن دماغ۔ مذہبی رہنماؤں سے اُسے کامیاب بنانے کی التجا کی۔ چنانچہ جین آچاریہ شری بجے آنند سوری جی کو بھی کونسل ممبر اور شریک کار بننے کی دعوت دی گئی۔ اِس جگہ کچھ خط و کتابت کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ ایک خط مرقومہ

جین آچاریہ شری وجے آنندسوری جی اور چکاگو کانفرنس

انیسویں صدی میں یورپ اور امریکہ کے لوگوں کا رجحان مادہ پرستی کی جانب سرعت سے ترقی کر رہا تھا۔ علم سائنس کی اشاعت تعلیم یافتہ اشخاص کا دل و دماغ مذہبی پابندیوں سے دور لے جا رہی تھی۔ اور ان کی دلچسپی روز بروز دھرم کی جانب کم ہو رہی تھی اور بے شمار سوشل اور پولیٹیکل سوالات کا جو دنیا کے تبدیل شدہ حالات کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ حل سوچنے میں مشغول تھے۔ امریکن پادری دولت و عزت تعلیم۔ لیبر (مزدوری) ٹمپرنس وغیرہ سوالات کا حل پیش کرتے ہوئے لوگوں کی توجہ عیسائی مت کی طرف راغب رکھنے کی انتہائی کوشش کر رہے تھے۔ وہ اس بات کو ثابت کرنے کی فکر میں تھے۔ کہ امریکن لوگ نہ صرف علم و ہنر سے محبت رکھتے ہیں۔ بلکہ مذہبی معاملات میں بھی گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

چنانچہ مذہبی جوشش کا اظہار کرنے کے لئے امریکہ کے مشہور شہر چکاگو میں دنیا کے جملہ مذاہب کی ایک زبردست کانفرنس منعقد کرنے کا بندوبست کیا گیا۔ باوجود مخالفت کے یہ کانفرنس ۱۸۹۳ء میں نہایت وسیع اور شاندار طور سے زر کثیر صرف کر کے کی گئی۔ دو سال سے زائد اس کی تیاری میں صرف ہو گئے۔ امریکہ۔ انگلینڈ۔ فرانس۔ پرتگال سپین۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ جاپان۔ چین۔ اٹلی۔ ڈنمارک۔ ہندوستان وغیرہ ملکوں سے پچاس سے زیادہ قومیں کانفرنس میں شامل ہوئیں۔

کام وہ کر کے دکھایا ملک حیراں ہو گیا

(۲۴) ودیا پر چار میں کیں ایسی گوھر ریزیاں
گیان سے بھر تو را اک عالم کا دامان ہو گیا

(۲۵) آج ڈنکا بج رہا ہے مہرشی کے نام کا
آج بھارت میں رواں آتم کا فرماں ہو گیا

(۲۶) آتما میں میرے آتم رم رہا ہے گیان چند
مہر پہ مہرشی سینہ میں پنہاں ہو گیا

(۱۳) واہ واہ کیا نام پیارا ہے وجے آنند کا
اِس میں وہ آنند ہے دِل جس پہ قربان ہو گیا

(۱۴) شوقِ آتم میں گھلا جاتا ہے جسمِ ناتواں
بن کے پروانہ میرا دِل شمع سوزاں ہو گیا

(۱۵) داستانِ غم تو بے پایاں ہے لیکن یہ سُنو
جین کے سِر جو شری آتم کا احسان ہو گیا

(۱۶) وو یا ساگر وجے آنند سوری کے طفیل
جین کا گلشن نئے سر سے خیاباں ہو گیا

(۱۷) وہ بجایا ناد علمی نے ہر شی نے ہند میں
گونج سے جسکے چکاگو تک بھی لرزاں ہو گیا

(۱۸) گرد آلودہ ہوا تھا گوہرِ شب تابِ جین
دی جِلا آتم نے اُسے پُر فروزاں ہو گیا

(۱۹) جین کی ہستی پڑی تھی خطرہ جانکاہ میں
پر وجے آنند حامی اور نگاہ باں ہو گیا

(۲۰) جین سچّا دھرم ہے اِس کی بنا ہے رحم پر
ترکِ لذت سے حصولِ نورِ عرفاں ہو گیا

(۲۱) ہو گیا تھا خشک جب بے آبیوں سے باغِ علم
وو یا ساگر کے دم سے پھر گلستاں ہو گیا

(۲۲) چھپ گیا تھا جین کا پرکاش جب اندھکار میں
بن کے سورج بھرشی آیا درخشاں ہو گیا

(۲۳) اِس اکیلے دم نے باندھی پر اوپکار پہ کمر

(۴) دویا ساگر فدائے ہادیٔ روشن ضمیر
سوئے فردوسِ بریں اکدم خراماں ہوگیا

(۵) ہم کو روتے چھوڑ کر جب جا بسے بکنٹھ میں
پرتھوی گِریاں ہوئی اور سورگ نازاں ہوگیا

۶ کر گیا پرواز اس دن بلبلِ بستانِ ہند
پھول سب کملا گئے گلشن بیاباں ہوگیا

(۷) آج کے دن ہم سے بچھڑے ہیں شری آنند جی
دردِ فرقت سے ہر اک ہردا پریشاں ہوگیا

(۸) آتما سے بھی پیارا تھا جو آتم چھپ گیا
پھک گیا سینہ الم سے دل بھی بریاں ہوگیا

(۹) ہیں ہمارے سورگ کو شریمد وجے آنند جی
تھے وہی رُوحِ رواں اب ہند بے جاں ہوگیا

(۱۰) دویا بھوشن مہاراج ادھیراج آچاریہ
ہم سے رخصت ہوگیا اِندر کا مہماں ہوگیا

(۱۱) حسرتِ دیدار آتم سے ہوئی یہ بے کلی
خوابِ راحت بھی میرا خوابِ پریشاں ہوگیا

(۱۲) قُمریو کو کو کئے جاؤ بصد غم کو بہ کو
آج نظروں سے نہاں سروِ خراماں ہوگیا

لے زمین

امرتسر وغیرہ نزدیک کے شہروں سے کثیر تعداد میں لوگ گوجرانوالہ جمع ہو گئے۔ تمام شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ لوگ سُوری جی کے آخری درشن کے لئے آتُر بنے تھے اور زار زار رو رو کر اپنے رنج و ملال کا اظہار کرتے تھے۔ آپ کے چہرہ سے بدستور نُور جھلک رہا تھا۔ اور پیشانی کا تیج ذرا بھر کم نہ ہوا تھا۔ غسلِ میّت دیتے ہوئے آپ کی سمادھی کی حالت تھی۔ اُس وقت ایسا دکھائی دیتا تھا کہ آپ دھیان لگائے ہوئے سچے آتمک رس میں مگن ہیں۔ دوپہر تک آپ کا ایک اعلیٰ درجہ کا اورتھ ندارو ہاں تیار کیا گیا اور ہزاروں لوگوں کے ہجوم کے ساتھ آپ کے سوک زار زار روتے ہوئے اگنی سنسکار کے لئے چلے۔ اُس وقت کسی کوتاہ اندیش دُشمن نے سراسر بے بنیاد خبر اُڑادی کہ سُوری جی کا اچانک سورگباش زہر سے ہوا ہے۔ مگر یہ خبر بالکل باطل تھی تمام کے وقت ہندی سنگھ گوجرانوالہ کی تجویز کردہ جگہ پر چندن کی چتا میں آپ کا اگنی سنسکار ہوا۔ لالہ گیان چند صاحب مالیرکوٹلہ نے اپنے جذبات کا اظہار اِس طرح کیا ہے

(۱) آج کیوں اندھیر عالم پر فراواں ہو گیا۔
آفتابِ آسمانِ جین پنہاں ہو گیا

(۲) اے فلک اتنا غضب اندھیر ڈھایا ہے
اشٹمی کی رات اور گم ماہِ تاباں ہو گیا

(۳) جیٹھ کی یہ اشٹمی کا دن بھی کیا دل سوز ہے
یادگارِ جہر شتی بن کر فروزاں ہو گیا

(۱۴) اے کال تیری لیلا کس سے چھپی ہوئی ہے
کھویا ہے وشو پیارا تو نے رتن ہمارا

(۱۵) پتھر سا دل بنا لو اے سن کے جانیوالو
جاتا ہے آج کے دن جین دھرم کا پیارا

(۱۶) گورو وشو کے ہو وبھ آنند کے ہو داتا
آتم ودیا سرو ور یہ ہنس ہے تمہارا

آپ کے سورگباش ہو جانے کی خبر اعلی الصبح تمام شہر میں پھیل گئی۔ ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ عیسائی جس کسی نے اس افسوس ناک خبر کو سنا نہایت رنجیدہ دل ہوا۔ جو لوگ رات کو آپ سے گفتگو کر کے آئے تھے انھیں اچانک خبر سنکر یقین نہ آتا تھا۔ وہ بزور اس خبر کی تردید کرتے تھے۔ مگر جب اپاسرے میں آتے تھے دست بدنداں رہ جاتے تھے۔ آدھی رات پنجاب کے اندر اور باہر دور دراز مارواڑ۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ کے شہروں میں گورو جی کے سورگ باش کے تار دیئے گئے۔ جگہ جگہ لوگوں نے اس خبر کی صداقت پر شک کیا۔ چونکہ پیشتر بھی بے بنیاد خبریں اڑ چکی تھیں اس لئے استفسار کے لئے جوابی تار آئے کہ کیا خبر کسی دشمن نے اڑائی ہے۔ جواب موصول ہونے پر سیوکوں کے دل پژمردہ ہو گئے۔ جین سماج میں ماتم برپا ہو گیا۔ جینیوں نے دن بھر کام بند رکھا۔ وہ کھانا پینا سب بھول گئے۔ کئی ایک نے برت تپسیا کی۔ ہزاروں روپئے دان دیئے گئے۔ اشٹمی کی دوپہر تک لاہور

(۴) ستھیات میں پڑے ہم جلتے تھے لُٹے پتھ پر
بھولے ہوئے تھے سب کچھ کرتویہ جو ہمارا

(۵) چھوٹا تھا دیو پوجن اور بھگتی بھاونا بھی
یہ بھی خبر نہیں تھی کیا دھرم ہے ہمارا

(۶) اِس دیش میں کہیں بھی کوئی نہ جانتا تھا
ہوتا ہے سادھو کیسا جن دھرم کا دُلارا

(۷) اندھیر کو ہی سمجھے بیٹھے تھے ہم اُجالا
تھے پیار اُس سے کرتے دشمن جو تھا ہمارا

(۸) اگیان کے سمندر میں ڈوبتی ہماری
کشتی کو دیکھ بھگوان دِل یہ اُٹھا تمہارا

(۹) جھٹ سنیہ ناد کرکے آنکھیں ہماری کھولیں
کشتی بھنور سے نکلی دِکھنے لگا کنارا

(۱۰) صفتیں تمہاری بھگون کیا کیا بیاں کریں ہم
گرتوں کو آپکڑ کر تُونے ہی تھا اُبھارا

(۱۱) آتم وجے کا ڈنکا آنند میں مگن ہو
تُونے بجا کے بھگون اِس دیش کو سُدھارا

(۱۲) دنیا میں جن دھرم کا اُدیان سرسبز کر
اے ناتھ تُونے ہم سے جلدی کیا کنارا

(۱۳) تیرے ویوگ سے اب سب شُنّ ہو رہا ہے
سورج بنا ہو جیسے دِکھتا ہے کارا کارا

۱ راستہ ۲ شیر ۳ گرج ۴ باغ ۵ جدائی ۶ چُپ

اور عقل و کیاست آپ کے کارہائے نمایاں سے عیاں ہے جین دھرم اور جین سماج کی آپ نے بیشمار خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی اصلاح جینیوں میں جینی پن داخل کرنا ہے۔ آپ نے جین تہذیب کو روشنی میں لاکر جین تیوہار منانے کا جذبہ پیدا کیا۔ لوگو کو جین اتیہاس سے واقف کراکر جین رسم و رواج کو زندہ کیا۔ جین سماج پر آپ کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔ جین سماج کو ابھی آپ سے بہت کچھ توقع تھی۔ لوگوں کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ابھی سُوری جی نے اصلاح کے کام کے لئے راستہ صاف کیا ہے اور اُن کی مشکلات جلد دُور ہو کر ایک دفعہ پھر جین سماج پر جاہ و جلال کے دن لوٹ آئیں گے۔ مگر آہ ظالم موت تُو نے بیکس جین سماج پر غضب کا ستم ڈھایا سیوکوں کے منہ سے بے اختیار یوں نکل رہا تھا ؎

ہے جی تم سیُو جی آتم رام
سیوک سار لیجیو جی

اُس وقت سیوکوں کا احساس اس طرح کا تھا ؎

(۱) ہوتا نہیں زباں سے احسان ادا تمہارا
تن من کو بھی وہاں پر ملتا نہیں ہے یارا

(۲) اب یاد ہم کو آتا وہ دُکھ بھرا زمانہ
آنکھیں بھی تب بہانے لگتی ہیں آنسو دھارا

(۳) غفلت کی نیند میں تھے سوئے پڑے سبھی ہم
لُٹتا تھا جاتا چوروں سے دھن ہمارا

صبح سویرے دلفریب پھولوں کے خوشنما غنچے کھلتے ہیں اور خوبصورتی کی بہار دنیا کو دکھاتے ہیں۔ اُن کی مہک سے تمام باغ معطر ہو جاتا ہے۔ وہ دل و دماغ کو تروتازگی اور فرحت بخشتے ہیں۔ اگرچہ کچھ دیر کے بعد پھولوں کی نازک پنکھڑیاں صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جاتی ہیں۔ مگر اُن کی بھینی بھینی خوشگوار خوشبوئیں اور عطر کی شکل میں قائم رہتی ہے ٹھیک اسی طرح مہاپرشوں کا جسم اگرچہ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے مگر اُن کے کارہائے نمایاں کبھی فراموش نہیں ہوتے اور اُنکی پُرتاثیر زندگی روشنی کے بلند مینار کی طرح گمراہ مسافروں کو سیدھا راستہ دکھلانے کے کام آتی ہے۔ جین آچاریہ شری بدوجیانند سُوری جی کی زندگی ایسی ہی تھی۔ آپ اپنے کارہائے نمایاں کی بدولت ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

آپ کی زندگی کا سب سے بڑا سبق سچائی کو اختیار کرنا ہے۔ آپ مکمل سنیاسی تھے۔ سچائی کی تلاش میں آپ جین سادھو ہوگئے تپ سے جسم کو تپا کر من کو قابو کر لیا۔ اور راستگو طالبعلم کی طرح غرور کو دل سے نکالکر ستیہ دھرم کے مطالعہ میں مستغرق ہوگئے جس سچائی نے آپ کے دل کو منور کیا اُس کی روشنی کو آپ نے نہایت سرگرمی سے چاروں سمت پھیلایا۔ اہنسا دھرم کی اشاعت میں آپ نے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ دُکھی دُنیا کو ویر بھگوان کا دن رات پیغام پہنچانا ہی آپ کی زندگی کا شغل تھا بال برہمچریہ کا تیج آپ کی خندہ پیشانی پر جھلکتا تھا اور جو شخص آپ کے درشن کرتا تھا اور اپدیش سُنتا تھا۔ وہ موثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آپ کی فہم و فراست

کی ذمہ داری موت ہے۔ عمر رسیدہ والدین کے ناز پروردہ لخت جگروں کو چھین کر انھیں زندہ در گور کرنے والی بے حیا ظالم موت ہی ہے۔ نوجوان بیواؤں کے سہاگ کا خون کر کے اُن کا جگر پاش پاش کرنے والی ستمگر یہی موت ہے۔ قاتل موت کے خونخوار پنجوں سے بڑے بڑے زبردست بادشاہ۔ امیر۔ وزیر۔ کرنیل اور جرنیل حکیم اور ڈاکٹر کوئی نہ بچ سکا۔ موت نے اپنا دراز ہاتھ بڑے بڑے رشیوں اور آچاریوں پر صاف کرتے ہوئے ذرا دریغ نہ کیا۔ آہ ظالم موت اور تو کیا بڑے بڑے چکرورتی بھی آیو کرم ختم ہونے پر تیرے غضبناک پنجہ سے بچ نہ سکے۔

کیا موت ہر ایک کو مغلوب کر لیتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جو لوگ اپنی زندگی کو بنی نوع انسان کی خدمت میں صرف کر دیتے ہیں۔ جو کبھی اپنے فعل اور قول سے کسی سے برائی نہیں کرتے۔ جو خود دھرم کرتے ہیں اور دوسروں کو دھرم میں لگاتے ہیں وہ موت پر فتح پا لیتے ہیں۔ موت کا خدشہ اُن لوگوں کو ہے جو دن رات عیش و عشرت میں غلطاں رہتے ہیں اور دوسروں کو دُکھ دیکر خود مزے اُڑانے میں زندگی ختم کر دیتے ہیں۔ اُن کے سر پر موت ہمیشہ خطرے کی گھنٹی بجاتی رہتی ہے۔ اگر اُن کے سر پر موت نہ ہوتی تو تکبر کے باعث کبھی اُن کے پاؤں زمین سے نہ لگتے۔ موت آتی ہے اور گھسیٹ کر لیجاتی ہے۔ عیش و عشرت کے سازو سامان۔ شراب۔ کباب۔ رنڈیاں اور زرق برق پوشاکیں سب خواب نظر آتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کے لئے موت حسرت کا پیغام ہے۔ مہاپُرشوں کے لئے موت ایک بے معنی چیز ہے۔ مہاپُرش کبھی مرا نہیں کرتے۔ وہ اپنا نیک کام ہمیشہ کے لئے زندہ چھوڑ جاتے ہیں۔ ہر روز

مشعل سے دنیا میں سچ کا پرکاش کر دو۔ بھگوان مہاویر سوامی جی کے پوتر مشن کو جیسے میں عمر بھر تر و تازہ کرنے کی پوری کوشش کرتا رہا ہوں۔ آپ سب اِس کام کو اتفاق اور گیان بل سے پایۂ تکمیل تک پہنچا دو۔ یہی میرا آپ سے اُپدیش ہے اور یہی میری آخری خواہش ہے۔ مجھے بیتراگ شری ارہنت اور سِدھ بھگوان کا جنھوں نے کرم روپی دشمنوں کو ناش کر دیا ہے کلیان کاری شرن ہے۔ مجھے موکش پد دینے والے پوتر جین دھرم کا شرن ہے۔ اِسی طرح شرن لیتے ہوئے پھر دھیان لگا لیا اور من کو یکسو کر کے منتر اُچارن کرنے لگے۔ ایک دفعہ پھر اپنی آنکھوں کی نورانی کو اپنے سعادت مند مگر پریشاں حال سادھوؤں اور شراوکوں پر ڈالا اور تین بار ارہن ارہن شبد کہکر کہا "لو بھائی اب ہم چلتے ہیں اور سب کو کھاتے ہیں" آفریں۔ آپ کے وِرڑھ وشواش پر آفریں۔ آخری وقت بھی آپ نے پرم پوتر نوکار مہان منتر کا دھیان کرتے ہوئے اپنی امر آتما کو فانی جسم سے جدا کیا۔ افسوس صد افسوس جین سماج کا سرتاج آچاریہ سماج کو بے تاج کر کے داغِ مفارقت دیگیا۔

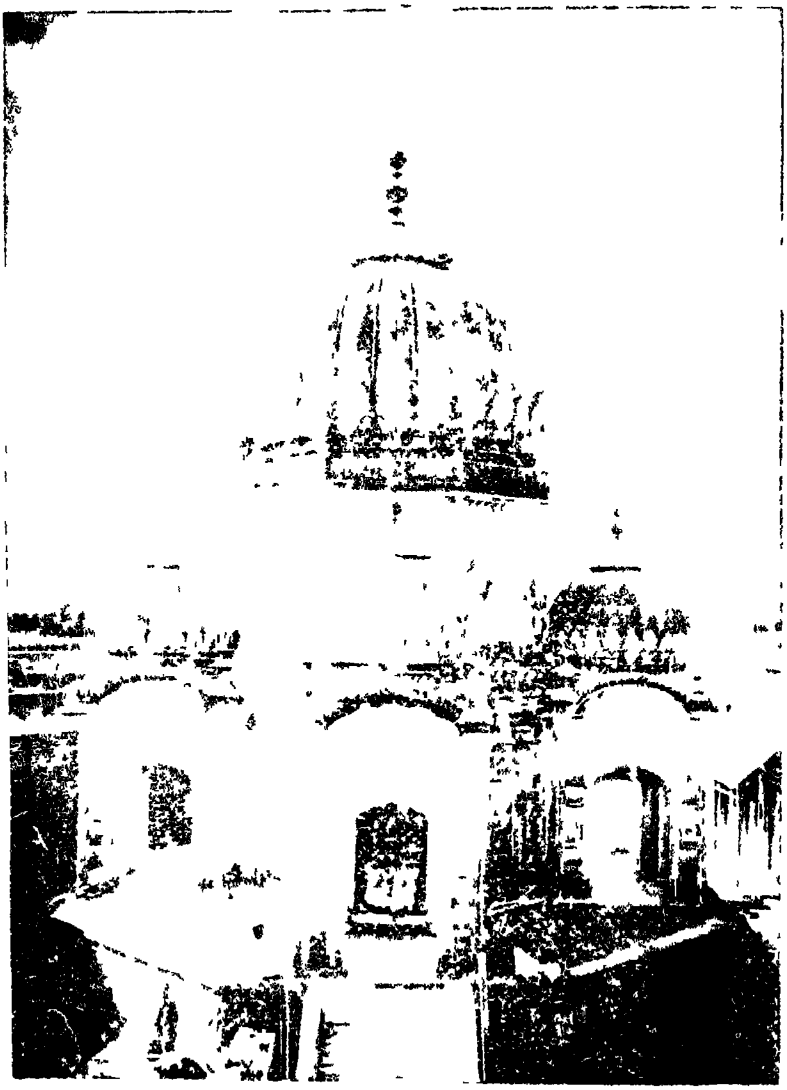
اُس وقت جو کیفیت سادھوؤں اور شراوکوں کے دل کی تھی اُس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ آنکھوں سے زار زار آنسو جاری تھے وہ بلک بلک کر بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ انھیں تسلّی اور تشفّی دینے والا کوئی نظر نہ آتا تھا۔ سب کے سب حیران اور ششدر تھے کہ گھڑی میں کیا سے کیا ہوگیا۔ ہائے ظالم موت نے دنیا کا سچا رہنما چھین لیا۔ اِس قزاق ستمگر نے کیا کیا غضب نہیں ڈھائے۔ اِس کے ظلم کی داستاں سُن کر جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ننھے ننھے یتیم بچوں کی آہ و زاری

کے سوالات کے جوابات دیکر اچھی طرح تسلی کی۔ سونے سے پیشتر اپنا نت
نیم۔ سنتھارہ وغیرہ کیا تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد اٹھ بیٹھے اور دھیان
لگا لیا۔ دھیان ختم کر چکنے کے بعد قریب سوتے ہوئے سادھوؤں کو
بیدار کیا اور کہا کہ آج میری طبیعت کچھ بگڑی ہوئی معلوم دیتی ہے۔ اپاسرے
میں ہی نیچے ایک شراوک سویا ہوا تھا اس نے جا کر جینیوں کو خبر دی
ذرا سی دیر میں تمام شش جمع ہو گئے۔ آپ ان سب کو مخاطب کر کے
کہنے لگے لو اب میرا آپ سے جدا ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔ میں نے
حتی الوسع ہر ایک سے یکساں سلوک کیا ہے۔ اگر میں نے من
وچن اور کایا سے کسی کا دل دکھایا ہو تو اس کے لئے میں کھماتا ہوں
یہ سنکر تمام سادھو آبدیدہ ہو گئے اور آہ کھینچکر کہنے لگے گورودیو
آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ ہماری دن رات شاسن دیو سے یہی پرارتھنا
ہے کہ آپ چرکال تک زندہ رہ کر ستیہ دھرم اپدیش سے دنیا پر
اپکار کرتے رہیں۔ ہم آپ کی جدائی کیسے برداشت کر سکتے ہیں اور
آپ کے بغیر سماجک اصلاح کا کام کیسے چل سکیگا۔ گورو مہاراج نے
پژمردہ دل سادھوؤں کو ڈھارس دی اور فرمایا کہ پریشان ہونے
کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ میرا آیو کرم ختم ہونے کو ہے۔ جسے لوگ موت
کہتے ہیں وہ میرے نزدیک کوئی ڈراؤنی چیز نہیں ہے۔ یہ ایک عظیم
تبدیلی ہے۔ آتما امر ہے اور کبھی مرتی نہیں ہے۔ رنج اور غم کو دل میں
جگہ دینا جین سادھوؤں کے طریقہ کے خلاف ہے۔ موہ جنجال ہے
اس میں آتما کو جکڑنا حماقت ہے۔ آپ سب اپنے دل کو مضبوط بناؤ
اور ویتراگ بھگوان کی پوتر بانی پر عمل پیرا ہو کر جین دھرم کی روشن

شہر نے آپ کا پُرتپاک استقبال کیا۔

مرض روز بروز بڑھ رہا تھا۔ آپ کے سیوک نہایت فکرمند تھے۔ مگر آپ کو اپنے دل کی طاقت پر یقین تھا۔ سیوکوں نے درخواست کی کہ کسی لائق ڈاکٹر سے علاج کرایا جائے۔ آپ نے اس طرف کچھ دھیان نہ دیا۔ بلکہ کہا کہ چھوٹی چھوٹی بیماریوں کی طرف زیادہ متوجہ نہ ہونا چاہیئے۔ قدرت ہی سب سے بڑی معالج ہے۔ چند روز کی باقاعدگی سے خودبخود مرض رفع ہو جائے گا۔ افسوس جسے آپ معمولی بیماری سمجھتے تھے وہ مہلک مرض ثابت ہوا۔ اگرچہ مرض ترقی کر رہا تھا۔ مگر آپ کے بشاش چہرہ پر وہی تبسم اور نورانی نور ٹپک رہا تھا۔ آپ صبر و سکون سے تکلیف کو گذشتہ کرموں کا ثمر خیال کر کے برداشت کرتے تھے اور روزمرہ کے کام میں حسب دستور مشغول رہتے تھے۔ آپ سولہ برس کے دراز عرصہ کے بعد گوجرانوالہ تشریف آور ہوئے تھے۔ اس لئے لوگ آپ کے درشن کے از حد خواہشمند تھے اور جوق درجوق درشن کو اپاسرے میں آتے تھے اور آنند حاصل کرتے تھے۔ دن رات دھرم اپدیش اور بات چیت میں گذرتے تھے۔ بڑے بڑے پنڈت اور مولوی آپ سے دھارمک مضامین پر تبادلہ خیالات کر کے جین دھرم کے متعلق اپنے دلوں کی جاگزین غلط فہمیوں کو دور کرتے تھے۔ اور اہنسا دھرم کی سچائی کو درست تسلیم کرتے تھے۔

جیٹھ شدی ستمی کے روز آپ نے سب کام حسب دستور کیا رات کو پرتی کرمن کے بعد بیسیوں لوگوں سے بات چیت ہوتی رہی۔ اتن



گوجرانوالہ (پنجاب) میں سوامی جی آچاریہ شری وجیانند
سوری مہاراج کی سمادھی

(بکرم سمت ۱۹۵۳)

SAHITYA PRESS MEERUT

سورگ باش

جین آچاریہ شری مد وجیانند سوری جی جیٹھ بدی چھٹھ بکرم سمت ۱۹۵۳ کو سنکھترہ سے روانہ ہوئے۔ چترماس ختم قریب تھا۔ اگرچہ گرمی دن بدن زیادہ ہو رہی تھی اور پیدل سفر دشوار تھا پھر بھی آپ ہمت کی کمر کس کر چترماس شروع ہونے سے پیشتر پسرور۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ وغیرہ شہروں میں گھوم کر اپنے اپدیشوں سے لوگوں کو مستفید کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ کو ذاتی آرام کی پرواہ نہ تھی۔ بلکہ جاتیہ اصلاح کی فکر دامنگیر تھی۔ آپ قلعہ سوبھا سنگھ ہوتے ہوئے پسرور تشریف آور ہوئے۔ آپ کا ارادہ اس جگہ چند روز ٹھہر کر لوگوں پر جین دھرم کی عظمت آشکارا کرنا اور جین دھرمیوں کو دیو پوجن اور جین دھرم کے سدھانتوں سے واقف کرنا تھا۔ مگر مقامی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ نے وہاں سے جلد واپسی مناسب خیال کی۔

پسرور سے روانہ ہو کر چھپرانوالی۔ ستراہ۔ سیرانوالی ہوتے ہوئے نندالہ تشریف آور ہوئے۔ اس جگہ آپ کو دم کشی کی تکلیف ہو گئی۔ اچانک مرض نہایت سرعت سے بڑھ گیا۔ آپ نے باوجود سخت تکلیف کے پیدل سفر جاری رکھا اور گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ جیٹھ سُدی دوج کے روز نہایت دھوم دھام سے جلوس نکال کر اہالیان

پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کی توجہ گیان بھنڈار کی جانب راغب ہو۔ اور پنجاب میں جگہ جگہ ودیالے قائم ہوں۔ اسی طرح متھیات نشیدہ اور سنگٹھن کے متعلق اپنے خیالات کو دہرایا۔ انبالہ کی پرتشٹھا نہایت خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اور جو لوگ دُور دُور سے پنجاب میں آئے تھے وہ بہت ہی اچھے اثرات لیکر واپس گئے۔

پرتشٹھا کے بعد انبالہ سے روانہ ہوکر آپ معہ سادھوؤں کے لدھیانہ تشریف فرما ہوئے۔ اِس جگہ شری سنگ میں کچھ تکرار بھی پیدا ہوگئی تھی وہ آپ کے اُپدیش سے مٹ گئی۔ جین مندر کی تعمیر شروع ہوئی اِس کام میں پیشقدمی کا فخر لالہ رام دتا مل کھتری کو حاصل ہے۔ آپ کے دھرم اُپدیش سے رام دتا مل نے اپنی دو دکانیں بخوشی خود مندر جی کے لئے دے دیں جس کی پیروی دوسرے بھائیوں نے کی حسب معمول آپ کے ویاکھیانوں میں جینیوں کی نسبت اجین لوگوں کی بہت کثرت ہوتی تھی۔ کئی ایک پنڈت پرشن اتر کے لئے آتے تھے اور آپ کے گیان امرت کی لذت چکھ کر خوش وخرم ملتے تھے۔

آپ سے سنکھترہ کے جین مندر کی پرتشٹھا کے لئے درخواست ہوچکی تھی۔ اِس لئے تھوڑے قیام کے بعد مختلف شہروں اور دیہات میں ہوتے ہوئے منزل بمنزل سنکھترہ تشریف لائے۔ نہایت خوبصورت مندر تعمیر ہوا تھا۔ مندرجہ بالا پرتشٹھاؤں کی طرح اسجگہ بھی نہایت دھوم دھام سے پرتشٹھا ہوئی۔ گجرانوالہ۔ احمدآباد بمبئی وغیرہ دُور دراز شہروں سے کئی لوگ آپکے دست مبارک سے انجن شلاکا کرانیکے لئے اسجگہ مورتیاں لائے تھے۔ آپ کے پوتر ہاتھوں سے سنکھترہ کی پرتشٹھا آخری ہوئی۔

دیکھتے گھنگھور گھٹا چھا گئی۔ بوندیں بھی گرنے لگیں۔ ایسا معلوم دیتا تھا کہ ذرا سی دیر میں کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ منتظمان کے دل پر خوف طاری تھا وہ ہراساں اور پریشان گورو مہاراج کے پاس آئے چاروں طرف سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور بجلی زور سے کڑک رہی تھی۔ انھوں نے آپ سے عرض کی کہ ہماری محنت قدرت نے ضائع کردی۔ اس وقت کیا بندوبست کیا جاوے۔ آپ نے منتظمان کو حوصلہ دلایا اور کہا کہ یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے اس وقت حیراں اور پریشان ہونے سے کچھ نہیں بن سکتا آپ سب تن دہی سے مردانہ وار کام پر ڈٹ جاؤ اور مینہ آندھی اور طوفان کا مقابلہ کرکے منڈپ کی حفاظت کرو۔ اگر آپ مستعد رہیں گے تو خطرہ ضرور ٹل جائے گا۔ شاسن دیوتا آپ کی ضرور مدد کریں گے۔ آپ کی حوصلہ افزائی سے منتظمان کے دلوں کو ڈھارس بندھ گئی چند ہی منٹوں میں زور سے آندھی آئی اور بادلوں کو اڑا کر ہمراہ لے گئی استنے میں آسمان صاف ہو گیا اور سورج چمکنے لگا۔

جلسے کی دھوم دھام تین روز تک رہی۔ ہزاروں کی حاضری میں پر اثر ویاکھیان ہوئے۔ اس جگہ آپ نے شری سنگ کے روبرو امرتسر اور ہوشیارپور میں پرتشٹھا کے موقع کی کئی ایک باتیں دوہرائیں۔ منشیات نشیدہ سنگٹھن اور ودیا پرچار کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی۔ اور آپ نے کہا کہ اب پنجاب کے کئی ایک شہروں میں دیو درشن کے لئے مندر بن گئے ہیں اور باقی بن رہے ہیں۔ مگر اب ان کی حفاظت کے لئے پڑھے لکھے سماج سیوک پجاری

نے پیشتر بھی آپ کی آنکھ سے موتیا نکالا تھا۔ انبالہ آئے اور دوسری آنکھ سے نہایت احتیاط سے موتیا نکالا۔ پنجابی لوگ آپ کی خدمت کا صلہ روپئے میں پیش کرتے تھے۔ مگر ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ گورو بھگت کو کیوں شرمندہ کرتے ہو۔ میں نے گورو مہاراج کی اس جنم میں آنکھیں درست کر کے تھوڑی سی سیوا کی ہے۔ گورو مہاراج کا مجھ سیوک پر بہت زیادہ اپکار ہے۔ آپ کے اپدیش سے میرے دل اور دماغ کو سچی روشنی حاصل ہوئی ہے۔ آپ کے طفیل سے ہی میں آپ بھائیوں کا درشن کر سکا ہوں۔

چترماس ختم ہونے کے بعد بھی آپ انبالہ ٹھہرے رہے۔ مندر کی پرتشٹھا کا مہورت بکرم سمت ۱۹۵۲ مگھر شدی پورنماشی کے روز کا تھا۔ جو دھوم دھام اور جوش خروش انبالہ میں پرتشٹھا کے موقعہ پر دیکھنے میں آیا۔ وہ اِس سے پہلے پنجاب میں کہیں دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ مارواڑ اور گجرات سے بہت سا سونے چاندی کا مال و اسباب رتھ۔ ہاتھی۔ گھوڑے وغیرہ زیبائش کا ساز و سامان منگوایا گیا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ پنجاب۔ یو۔ پی۔ مارواڑ کاٹھیاواڑ۔ گجرات وغیرہ دیشوں سے پرتشٹھا کی رونق دیکھنے کے لئے آئے تھے ایک وسیع میدان میں نہایت محنت اور کوشش سے انبالہ کے جینیوں نے خوبصورت منڈپ تیار کیا تھا۔ آرائش و زیبائش میں کسی قسم کا دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا تھا۔ لوگوں کے دل خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ مطلع صاف تھا۔ سورج بڑی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ یکایک سیاہ بادل اُٹھے۔ اور دیکھتے ہی

دیتے تھے یہ آپ کی قابلِ تعریف صفت تھی۔
پرلوشن پرب کے قریب ماہ جون ۱۸۹۵ء میں مسٹر ویر چند راگھوجی گاندھی امریکہ سے واپس ہندوستان تشریف لائے۔ ایک مدبر اور عالم کی طرح آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ کے درشن کے لئے اور مغربی عالموں کے خیالات اور ملکوں کے حالات اپنی زبان سے سنانے کے لئے انبالہ تشریف لائے۔ اُن کی گرانبہا خدمات کی بدولت انبالہ کے جین اصحاب نے آپ کا شاندار خیر مقدم کیا۔ آچاریہ جی ویر چند کی سادگی ادب اور سچے دھرم بھاؤ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کام کی تعریف کی اور لوگوں کو بتایا کہ دھرم پریم ایسا ہونا چاہیئے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے ہی انسان دھرم اور سماج کی سیوا کرسکتا ہے۔ مسٹر ویر چند نے آپ کی نصیحت پر پورا عمل کیا۔ ہمیشہ نت نیم میں پختہ اور دیسی لباس میں ملبوس رہے آپ کی کامیابی کی یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی گاندھی جی نے اپنے طول طویل حالات بلا کم وکاست کہہ سُنائے۔ آپ نے نہایت توجہ سے سُن کر شاباش دی اور آئندہ اِس سے بھی بڑھ کر کام کرنے کی دُعا دی۔ مسٹر ویر چند جی نے آپ سے اپنے کام کی تعریف سنکر ادب سے سر جھکا دیا اور کہا مجھ سیوک پر یہ سب آپ کی ہی کرپا ہے ورنہ میں کس قابل ہوں آپ کی آشیرباد سے عمر بھر جین سماج کی خدمت سرانجام دونگا اور اپنا دھرم کا پرچار کرونگا۔ چند روز انبالہ ٹھہر کر گاندھی جی اپنے گھر چلے گئے۔
آپکی آنکھ کے معائنہ کے لئے ڈاکٹر تری بھون داس جنھوں

سے واقفیت حاصل کرنے کے بھی خواہاں رہتے تھے۔ لالہ مُرلیدھر ہمیشہ سوال کرتے رہتے تھے اور تسلی بخش جواب پاتے تھے - لالہ جی کا خیال تھا کہ مکتی سے جیو واپس آجاتا ہے آپ سمجھاتے تھے کہ ایسا نہیں ہوتا - اگر مکتی سے جیو پھر دنیا میں آجائے تو مکتی ہی کیا ہوئی - نجات وہ ہے جو دائمی ہو۔ جیو دیولوک سے واپس آتا ہے مگر مکتی سے نہیں۔ لالہ مُرلی دھر جی سمجھتے تھے کہ اگر جیو مکتی سے واپس نہ آویں تو دُنیا جیووں سے خالی ہو جائے کیونکہ جہاں آمدنی نہ ہو اور وقتاً فوقتاً جیو نکلتے ہی جاویں تو کسی نہ کسی وقت دنیا ضرور خالی ہو جائے گی - آپ جین سدھانت کے مطابق جواب دیتے ہوئے سمجھاتے تھے - کہ جو چیز لا انتہا ہے اُس کا ہرگز خاتمہ نہیں ہو سکتا اگر لا انتہا چیز سے لا انتہا چیز نکال لی جاوے تو پھر بھی باقی لا انتہا بچاتی ہے علیٰ ہذا القیاس - اگر یہ کہا جائے کہ ہمہ داں ایشور پرماتما کے علم میں جیووں کا ضرور شمار ہونا چاہیئے ورنہ اُس کے علم میں ضرور کمی رہتی ہے - ایسے سوال کا جواب بالکل آسان ہے کیونکہ پرماتما ہر ایک چیز کو جیسی ہو ویسی ہی دیکھتا ہے اس لئے جو چیز محدود ہے وہ محدود نظر آتی ہے اور جو لامحدود ہے وہ ویسی ہی لامحدود نظر آتی ہے - اسطرح بہت سے سوال وجواب ہوتے رہتے تھے کئی ایک اصحاب کی طرف سے آپ کے پاس خطوں میں سوالات آتے تھے جن کے جوابات آپ خود لکھوا کر ارسال کرتے تھے دُور دُور سے سادھو اور گرہستھ لوگ اپنے شکوک رفع کرنے کے لئے سوالات لکھتے تھے ٹرورچ نواسی سیٹھ انوپ چند ملوک چند و مُنی مہاراج جویرساگر جی خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں آپ ہر ایک خط کا جلدی سے جلدی جواب

کی دکھشا ہوئی اور اُس کا نام ادیوت شری جی رکھا گیا۔
زیرہ سے روانہ ہو کر آپ پٹی رونق افروز ہوئے جین مندر بنکر تیار ہو چکا تھا۔ ماگھ شدی تیرس بکرم سمت ۱۹۵۱ کا روز پرتشٹھا کے لئے مقرر تھا۔ پرتشٹھا سابقہ موتسووں کیطرح یہاں بھی مختلف شہروں کے جینیوں کی آمد سے خوب دھوم دھام سے ہوئی آپ کے نصیحت آمیز دھرم اپدیشوں سے موتیوں کی جھڑی لگ جاتی تھی اس جگہ انبالہ کے جین اصحاب نے آپ آیندہ چترماس کے لئے درخواست کی۔ اور وہاں کے مندر کی پرتشٹھا کرانے کے لئے بھی التجا کی اگرچہ آپ کا ارادہ لاہور کی طرف جانے کا تھا۔ مگر انبالہ نواسیوں کی ضرورت کو محسوس کر کے آپ نے اُدھر جانے کا قصد کر لیا۔ پٹی سے روانہ ہو کر آپ گاؤں گاؤں میں لوگوں کو دھرم اُپدیش کی امرت برکھا سے کرتارتھ کرتے ہوئے انبالہ تشریف فرما ہوئے۔ لوگوں نے دلی خلوص سے شاندار استقبال کیا بکرم سمت ۱۹۵۲ کا چوماس اسی جگہ ہوا۔
آپ کا یہ اخیری چترماس تھا۔ اسجگہ آنکھ میں دوبارہ تکلیف ہو جانے کی وجہ سے آپ خود ویاکھیان نہ سناتے تھے۔ کتابوں کا مطالعہ بھی نہ ہو سکتا تھا۔ البتہ زبانی گفتگو میں بہت وقت صرف ہوتا تھا۔ شہر کے پڑھے لکھے اور برگزیدہ اصحاب آپ کے پاس خوب شوق سے آتے تھے لالہ مرلی دھر جی کو خاص طور سے اُلفت ہو گئی تھی وہ آپ کے بہت ثنا گو۔۔ دھارمک اُمور پر خوب بحث کرتے تھے اور آپ کے دلائل کے قائل تھے۔ مختلف دھرم شاستروں اور مت متانتروں کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے۔ جین سدہانتوں

ملا۔ دنیا میں اگر نیکی کرنے والے سب سکھی اور بدی کرنے والے سب دکھی نظر نہیں آتے تو اس کی وجہ گزشتہ کرموں کا اثر ہے۔

جین آچاریہ شری مدوجے آنند سوری جی کو زیرہ بہت پسند تھا آپ اکثر اس قصبہ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اوائل عمری کی الفت اور اثرات آپ کے دل پر نقش تھے مگر پسندیدگی کی بڑی وجہ یہ بھی کہ آپ کو یہاں فرصت کا وقت بہت ملتا تھا اور طبیعت یکسو رہتی تھی۔ آہار پانی اور جنگل کا ہر طرح آرام تھا کسی بات کی دقت نہ تھی۔ اور نہ ہی وقت ضائع ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے خود زبان مبارک سے فرمایا کہ سادھوؤں کے چترماس کے لئے زیرہ ہر طرح سے مناسب مقام ہے۔ آپ کا گرہستھ آشرم کا چھوٹا بھائی مسمی گوردت سنگھ اکثر آپ کے درشن کے لئے زیرے آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ آپ شری جی سے کہنے لگا کہ آپ بڑے ہی خوش قسمت ہیں۔ سادھو کے بھیس میں بھی آپ بادشاہ ہیں آپ کے دھرم اپدیش سے بیشمار لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں مجھے بھی کوئی ایسی نصیحت کریں جس سے میں آرام سے زندگی بسر کر سکوں۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ بھائی تمہاری عمر بہت دراز ہے اسلئے اپنے خرچ کو آمدنی سے کم رکھو اور ہمیشہ سچائی اور دیانتداری سے سب کام کرو۔ کسی کو بھی حتی الوسع دکھ مت دو۔ یہی دھرم کا نچوڑ ہے تمام عمر اس پر عمل کرو۔ گوردت سنگھ نے اپنی ستر اسی سالہ عمر میں ہمیشہ اس اپدیش پر عمل کیا بیسیوں زمیندار ہر روز آتے تھے اور ان کی زندگیاں بہت حد تک سدھر گئیں۔ اس مرتبہ زیرہ میں ایک عورت

اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ مگر مستقبل کے لئے فکر مند ہیں اور حتی الوسع
دھارمک کاموں میں حصّہ لیتے ہیں۔ چہارم وہ لوگ ہیں۔ جنھوں نے
پیچھے نیچ کرم کئے۔ اب دُکھی ہیں اور پھر نیچ کرم کر کے اپنے مستقبل کو
سیاہ بنا رہے ہیں۔ قسم اول اور دویم قابلِ تعریف ہے۔ مگر نمبر
سویم اور چہارم نہایت بُرے ہیں اُن کسے ہر ایک کو بچنا چاہیئے۔ کرم
فلاسفی نہایت عمیق ہے۔ کئی ایک کرم ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر حالت
میں جیو آتما کو بھوگنے ہی پڑتے ہیں۔ مثال کے طور پر بھگوان مہاویر
سوامی جی کو بھی کئے ہوئے کرموں کی وجہ سے بیشمار تکالیف برداشت
کرنی پڑیں۔ کئی ایک کرم ایسے ہوتے ہیں کہ دھارمک کاریوں سے
اُن کا اثر بالکل زائل ہو جاتا ہے۔ یا کم رہجاتا ہے اسی طرح سے پچھلے کئے
ہوئے اچھے کرموں کا پھل آیندہ بُرے اعمال سے زائل ہو جاتا ہے یا کم
رہ جاتا ہے۔ شاستروں میں ایک مثال کا ذکر ہے کہ ایک دھرماتما شخص کو
دیو پوجن کرنے کے لئے جاتے ہوئے کانٹا چبھ گیا۔ جس سے اُسے بہت
تکلیف ہوئی اور اسی کے چھوٹے بھائی کو جو عیاش اور بدمعاش تھا۔
رنڈی کے جاتے ہوئے راستہ میں ایک روپیہ گرا ہوا ملا جسکی اُس
نے شراب خرید کر پی لی۔ بڑے بھائی نے ایک گیانی سادھو سے
اِس کی وجہ دریافت کی۔ مہاتما نے اپنے گیان کے بل سے دیکھ کر
ہر دو کے گذشتہ کرموں کا نتیجہ بتایا۔ بڑے بھائی کو اُسکے گذشتہ
اعمال کی وجہ سے موت کی سزا ملنی چاہیئے تھی مگر دھرم دھیان سے
وہ کم ہو کر محض کانٹے کی تکلیف رہ گئی۔ چھوٹے بھائی کو خزانہ دستیاب
ہونا چاہیے تھا۔ مگر اُس کے بُرے اعمال سے صرف ایک روپیہ ہی

مہاتماؤں کی تصویروں پر غور کرکے بلند خیالات پیدا ہوتے ہیں اور فحش عورتوں کی بیہودہ تصویریں دیکھنے سے خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برہمچریہ کا پالن کرنے والے سادھوؤں کو ایسے کمرہ میں رہنے کی اجازت نہیں۔ جہاں عورتوں کی تصویریں آویزاں ہوں۔ مورتی پوجا کی مذمت کرنے والوں کی دلیلیں غلط اور گمراہ کن ہوتی ہیں کیونکہ جب مورتی کی عزت کسی نہ کسی شکل میں ہر ایک مذہب اور سوسائٹی میں موجود ہے۔ محض طریقہ پرستش میں فرق ہے۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ جین دھرم کے پالن کرنے والے سب سکھی کیوں نہیں ہیں۔ بعض حالتوں میں یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ پوجا بھگتی اور دھرم دھیان کرنے والے جیو دکھی ہیں اور نفسانی خواہشات میں مستغرق۔ عیاش لوگ صاحب حیثیت ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہر ایک جیو اپنے کئے ہوئے کرموں کا پھل پاتا ہے۔ دنیا میں چار قسم کے آدمی کہے گئے ہیں۔ اوّل "ہے ہے" دوئم "ہے اور نہیں" سوئم "نہیں اور ہے" چہارم "نہیں اور نہیں" قسم اوّل میں وہ نیک آتمائیں ہیں جنھوں نے پیچھے نیک کرم کئے ہیں۔ اور اب دھن دولت۔ عزت و آبرو اور پریوار کے لحاظ سے ہر طرح آرام میں ہیں اور آئندہ کے لئے دان۔ شیل۔ تپ۔ سنجم وغیرہ دھرم کرم سے سکھ دینے والی کمائی کر رہے ہیں۔ دوئم وہ لوگ جنھوں نے پیچھے اچھے کرم کرکے یہاں ہر قسم کے دنیاوی سکھ اور آرام حاصل کئے ہیں۔ مگر آئندہ کے لئے لاپرواہ اور اس زندگی کو بداعمالی سے خراب کر رہے ہیں۔ سوئم وہ اصحاب ہیں جو اس وقت تنگدست

نہ ہی وہ کسی سے اُلفت کرتے ہیں اور نہ ہی نفرت - پھر ان کے پوجن سے
کیا فائدہ ہے - تصویر کو دیکھ کر تصویر والے کی یاد بیشک تازہ ہو جاتی
ہے - گنوں کو یاد کرنا چاہیئے - نہ کہ پرستش - ویتراگ دیو کی سب سے
بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ راگ دویش سے مبرّا ہیں نہ وہ اُلفت کرتے
ہیں اور نہ ہی نفرت - اُن کا دھرم اُپدیش خود غرضیوں سے بالاتر ہونے
کی وجہ سے زیادہ قابلِ تعظیم ہے ایک مہلک بیماری میں مبتلا مریض کو
ڈاکٹر اچھی طرح تشخیص کر کے دوائی دیتا ہے اور وہ مریض تندرست ہو جاتا
ہے مرض کو فائدہ ڈاکٹر سے نہیں بلکہ دوائی سے ہوتا ہے - ڈاکٹر دوائی تجویز
کرنے والا محض نمت کارن ہے - مریض تمام عمر ڈاکٹر کا احسان فراموش
نہیں کرتا - اور اس کی حتی الوسع خدمت کر کے اپنا فرض ادا کرتا ہے
وہ ویتراگ بھگوان جو جنم جنم کے مرن روگ سے ہمیشہ کے لئے نجات
حاصل کرنے کا نسخہ تجویز کرنے والا ہے بدرجہا بڑھ کر پرستش کے قابل
ہے مورتی پوجا محض ایک وسیلہ ہے جس طرح مالا کا ہر ایک منکا کسی خاص
گُن کی یاد دلاتا ہے اور مالا پھیرتے وقت اُن کا دھیان کرنا لازمی ہے
اسی طرح پوجن کے وقت پرماتما کے گُنوں کو دھیان میں رکھ کر روزانہ
زندگی میں اُن پر عمل کرنا از حد ضروری ہے پوجن پتھر کی مورتی کا نہیں
ہوتا - محض شخصیت کا بھی نہیں ہوتا - بلکہ شخصیت کے مہان گنوں
کا پوجن ہوتا ہے - مورتی پوجن خیالات کو پوتر بنانے اور دھرم دھیان
کی جانب توجہ مبذول کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو اس پہلو کو نظر انداز کرتا ہے
وہ اگیانی ہے مگر جو شخص شردھا بھاؤ سے پوجا کرتا ہے اُسکے خیالات
پر تھوڑا بہت اثر ضرور ہوگا - دنیا کا تجربہ شاہد ہے کہ عالی دماغ

تھے۔ حکیم ہردیال مل جی و خلیفہ ماگھی رام جی ہر ایک دھارمک گفتگو میں
خاص دلچسپی کا اظہار کرتے تھے جو جو اعتراضات مورتی پوجکوں پر
کئے جاتے تھے اُن کا جواب ہر دو اصحاب خود بھی قابلیت سے دیتے
تھے اور تسلّی کے لئے آپ سے بھی دریافت کرکے خوش ہوتے تھے۔
مورتی پوجا کے متعلق خیالات ظاہر کرتے ہوئے آپ فرماتے تھے
کہ جین دھرم کے مطابق پرماتما اور انسان کا ناصح اور سامعہ کا تعلق
ہے بیتراگ بھگوان نے اپنے کیول گیان سے آتما کو چوراسی لاکھ جونیوں
میں رلانے والی اوپادھیوں کو دیکھ کر اُن سے بچنے کا مکمل علاج بتایا
ہے۔ سروگ بھگوان کا بڑا بھاری اوپکار یہ ہے کہ اُنھوں نے
موکش پد حاصل کرنے کے لئے بہترین مارگ (راستہ) دکھلایا
ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں خود اِس راستہ پر چلکر مثال قایم کی ہے
جب گوروؤں اور بادشاہوں کی تصویروں کی عزّت اور تعظیم کی
جاتی ہے اور وہ بطور یادگار سنہری چوکھٹوں میں جڑوا کر رکھی جاتی
ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُپکاریوں کے بھی اُپکاری بیتراگ بھگوان
کی منوہر اور شانت مورتی کی کیوں عزت و تعظیم نہ کی جائے۔ جسطرح
شری رامچندر اور سیتا کی تصویر کو دیکھ کر اُن کے آدرش جیون
کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور مہارانا پرتاب کی تصویر کو دیکھ کر اُس کی
جوانمردی اور بہادری آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے اُسی طرح
بیتراگ بھگوان کے درشن پاکر اُن کا اہنسا اور سچائی کا مہابرت
اور راگ اور دویش سے مبرّا ہونے کا وصف دل کے سامنے
آجاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بیتراگ بھگوان کو نہ رنج ہے اور نہ خوشی ہے

شخصیت پر اہالیانِ زیرہ کو اِس بات کا ناز ہے کہ پوجیہ گورُو مہاراج کا زیرہ سے خاص تعلق تھا۔ خوش قسمتی سے ایسا اتفاق ہوا کہ بیکانیر سے دو سادھویاں جن کا نام شری چندن شری جی اور شری چمکن شری جی تھا دُور دراز سفر کی مصیبتیں اور مشقتیں برداشت کرتی ہوئی شری آچاریہ جی مہاراج کے درشن کے لئے زیرہ تشریف لائیں۔ سو تیا مبر مُورتی پوجک سادھویوں کا پنجاب دیش میں سینکڑوں برس کے بعد درشن دیکھنا نصیب ہوا۔ پنجاب نواسیوں کو ایسا اعلیٰ موقع مہیا کرنے کا فخر بھی اوّل زیرہ کے جینیوں کو حاصل ہے۔ سادھویوں کا چترماس بھی زیرہ میں ہوا۔ لوگوں کی توجہ دھرم دھیان میں بکثرت رہی۔ پوجا بھگتی۔ سامائک۔ سندھیا اور تپ جپ کے شراوک شراوکا عادی ہو گئے۔ پنچ رنگی اور نویدا دی تپ خوب ہوئے۔ پریوشن اور دیگر مہوتسو کے دن دھوم دھام سے منائے گئے۔ پنجاب مارواڑ اور گجرات وغیرہ سے کئی لوگ آئے۔ روزانہ ویاکھیانوں میں خوب رونق رہتی تھی۔ اسنگھ دی جین یونین کلب بمبئی کی طرف سے آپ کی خدمت میں بہت سی کتب آئیں۔ دن بھر خوب محنت اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ مطالعہ کے وقت میں کسی کو حارج نہ ہونے دیتے تھے۔ تتو نرنے پرساد گرنتھ کو لکھکر مکمل کر دیا۔ ھر روز سادھوؤں کو پڑھانے میں خوب دلچسپی لیتے تھے شراوکان کو دھرم کرم درست اور باطریقہ کرنے کی ہدایت کرتے تھے پرتی کرمن کے بعد رات کے وقت سوالیوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ آپ ساڑھے نو اور دس بجے تک لوگوں کی ترک کو نہایت کا بخوشی جواب دیتے

دوسرانا باعث طوالت ہوگا۔ آپ کی تصنیف کردہ کتب خاصکر "چکاگو پرشن
اُتر" میں اِس امر کے متعلق مفصل بحث درج ہے۔ ایک دفعہ لالہ شردھا رام
جی نے آپ سے سوال کیا کہ جین دھرم میں ایشور کو سروبیاپک بیان
کیا ہے یا نہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ "ہے بھی اور نہیں بھی" مطلب یہ کہ
ایشور گیان سے سروبیاپک ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو ایشور کے گیان میں
نہ ہو۔ پرماتما ہمہ داں ہے مگر یہ کہنا کہ ہر ایک چیز کے اندر پرماتما ہے یا
ہر ایک چیز بذات خود پرماتما ہے۔ "ایکو برہم دوتیا ناستی" کا مقولہ غلط ہے۔
گائے اور بکری۔ چھری اور قصائی سب پرماتما نہیں ہو سکتے۔ اگر خوشبو
اور بدبو دونوں کے اندر پرماتما ہے تو ایک سے رغبت اور دوسرے
سے نفرت کیوں ہے۔ ایک بلند مینار پر کھڑا ہوا شخص گردونواح کی بہت
سی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے۔ مگر خود ہر جگہ موجود نہیں ہوتا۔ اِسطرح شردھا
رام جی کی تسلی کی۔ جنڈیالہ میں آپ نے سناتر پوج بنائی۔ چترماس کے
بعد بھی دردِ زانو کی وجہ سے آپ کو کچھ دیر اور ٹھہرنا پڑا۔ شری گل وجے
جی۔ شری کانتی وجے جی وغیرہ مختلف مقاموں سے چترماس کے بعد روانہ
ہوکر آپ سے جنڈیالہ میں ملگئے۔ اِس جگہ آپ نے نئے سادھوؤں
کو جوگ بٹھلایا۔ اور ضروری کریا ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ
ہوکر پٹی تشریف لائے اور نئے چیلوں کو بڑی دکھشا دی۔ "تتو نرنے
پرساد" گرنتھ کی تصنیف کا کام آپ نے پٹی میں ہی شروع کردیا۔ پٹی
سے روانہ ہوکر زیرہ تشریف لائے اور شری سنگھ کی درخواست
پر بکرم سمت ۱۹۵۱ کا چوماسہ زیرہ میں ہی کرنا منظور کرلیا۔ اِس
چترماس میں آپ کے ہمراہ آٹھ سادھو مہاراج اور تھے۔ آپ کی

اور استقلال کی تعریف کی اور نصیحت کے طور پر ہدایت کی کہ ہرگز ہرگز دو باتوں کو نظر انداز نہ کرنا۔ اوّل بدیش میں جاکر دیسی لباس کو نہ چھوڑنا لباس بھی ایک ایسی چیز ہے جو دُور سے ہزاروں میں انسان کی تمیز کرا دیتا ہے۔ جس لباس کو آبا و اجداد نے زیب تن کیا وہ ہندوستانیوں کے لئے باعث فخر ہے۔ دوم۔ روزانہ نت نیم میں درِ رِصہ رہنا ہمندری سفر میں اور غیر ممالک میں خواہ کتنی ہی مشکلات کیوں نہ پیش آئیں۔ روزانہ نت نیم دھرم سادھن کے لئے لازم ہے۔ مسٹر ویرچند جی نے ہر دو کو بسر و چشم منظور کیا اور امریکہ جانے کے لئے بمبئی کو روانہ ہو گئے۔ آپ امرت سر سے روانہ ہو کر جنڈیالہ تشریف فرما ہوئے اور بکرم سمت ۱۹۵ کا چترماس وہیں کیا۔

جنڈیالہ میں زیادہ تر دستی لکھے ہوئے پرانے شاستروں کا جن کے حروف مٹ گئے تھے یا خراب ہو گئے تھے آپ سنشودھن کیا کرتے تھے۔ اِس جگہ آپ نے ویدوں کا پھر غور سے مطالعہ کیا اور اُس کے متعلق اپنی سابقہ رائے کو بالکل پختہ کر لیا۔ بہت سے ہندو مسلمان اور سکھ اصحاب آپ سے بات چیت کرنے آیا کرتے تھے اُن میں سے سردار خیدا سنگھ ذیلدار اور لالہ شردھا رام قابلِ ذکر ہیں۔ وہ نہ صرف اکثر اوقات آتے ہی تھے بلکہ آپ سے تبادلۂ خیالات کر کے لابھ بھی اُٹھاتے تھے۔ اِس جگہ آپ سے اکثر تکرار یہ ہوتی تھی کہ ایشور جگت کرتا ہے یا نہیں۔ جین دھرم کے عقیدے کے مطابق آپ اِس بات کو صاف ثابت کرتے تھے کہ ایشور جگت کرتا نہیں ہے ایسا تسلیم کرنے سے کئی نقائص پیدا ہوتے ہیں۔ اُن ثبوتوں کو اِس جگہ

پرانڈ یہاں میں پایا تا ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ مرد مرکر مرد ہی بنے اور عورت کا جیو ہمیشہ عورت ہی پیدا ہو۔ یا انسان حیوان نہیں بن سکتا اور حیوان انسان نہیں بن سکتا۔ جسم دھارن کرنا کرموں کے اختیار ہے اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ غصہ کے وقت یا ڈر کی حالت میں چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے جب ایک لمحہ کے اثر سے تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ تب ایک زندگی کا دوسری زندگی میں تبدیل ہوتے وقت گذشتہ افعال کے مجموعی اثرات سے ایک نئی شکل کا پیدا ہو جانا کونسی ناممکن بات ہے۔ مٹی اور پانی وغیرہ میں مختلف جیووں کی خود بخود پیدائش ہو جاتی ہے۔ میل سے جوں بنجاتی ہے۔ گوبر سے بچھو بنجاتا ہے۔ نباتات اور جمادات میں مختلف چیزوں کے میلان سے شکل اور خاصیت میں مختلف چیزیں بن جاتی ہیں۔ پادری صاحب کا مذہبی مطالعہ وسیع تھا۔ انہوں نے اپنے ایسے بہت سے شکوک رفع کرائے

آپ ویرووال سے امرتسر تشریف لائے۔ اسجگہ بمبئی سے مسٹر ویرچند راگھوجی گاندھی تشریف لائے۔ اور آپ کے پوتر قدموں میں کچھ دیر ٹھہر کر چند فلاسفی اور مختلف مضامین پر آپ سے تبادلۂ خیالات کیا اور اپنے شکوک رفع کرکے واقفیت کو بڑھایا۔ ایسے ہونہار نوجوان پر اپنا قیمتی وقت صرف کرکے آپ کو آنند محسوس ہوتا تھا۔ نہایت قلیل عرصہ میں چکاگو پرشن اُتر نام کی کتاب تیار کرکے مسٹر ویرچندجی کے سپرد کی۔ وہاں سے روانگی کے وقت گاندھی جی نے نہایت ادب اور خلوص دلی سے آپ کو بندنا نمسکار کیا اور اشیرباد چاہی۔ آپ نے دھرم لابھ کا اشیرباد دیکر دھرم پریمی نوجوان کی ہمت

نمائندگی کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ منتظمان کانفرنس کی خواہش کے بموجب آپ کی مختصر سوانحعمری اور دو عدد فوٹو چکاگو بھیج دیئے گئے۔

اِن دِنوں ویرووال میں ایک پادری صاحب عیسائیت کے پرچار کے لئے سکونت پذیر تھے۔ وہ جنم سے ہندو تھے۔ مگر انگریزی تعلیم حاصل کر کے یسوع مسیح کے شیدائی بن گئے تھے۔ آپ کی تعریف سنکر آپ کے درشن کو آئے آپ کی واقفیت۔ طرز آئیدش اور طریقہ رہائش سے متاثر ہوکر وہ گرویدہ ہو گئے۔ آپ سے تبادلۂ خیالات کر کے انہیں اپنے عیسائی بنجانے پر پشیمانی ہوئی۔ ایک دن آپ سے کہنے لگے کہ مجھے جین دھرم پر پختہ اعتقاد ہے۔ مگر مسئلۂ تناسخ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان مرکر حیوان کیسے بن سکتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ گناہ تو انسان کرے مگر اُس کی سزا حیوان کو ملے۔ آپ نے پادری صاحب کو کرم فلاسفی کے جوہر سمجھلائے اور بتایا کہ جیو کو نیک و بد افعال کا نتیجہ لازمی طور سے بھگتنا ہی پڑتا ہے بجز اس کے چھٹکارا نہیں ہے۔ چور چوری کرتا ہے کسیکو فوراً سزا ملجاتی ہے کسیکو دیر کے بعد اور کسیکو اس جنم میں ملتی ہی نہیں ہے۔ کئے ہوئے کرموں کا بدلہ اُسے آئندہ کسی نہ کسی جنم میں بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ کرموں میں جکڑی ہوئی آتما اپنی رہائی کیلئے کوشش کرتی ہے۔ جملہ افعال کی سزا جزا پاکر انکا خاتمہ ہوجاتا ہے تو تناسخ کا دور منقطع کر کے آتما پرماتم کو پالیتی ہے۔ اور نجاتِ ابدی کا سرور حاصل کرتی ہے۔ انسان حیوان وغیرہ مختلف قالب آتما کے رہنے کے گھر ہیں۔ جیو جیسا کرم کرتا ہے ویسا قالب پاتا ہے جو انسانی حالت میں ایک کرم کرتی ہے حیوان کا جسم اختیار کر کے اُسے بھگتنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ایک ملزم جرم ہندوستان میں کرتا ہے۔ مگر اُس کی سزا ہزاروں میل کے فاصلہ

میں امن اور فارغ البالی کر دی۔ دھرم کو فروغ دینے کے لئے مندر تعمیر کرائے تعلیم عام کر دی۔ لوگوں کے فائدے کے لئے پُستک بھنڈار قائم کرائے۔ ہسپتال۔ بھوجن شالہ۔ پشوشالہ وغیرہ بہت سے رفاہِ عام کے کام جاری کر دئے۔ وہ خود پوجا سندھیا کرتا تھا۔ برت رکھتا تھا۔ اور ہر طرح لوگوں کی سیوا کرتا تھا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہنسا دھرم کے پیرو راجہ راج کا اچھی طرح پالن نہیں کر سکتے سخت غلطی کرتے ہیں۔ اِتہاس کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ بہت سے کامیاب جینی راجاؤں نے ہندستان کو بہت اونچا کیا ہے۔ اور اہنسا دھرم کے پیرو راجاؤں نے نہ صرف ہندوستان میں ہی امن کا دریا موجزن کیا۔ بلکہ دھرم اور سچائی کی شان کو ہندوستان سے باہر جا کر بلند کیا اور دھرم کی اشاعت سے ہندوستان کے نام کو امر بنا دیا۔

آپ کے زوردار اُپدیشوں سے ہوشیارپور کے لوگوں کی جین دھرم کے متعلق جو غلط فہمیاں مدتوں سے پھیلی ہوئی تھیں۔ دُور ہوئیں۔ اور وہ جین مت کو بہت اچھا سمجھنے لگے۔ لوگوں کو دھرم کرم سے واقفیت ہو گئی۔ چترماس کے بعد آپ نے اِس جگہ لابھ دیجے اور گیور وجی کو دکشا دی۔ دکشا کے بعد آپ ہوشیارپور سے روانہ ہو کر جالندھر کپور تھلہ ہوتے ہوئے ویرووال تشریف لائے۔ اِس جگہ آپ کی خدمتِ اقدس میں دی جین ایسوسی ایشن آف انڈیا بمبئی کی معرفت دنیا کے مذاہب کی کانفرنس جو شکاگو میں منعقد ہونے والی تھی اُس کے کارکن سکرٹری مسٹر ولیم ہائیب کا خط موصول ہوا جس میں آپ کو بطور جین آچاریہ کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا گیا آپ سے کانفرنس میں جین دھرم کی

ہے مگر جو کام خواہشات بد سے بالاتر ہو کر ادائگی فرض کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا نتیجہ ایسا نہیں ہے۔ چور۔ بدمعاش۔ خونی وغیرہ مجرموں کو راجہ ذاتی فائدہ کے لئے تکلیف نہیں پہنچاتا۔ بلکہ اپنی رعیت کی بہتری اور بہبودی کے لئے ایسا کرتا ہے۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ سپاہ اور آلاتِ جنگ کا رکھنا اور دشمن سے لڑائی کرنا بھی راجہ کا فرض ہے۔ اِس لئے وہ اہنسا برت کے خلاف عمل نہیں کرتا۔ بلکہ اہنسا برت کے مثبت پہلو کا پالن جس خوبی سے راجہ مہاراجہ کر سکتے ہیں دوسرا نہیں کر سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جین دھرم کے اُصولوں کی پیروی کرنے والا بادشاہ جیسا ملک کا انتظام کر سکتا ہے اور رعیت کو آرام پہنچا سکتا ہے وہ دوسرے کے لئے مشکل ہے۔ جو راجہ راج نیتی کے اُصولوں سے واقف۔ ادائگی فرائض کے لئے کمربستہ۔ دیالو۔ بداعمال سے ڈرنے والا اور انصاف پسند ہو گا وہ ضرور کامیاب حکمراں ثابت ہو گا۔ مہاراج اشوک بدھ دھرمی بننے سے پیشتر جینی تھا۔ جیودیا کے متعلق اُس کے بے شمار کتبے اب تک موجود ہیں۔ چندرگپت موریا نے اخیر عمر میں شری بھدربا ہو سوامی مشہور جین آچاریہ کے پاس دکھشا دھارن کر لی۔ اور جین سادھو بن گیا۔ مہاراجہ کمارپال چالوکیہ پہلے شومت کا پیرو تھا۔ بعد میں جین آچاریہ شری ہیم چندر سوری جی کے زیرِ اثر جین دھرم کا بارہ برت دھاری شراوک بن گیا۔ تخت نشینی کے وقت اِس کی عمر پچاس سال کی تھی اور وہ پکا جین دھرمی ہوتے ہوئے بہادری اور فتح مندی کی مجسم تصویر تھا۔ اپنی لیاقت اور شجاعت سے اُس نے دشمنوں کو زک دیکر اپنی سلطنت

اِسجگہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ جینی راجہ اپنی سلطنت کا انتظام اہنسا دھرم کا پالن کرتے ہوئے کیسے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ راجہ کے لئے لڑائی کرنا اور گنہگاروں کو سزا دینا اور سلطنت کے انتظام کے لئے فوجیں۔ ہاتھی۔ گھوڑے وغیرہ رکھنا ضروری ہے۔ آپ نے اِس سوال کا بڑی فصاحت سے مدلل جواب دیا۔ جین دھرم میں بڑے بڑے چکرورتی اور نامی راجے ہوگذرے ہیں۔ جنھوں نے جاہ وجلال کے ساتھ حکمرانی کی ہے۔ خاص بھگوان مہاویر سوامی کے وقت اور اُن کے بعد میں بہت سے طاقتور راجاؤں نے جین دھرم کا پالن کرتے ہوئے شراوک کے بارہ برتوں کو اختیار کیا ہے۔ شرنیک۔ اجیت شترو۔ چندرگپت۔ سمپرتی۔ کماریال راجاؤں نے نہایت کامیابی سے انتظامِ سلطنت کیا اور اپنی طاقت کو بڑھایا۔ لوگ اہنسا دھرم کے مطلب کو بالکل غلط سمجھتے ہیں۔ جین دھرم کی ہرگز یہ تعلیم نہیں کہ کسی بھی حالت میں جیو کو ایذا نہ دو۔ اِس پوتر دھرم کی بڑی خوبی اُسکا سیادواد مت ہے۔ ہر ایک چیز کو مختلف پہلوؤں سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ سادھو کا دھرم گرہستھ دھرم سے مختلف ہے۔ جس کام کی سادھو کے لئے ممانعت ہے اُسے گرہستھ آزادی سے کرسکتا ہے۔ کئی حالتو میں نہ صرف اُس کام کو کرسکتا ہے بلکہ کرنا ضروری فرض ہے۔ راج نیتی کے اُصول بالکل مختلف ہیں۔ راجہ کے لئے کسی بے قصور آدمی کو سزا دینا پاپ ہے اور قصوروار کو اُس کے جرم کی سزا نہ دینا گناہ ہے جو کام ذاتی خواہشات کے بس ہو کر کیا جاتا ہے اُسکا نتیجہ پاپ

کو کون ناستک کہہ سکتا ہے عقل اور دلیل ایک بات ہے اور ہٹھ دھرمی دوسری بات ہے۔ جین مت کو ناستک کہنا سراسر بھول ہے۔ جین مت میں ایشور کی ہستی سے ہرگز انکار نہیں ہے۔ البتہ ایشور کو جگت کرتا تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور نہ ہی کوئی سمجھ دار ایشور کو جگت کرتا کہہ سکتا ہے کیونکہ ایسا تسلیم کرنے سے ایشور کی صفات میں خامی آجاتی ہے۔

ناستک مت وہ ہے جو نرک۔ سُرگ۔ پاپ۔ پُن آتما۔ پرماتما وغیرہ کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور جس کے شاستروں میں جیوہنسا۔ گوشت خوری۔ شراب نوشی و زناکاری کی تعلیم ہے۔ اور ایسے گناہ کرنے والوں کو پُن۔ دھرم اور سُرگ کا دستیاب ہونا لکھا ہے۔ ایسے شاستروں کے بنانے اور ماننے والے ناستک ہیں۔ جین مت میں مندرجہ بالا باتوں میں سے ایک بھی نہیں ہے اسلئے جین مت کو ناستک کہنا غلطی ہے اگر ویدوں کو الہامی کتابیں نہ ماننا ناستک ہونے کی نشانی ہے۔ تو ایسا ہر ایک مذہب والا کہہ سکتا ہے کہ جو ہماری دھرم پستک کو نہیں مانتا وہ ناستک ہے۔ اگر کوئی بے سمجھ سونے کو پیتل کہہ دیوے تو وہ پیتل نہیں بن جاتا۔ پس انصاف یہ ہے کہ ناستک اُسے کہا جائے جو گوشت خوری اور شراب نوشی کا عادی ہو اور زناکاری۔ مکر اور فریب کو دھرم سمجھتا ہو۔ جھوٹا اور بدمعاش ہو۔ یہ سنکر پنڈت خاموش ہوگیا اور کچھ دیر باتیں کرکے جین دھرم کی عظمت کا قائل ہوگیا۔

تو ہر ایک کو اُسے سمجھا کر باز رکھنا چاہیئے۔ کسی کو بھی ایسا کام ہرگز نہ کرنا چاہیئے جس سے شاشتر کی نندا ہو۔

ایک اور بات اکثر دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ کہ شراوکان پوجا پاٹھ اور سامائک سندھیا کرتے ہیں۔ مگر انھیں اگیانتا کے سبب مطلب کا پتہ نہیں۔ جب کوئی اُن سے سوال کرتا ہے تو وہ منہ تاکنے لگتے ہیں۔ اور جواب پوچھنے کے لئے سادھوؤں کے پاس دوڑے آتے ہیں اپنی عقل کو تالا لگانا درست نہیں ہے۔ ہر ایک شراوک کو دن بھر میں تھوڑا بہت وقت ضرور پستک پڑھنے کے لئے نکالنا چاہیئے۔ تاکہ دھرم سے واقفیت ہو جائے۔ اور روزانہ نت نیم کا مطلب سمجھ میں آ جائے۔ ہوشیارپور میں پرتشٹھا کے موقعہ پر چند تبدیلیاں رسم و رواج میں ہوئیں۔ مگر اوسوالوں اور کھنڈیل والوں میں رشتہ ناطہ کی گفت و شنید کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

پرتشٹھا کے بعد آپ ٹانڈہ۔ گڑھ دیوالہ۔ جالندھر وغیرہ میں دھرم اُپدیش دیتے ہوئے چترماس کے نزدیک ہوشیارپور آئے۔ اور بکرم سمت ۱۹۴۷ کا چترماس وہیں کیا۔ ویاکھیان میں جینیوں کے علاوہ بہت سے ہندو مسلمان۔ سکھ اصحاب آتے تھے۔ اور کئی ایک سوالات دریافت کر کے اپنے شکوک رفع کراتے تھے۔ آپ سے ملاقات کرنے کے لئے کئی ایک پنڈت آتے تھے اور جین مت اور ویدک مت کے متعلق بات چیت کر کے بہت خوش ہوتے تھے۔ ایک روز ایک پنڈت نے کہا۔ کہ جین ناستک ہے کیونکہ یہ ایشور کی ہستی سے انکاری ہے۔ آپ نے جواب میں کہا کہ جین مت

بھنڈاروں کے محافظوں کو یہ بات سمجھانے میں بہت بڑی دقت پیش آئی۔ کوئی بھی تبدیلی کرنی ہو۔ اُس میں مشکل ضرور پیش آتی ہے۔ مگر سمجھدار آدمیوں کو ہمت اور کوشش سے ضروری اصلاح کیلئے ہر وقت آمادہ رہنا چاہیئے۔

اِس موقعہ پر آپ نے چھوٹی عمر کی شادی کے خلاف بھی اظہار خیالات فرمائے۔ مسلمانوں کے طرزِ عمل سے جو نقصان ہندوستانی تہذیب کو پہنچا۔ وہ ناقابلِ فراموش نہیں۔ اوّل ہی اوّل اِسلام کا حملہ مُورتی پوجا پر ہوا۔ وہ لوگ جو فاتحوں کی تیز تلوار کی تاب نہ لاسکے ہندوستان کے قدیم طریقۂ عبادت کو ترک کر بیٹھے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں شاستر بھنڈار جلا دیئے گئے۔ جو بچے وہ خوف کے باعث چھپا دیئے گئے۔ سنسکرت اور پراکرت بھاشاؤں کی ترقی کو شدید نقصان پہنچا۔ چھوٹی عمر کی شادی اور پردہ کی رسم کا بدرواج بھی اِسی زمانہ میں ہوا۔ اِس سے پیشتر چھوٹی عمر کی شادی اور پردے کو کوئی جانتا نہ تھا۔ اب وہ زمانہ گذر چکا ہے۔ اِس کے ساتھ ہی قبیح رسوم کو بھی خیرباد کہدینا واجب ہے۔ چھوٹی عمر کی شادی باعث بربادی ہے اِس سے دماغ اور جسم کی نشو و نما رک جاتی ہے کئی تکالیف کھڑی ہو جاتی ہیں جینیوں کا فرض ہے کہ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تعلیم دیں اور جب تک ویریہ پختہ نہ ہو جائے۔ اور پڑھائی ختم نہ ہو لیوے۔ تب تک شادی نہ کریں بیاہ شادی کے موقعہ پر رنڈیوں کا ناچ نچانا باعث شرم ہے اِس کی قطعی ممانعت ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر کوئی ضد کرے

گاؤں یا آدمی کے نام پر مشہور ہو گئی ہیں۔ مثال کے طور پر اوسوالوں کی ابتدا اوسیا نگری سے ہوئی۔ کھنڈیر والوں کی ابتداء جے پور کے قریب کھنڈیلا گاؤں سے ہوئی۔ راجہ اگر کے نام پر اگروال ذاتی ظہور ہوئی۔ اِسی طرح مختلف ذاتیوں کا مختلف اوقات میں آغاز ہوا اس سے پیشتر جین دھرم میں چار ورنوں کا ذکر ہے ذاتیوں کا نام ونشان نہیں ہے۔ یہ بھی بات ظاہر ہے کہ شری رتن پربھ سُوری جی نے بے شمار مرد و زن کو جین دھرمی بنا کر اُن کے کئی گوت مقرر کئے یہ سب جین دھرمی ہونے کے سبب باہم رشتہ ناطہ کے تعلقات کرنے لگے۔ اگر یہ بات جین شاستروں کے خلاف ہوتی۔ تو رتن پربھ سُوری جی کبھی اِسے پر علیت نہ کرتے۔ جین اتیہاس میں اِس قسم کی اور بہت سی مثالیں ہیں جو شخص محض اپنی جاتی کے غرور سے دوسروں کو نیچ سمجھتا ہے اُسے نیچا دیکھنا پڑتا ہے۔

زمانہ کی ضروریات کے مطابق مناسب تبدیلیاں کرنا لازم ہے جو لوگ ایسا کرنے سے کتراتے ہیں وہ نقصان اُٹھاتے ہیں کسی وقت ایک بات امرت ہوتی ہے۔ دوسرے وقت میں وہی زہر بن جاتی ہے۔ مسلمانوں کے ظلم کے زمانے میں جب شاستر بھنڈار بے دردی سے جلائے جاتے تھے۔ اُس وقت اُنھیں تاریک بھنڈاروں میں جہاں کسی دشمن کی نظر نہ پہنچ سکے۔ سنبھال دینا عقلمندی تھی۔ مگر اِس وقت امن وامان۔ روشنی اور ترقی کے زمانہ میں بھی ہٹھ سے اُنھیں بند رکھنا بیوقوفی ہے بے سمجھ لوگ زمانہ کی تبدیلی کو محسوس نہیں کرتے۔ گجرات کاٹھیاواڑ میں شاستر

مردوزن شریک ہوئے تھے۔ امرتسر کی طرح اِس جگہ بھی آپ نے اصلاحات کی جانب لوگوں کو توجہ دلائی۔ آپ پنجاب کے قلیل تعداد جینیوں کے پیش آنے والے رشتہ ناطہ کی تنگی کے خطرے کو محسوس کر رہے تھے۔ مُورتی پوجک اور ستھانک واسی جینیوں کے تعلقات قدرے کشیدہ ہو رہے تھے۔ اور باہمی رشتہ ناطہ بند ہو رہا تھا۔ کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ بھائی بھائی سے رنجیدہ خاطر تھا۔ رشتہ ناطہ کے دائرے کو فراخ کرنے کی غرض سے آپ نے کوشش کی۔ کہ اوسوال اور کھنڈیروال کے درمیان رشتہ ناطہ شروع ہو جائے۔ تاکہ ہر دو کی تنگی رفع ہو کر باہمی محبّت اور پیار بڑھ جائے۔ یہ ایک ایسا سوال تھا جس کے متعلق اُس وقت عملی قدم اُٹھانے کے لئے کوئی تیار نظر نہ آتا تھا۔ آپ نے ہر چند کوشش کی مگر تمام فہمائش بہرے کانوں پر پڑی۔ آپ نے اوسوال اور کھنڈیروال بھائیوں کو جو کثیر تعداد میں ہوشیار پور آئے ہوئے تھے دلائل پیش کرتے ہوئے کہا۔ اِس بات میں ذرا شک نہیں کہ اوسوال اور کھنڈیل والوں میں رشتہ ناطہ ہو جانے میں کسی قسم کی دھارمک رُکاوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ شاستروں میں صرف ایسے افعال کی ممانعت ہے جن سے دھرم پر دھبّہ لگتا ہو۔ جین دھرم کے مطابق تو جو شخص بھی جین دھرم پالن کرتا ہو وہ دھرمی بھائی ہے اور اُس کے ساتھ کھانے پینے اور رشتہ ناطہ کرنے میں کچھ بھی ہرج نہیں ہے جین دھرم میں جو الگ الگ جاتیاں دیکھنے میں آتی ہیں وہ سب بھگوان مہاویر سوامی جی کے بعد کی بنی ہوئی ہیں اور وہ اتفاقاً کسی

گھر شُدی ایکادشی بکرم سمّت ۱۹۴۰ کا روز پرتشٹھا کے لیئے مقرر تھا۔ امرتسر کی طرح یہاں بھی بڑودہ سے سیٹھ گوکل بھائی دلبھ داس اور سیٹھ ناہن بھائی ہر جیون داس گاندھی تشریف لائے۔ بھڑوچ نواسی سیٹھ انوپ چند ملوک چند وسپھٹک رتن کی پرتمائیں انجن شلاکا کرانے کے لیئے لائے۔ زیرہ کا بلند اور عالیشان مندر نیا ہی تعمیر ہوا تھا۔ خوبصورتی کے لحاظ سے گرد نواح میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ دیہاتی لوگ جُوق جُوق پرتشٹھا کا جلسہ دیکھنے کے لیئے زیرہ میں جمع ہو رہے تھے۔ شری آچاریہ جی کے دنیاوی رشتہ دار اور اوائل عمری کے دوست علاقہ کے ذیلدار اور نمبردار کثیر تعداد میں شامل اجلاس تھے۔ بیرونجات سے قریب پانچسو کے جینی لوگ تشریف لائے تھے۔ زیرہ کا ٹاؤن ہال خوب ذوق شوق سے سجایا گیا تھا اور بھگوان کی سواری تزک و شان اور کروفر کے ساتھ گاتے بجاتے اور جے کارے بلاتے ہوئے مندر جی سے کمیٹی گھر میں لیجائی گئی۔ اور وہاں سناتر پوجا پڑھا کر ہزاروں کے ہجوم کے ساتھ واپس مندر جی آکر بھگوان پارشناتھ جی کو گدّی پر براجمان کیا گیا

پرتشٹھا کے بعد زیرہ سے روانہ ہو کر آپ نکودر جالندھر وغیرہ ہوتے ہوئے ہوشیار پور تشریف لائے۔ اِسجگہ لالہ گوجرمل جی صاحب رئیس نے زر کثیر خرچ کرکے عالیشان مندر تعمیر کرایا تھا۔ اُس مندر کی پرتشٹھا کے لیئے ماگھ شُدی پنچمی بکرم سمّت ۱۹۴۰ کا روز مقرر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پرتشٹھا کے موقعہ پر پانچ چھ ہزار

تشریف آور ہوئے۔ اُس موقعہ پر آہالیانِ زیرہ کی دلی خوشی کا اندازہ مندرجہ ذیل سطور سے جو اُس موقعہ پر گائی گئیں ظاہر ہوتا ہے۔

بھجن

انچلی۔ چلو جی مہاراج آئے پیارے بات رُوپان دیوی جائے

(۱) بھاگ اُنہاں دے تج بھے۔ جب شوری بیدوی پائے۔
نگری میں کیا چوباسہ۔ لوگ سب ہی تر جائے۔ چلو جی
(۲) سُنی گیاراں سنگ نہاں دے۔ ایک سے ایک ہوائے
مہربان جب ہوئے سبھی جی۔ زیرہ نگر اُٹھ دہاتے۔ چلو جی
(۳) سُنی بات جب سب سیوک نے۔ من میں خوشی منائے
لاگے شہر میں بلجے بجن۔ دھجا نشان سجائے۔ چلو جی
(۴) دھوم دھام سے چلے ین کو۔ جہاں کہی نہ جائے
ایک دوسرا چلے اگاڑی۔ آگے ہی قدم اُٹھائے چلو جی
(۵) تین کوس پر ملے سبھی جن۔ چرنیں سیس نمائے
سیس اُٹھا کے درشن پائے۔ دھن روپ دیوی جائے۔ چلو جی
(۶) سبھی سنگ ہو کر آنندا۔ طرف شہر دی آئے
نگر بیچ پرویش جو کینا۔ آن بھیک اترائے۔ چلو جی
(۷) چوکی آوپر آن کے بیٹھے۔ منگلیک آکھ سنائے
بھری سبھا میں دینا ناتھ۔ اور خوشی رام گن گائے۔ چلو جی

اِس چترماس میں آپ نے نوپدجی کی پوجا کی کتاب تیار کی۔ اور پہلی دفعہ پریوشنوں کے موقعہ پر راگ اور رنگ کے ساتھ اُسے مندرجی میں پڑھوایا۔ چیٹر کھ شنتی نر نے بھی اسی جگہہ تصنیف کی۔ ڈاکٹر ہارنل صاحب جن کی شری آچاریہ جی سے طویل خط وکتابت ہوتی رہی تھی۔ آپ کے درشن کے اشتیاق میں کلکتہ سے امرت سر تشریف لائے۔ وہاں پہنچکر انھیں معلوم ہوا۔ کہ امرت سر سے پٹی تک کوئی پختہ سڑک نہیں ہے اور چھکڑوں میں دو روز کا سفر ہے۔ ڈاکٹر ہارنل نے اپنے محسن کے درشن سے پیاس بجھانے کی خاطر گاڑی کرایہ پر کرلی۔ مگر ہونہار رات کو کلکتہ سے ارجنٹ تار آیا جس میں آپ کو واپس پہنچنے کی تاکید لکھی تھی۔ ہارنل صاحب کو درشن سے محروم رہنے کا بہت رنج ہوا۔ مگر امر مجبوری۔ ایک طویل خط میں انھوں نے گوروویو کو اپنے دل کی پریشانی کا حال تحریر کیا۔ چترماس ختم ہونے کے بعد مگھر شدی پنچمی کے روز احمد آباد کے قریب بلاد گام کے رہنے والے ایک نوجوان کو جس کا نام ڈاہیا بھائی تھا دکھشا دیکر اس کا نام وِویک وجے رکھا۔ اِسی موقعہ پر شری سنگ نے زیرہ کی طرف سے لالہ راد ھامل و لالہ کلّامل و لالہ لالومل و مسماۃ رادھا بائی شری آچاریہ جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زیرہ کے مندر کی جو رادہا بائی نے بنوایا تھا پرتشٹھا کرانے کے لئے عرض کی۔ جو منظور ہوئی۔

پٹی سے روانہ ہوکر آپ گیارہ سادھوؤں کے ہمراہ زیرہ

اور مسلمان شریک ہوتے تھے۔ شراب نوشی کے تدارک پر خاص زور تھا۔ آپ اُس کے بدنتائج کو اِس خوبی اور فصاحت سے بیان کرتے تھے کہ سامعین عشعش کرنے لگ جاتے تھے۔ شراب کو شر۔ آب۔ یعنی شرارت کا پانی کہتے ہیں۔ نادان لوگ سمجھتے ہیں کہ ذرا سا پانی کیا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ مگر بڑے سے بڑے آدمی کو ذلیل اور خوار کرنے کے لئے نصف بوتل کافی ہے۔ یہ وہ بلا ہے۔ جس نے زبردست یادوکل کو خاک میں ملا دیا۔ یہ وہ ڈُونڈی ہے جو بڑے بڑے امیر گھرانوں میں گھس کر نوجوانوں کو شہوت پرستی کا غلام بنا دیتا ہے اور ہزاروں گھاؤں کے مالک سرداروں کی زمینیں اور زمینداریاں قُرق کرا کر نیلام پر چڑھوا دیتا ہے۔ غرض شر آب۔ خانہ خراب اِس لوک اور پرلوک میں انسان کی عاقبت کو بگاڑ دیتی ہے۔ آپ جب دوزخ کا نقشہ کھینچتے تو سامعین کے دلوں میں لغزش پیدا کر دیتے تھے۔ جو کوئی شخص اِس دنیا میں پاپ کرتا ہے اُسے نرک کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ آپ جب ساتوں نرکوں کی تکلیف اور وہاں پر پاپی جیووں کی دُردشا اور اُن کی آہ و زاری اور بے بسی کا بیان کرتے۔ تب لوگ پاؤں پر گر کر عرض کرتے۔ مہاراج ہمیں ست دھرم اُپدیش سنا کر نرکوں کی بھیانک پیڑا سے بچاؤ۔ متواتر چار مہینے دیہاتی لوگ آپ کا دھرم اُپدیش سننے کو آتے رہے۔ کئی ایک نے شراب نوشی۔ گوشت خوری۔ رنڈی بازی۔ شکار وغیرہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہدیا۔ اور آئندہ نیک چلنی کا عہد کیا۔

اگر کھانے پینے پر اسی طرح خرچ ہوتا رہا تو جہاں بھی سادھو جائیں گے وہاں لوگوں پر خرچ کا بوجھ بہت پڑے گا۔ اِس لئے پر تکلف کھانے کی بجائے سادہ دال روٹی کا رواج ڈالنا اچھا ہے۔ غرض اِسطرح آپ نے نہایت دور اندیشی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جس کا شری سنگ پنجاب پر گہرا اثر ہوا۔ امرتسر میں ہی مختلف شہروں کے برگزیدہ اصحاب نے اکٹھے ہو کر باہم صلاح اور مشورے سے بیاہ شادی کے اخراجات میں تخفیف کر دی۔ براتیوں کی تعداد مقرر کر دی۔ اور سادھوؤں کے درشن کے لئے آتے ہوئے شراوکان کی خاطر و تواضع پر پابندیاں عاید کر دیں۔ آپ کی ہدایت پر حتی الوسع عمل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

پرتشٹھا کے بعد امرتسر سے روانہ ہو کر آپ جنڈیالہ آئے۔ اِسجگہ جن مت پرکشن جو پہلے سورت شہر میں لکھا گیا تھا اور جس میں چھاپے والوں کی لاپروائی سے بہت سی غلطیاں رہ گئی تھیں۔ انھیں درست کیا۔ پہلے وہ محض ایک بڑے نقشے کی شکل میں تھا۔ پبلک کے مطالبہ کو مدِ نظر رکھ کر اب اُسے کتابی شکل میں کر دیا گیا ہے۔ چترماس نزدیک آگیا۔ پٹی کے شراوکان کی دلی آرزو پوری ہو گئی۔ کیونکہ آپ نے وہاں ضرورت محسوس کر کے وہیں چترماس کا قصد کر لیا۔ بکرم سمت ۱۹۴۰ ہاڑ بدی اشٹمی کے روز اہالیانِ پٹی نے بڑے کرّو فر اور جھنڈوں کے ہمراہ آپکا استقبال کیا۔ اہالیانِ پٹی کو دھرم میں مضبوط کرنے کا یہ بہت اچھا موقعہ تھا۔ دیا کھیان میں جینیوں کے علاوہ بہت سے سناتن دھرمی سکھ

جین ریتی کے مطابق ادا کرو۔ وہی پروہت جنکو جین سماج اگیا نتا کے سبب ہر ایک سنسکار میں اپنا نکھ سمجھ رہی ہے۔ جین دھرم کو ناستک مت کہکر بدنام کر رہے ہیں۔ بیاہ شادی وغیرہ رسومات جین ریتی چھوڑ کر برہمنوں کی ریتی سے کرنا تمہاری بے عزتی ہے جب جین دھرم میں ہر قسم کی سنسکار ودہی موجود ہے پھر نکاسمجھی پروہتوں کو کیوں سر پر چڑھایا جاوے۔ برہمنوں کے غلط اُپدیش سے اور عام عورتوں کی دیکھا دیکھی جین عورتیں بھی غیر دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگی ہیں۔ ہوئی۔ کروا۔ گوگا نومی وغیرہ کی رسوم جین گھرانوں میں ادا کی جاتی ہیں۔ اُنھیں فوراً بند کر دینا چاہیے کیونکہ جین دھرم میں ایسی رسوم کی اجازت نہیں ہے جب تک شراوک لوگ اُنھیں بند نہیں کرتے۔ تب تک اُن پر بڑا بھاری دھبہ ہے۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جینیوں میں فضول خرچی بہت بڑھ گئی ہے۔ ناموری کی خاطر روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے اگر کہیں سادھوؤں کے درشن کو بھی جاتے ہیں دو وقت پوری مٹھائی اُڑتی ہے یہ رواج ایسے ہیں کہ اگر اُنھیں فی الفور بند نہ کیا گیا تو آیندہ دھارمک کاموں میں رُکاوٹ ہوگی اسلئے سب ہی لوگ اکٹھے ہوئے ہو۔ ملکر غور کر لو۔ کہ موجودہ طریقوں میں کیا کیا تبدیلی کی جاوے۔ جہاں تک کوشش ہو سکے۔ بیاہ شادی کے خرچ کو کم کیا جائے۔ تاکہ دھارمک کاموں میں ایسے مبارک موقعوں پر جی کھول کر دان دیا جا سکے۔ جگہ جگہ پر پرتشٹھا اور جلسے ہونگے

مہوتسو سے منائے جاتے ہیں۔ اور جین مندروں میں کس طرح انگ رچنا اور اٹھائی مہوتسو کئے جاتے ہیں۔ پنجاب میں بھی پرب تیوہار اُتساہ سے منانے کا جذبہ لوگوں کے دلوں میں ہونا چاہیئے۔ ہر ایک جگہ بھجن منڈلی قایم کی جاوے۔ تاکہ لوگوں کی توجہ گائن ودیا کی جانب رجوع ہو۔ کسقدر شرم کی بات ہے کہ لوگ بیاہ شادی کے موقعہ پر رنڈیاں نچاتے ہیں اور اُن سے فحش اور بیہودہ گانے سنکر اپنی آتما کو ملین بناتے ہیں۔ گانا بہت ہی اچھی بات ہے۔ بشرطیکہ اخلاق بنانے والے گانے گائے جائیں۔ جینیوں کو بُرے گانے چھوڑ کر بھگوان کی تعریف کے بھجن گانے چاہئیں۔ بھجن منڈلیاں دھارمک اور نصیحت آمیز بھجن گا کر لوگوں کی توجہ سچائی اور اخلاق کی جانب مبذول کرنیکا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ پرب اور مہوتسو پر رونق بڑھانے کے لئے بھی انکا قایم کرنا ضروری ہے۔

کئی ایک باتیں رسم و رواج کے متعلق بھی اِس وقت کہنی ضروری ہیں اُن میں سے چند جین دھرم سے گہرا تعلق رکھتی ہیں اور چند صرف آپ کی آیندہ سہولیت کے لئے ہیں۔ زمانہ کے پربھاؤ سے اور جینیوں کی بے علمی اور لاپروائی کے باعث اُن کے رسم و رواج برہمنوں کے زیر اثر ہیں۔ بیاہ شادی کے رسم و رواج کچھ دیر سے برہمن پنڈتوں اور پروہتوں نے بگاڑ دیئے ہیں۔ اور جین ریتی سے ادا کرنے کی بجائے من مانے طور پر ادا کر دیتے ہیں۔ یہ جینیوں کی سخت غلطی ہے۔ اِس میں مناسب درستی کی ازحد ضرورت ہے۔ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ ہر ایک سنسکار

سے روپئے خرچ کرتے ہیں۔ انھیں دھرم کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ جہاں ہزاروں روپئے خرچ ہوتے ہیں وہاں کچھ نہ کچھ دھرم پر لگانا بھی مناسب ہے۔ جس جگہ روپئے کی زیادہ ضرورت ہو۔ وہیں دان دو۔ شاستر کاروں کا فرمان ہے۔ کہ دان دینے سے کبھی دھن گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا جاتا ہے اِس لئے ہر ایک کو حیثیت کے مطابق دھارمک کاموں میں ضرورت کے مطابق دان دینا چاہئے۔

پنجاب کے ہر ایک شہر میں شراوکان کی آبادی یکساں نہیں ہے کسی جگہ زیادہ گھر آباد ہیں اور کسی جگہ کم۔ کسی جگہ مالدار اور زور آور بھائی ہیں اور کسی جگہ غریب اور کمزور۔ یاد رکھو۔ شاستر کاروں نے شری سنگھ کا درجہ بہت بلند بیان کیا ہے۔ شری سنگھ کے سامنے ہر ایک کو سر خم کر دینا چاہیئے۔ مال دار اور زور آور بھائیوں کا ضروری فرض ہے کہ وہ اپنے کمزور بھائیوں کی جہاں تک ہو سکے۔ مدد کرتے رہیں۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ کے بھائیوں نے پنجاب میں مندر تعمیر کرانے اور پستک بھنڈار قایم کرنے میں مدد دے کر ایک بہت عمدہ مثال پنجابی جینیوں کے سامنے قایم کر دی ہے ہر ایک شہر کے شری سنگھ کا فرض ہے کہ وہ بوقت ضرورت دوسرے نگروں کے شری سنگھوں کو اپنی طاقت کے مطابق مدد کریں۔ پنجاب میں جین تیوہار منانے کا جذبہ معدوم ہو چکا ہے۔ اِسے تازہ کرنے کی از حد ضرورت ہے جو بھائی یاترا کر آئے ہیں۔ اُنھوں نے دیکھا ہے کہ کاٹھیاواڑ گجرات میں پریوشن پرب۔ مہاویر جینتی اور دیگر اُتساہ کے دن کسطرح

ہے کہ شری سنگھ پنجاب کا باقاعدہ سنگٹھن کریں ہر ایک نگر کی برادری کا انتظام پختہ ہو۔ اور ایسا دستور بناؤ کہ کسی ایک جگہ ضرورت کے موقعہ پر سب شہروں سے بھائی کی مدد کے لیئے پہنچ جاؤ۔ میں آپ کو چند ایک ضروری ہدایات کرنا چاہتا ہوں آپ ان پر غور کریں۔

اب تک چند شہروں میں مندر تعمیر ہو چکے ہیں۔ کئی ایک تعمیر ہو رہے ہیں اور کئی ایک شہروں میں ابھی تیاری ہے ہر روز دیو درشن کرنا جینی ماتر کا کرتویہ ہے پنجاب میں مندروں کی کمی تھی۔ وہ شاسن دیو کی کرپا سے جلد پوری ہو جائے گی۔ شاستر اور پستکیں بہت سے شہروں میں گجرات وغیرہ دیشوں سے آئی ہیں۔ اور آ رہی ہیں۔ مندر کے ساتھ ساتھ پستک بھنڈار کا ہونا بھی لازمی ہے۔ کیونکہ شاستروں سے دھرم کا گیان ہو سکتا ہے۔ اس سے سادھوؤں کو بھی سہولیت ہوگی۔ کیونکہ وہ جہاں جائیں گے۔ انھیں ضروری پستکیں دستیاب ہو سکیں گی۔ شراوکان کو بھی دھرم پستکوں کا گیان حاصل کرنا چاہیئے۔ محض سادھوؤں کے سہارے بیٹھے رہنا اچھا نہیں ہے۔ اگر شراوکان وِدوان ہونگے تو سادھوؤں کو بھی غلطی کرنے کی ہمّت نہ ہوگی۔ اور ہوشیار رہیں گے ورنہ وہ بھی ڈھیلے ہو جائیں گے۔ اس لیئے لازمی ہے کہ چھوٹے بڑے سب ہی شہروں والے ایک ایک پاٹھ شالہ جاری کریں۔ جن میں کم از کم بچوں کو ہندی بھاشا کی تعلیم مل سکے۔ گرہستھ لوگ بیاہ شادی اور خوشی کے موقعوں پر بہت

پشتک بھنڈار ہو نگے۔ کہ سارا پنجاب اکیلے احمد آباد کا مقابلہ نہیں
کرسکتا۔ شری سنگ پنجاب کو مستحکم کرنے کے لیئے اور ترقی
کے راستہ پر گامزن کرنے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے میری
دلی خواہش یہ ہے کہ وہ دن جلد آئے جب کہ دنیا بھر میں جین دھرم
کا ڈنکا بج رہا ہو۔

آپ کے بھراتری بھاؤ کو دیکھ کر مجھے آنند حاصل ہو رہا ہے
سودھرمی بھائی کا رشتہ حقیقی بھائی سے بھی بڑھ کر ہے۔ آپ کو
سودھرمی بھائی کی مدد تن من اور دھن سے کرنے کا عہد کرنا چاہیئے
دسے اور بیسے اوسوال اور کھنڈیروال سب بھائی ہیں۔ مختلف
جاتیاں اور فرقے سب ایک ہی باغیچہ کے پھول ہیں۔ کوئی وجہ
ایسی نہیں۔ کہ اُن کے تعلقات ایک سرے سے منقطع رہیں۔
یاد رکھو۔ شری سنگ پنجاب تب ہی مضبوط اور طاقتور ہو گا۔ جبکہ
فضول اختلاف دور ہو کر باہمی اتفاق اور اتحاد قایم ہو جائے گا۔
دسے کے گھر کھانے کا جو واقعہ گذشتہ دنوں میں گوجرانوالہ میں ہوا تھا
اُس کے متعلق چہ میگوئیاں میرے سننے میں آئی ہیں۔ یہ سب لاعلمی
کا نتیجہ ہے۔ جین شاستروں میں کوئی ایسی تمیز نہیں۔ بلکہ سودھرمی
وتسل میں بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے جینی کو شریک
ہو کر کھانا لکھا ہے۔ باہمی اتفاق میں فائدہ ہے۔ اور اسی میں کامیابی
کا راز ہے۔ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ امرت سر کی پرتشٹھا کسقدر
کامیاب ہوئی۔ ابھی پنجاب میں اور مندروں کی پرتشٹھا ابھی ہوگی
دھرم کے طفیل سے آنے دن جلسے اور ہوتسو ہونگے۔ آپ کو لازم

جینی لوگ آپ کے خیالات سننے کے از حد خواہشمند تھے۔ پرتشٹھا کی کارروائی خوش اسلوبی سے ختم ہونے کے بعد آپ نے شری سنگ پنجاب کے روبرو معرکتہ الآرا تقریر کی اور آئندہ پروگرام کا نقشہ کھینچ دیا۔ آپ کے اپدیش کا حاصل مطلب یہ تھا۔

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ شری سنگ پنجاب پرتشٹھا کے مبارک موقعہ پر امرتسر میں بڑے اتساہ کے ساتھ اکٹھا ہوا ہے یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ مجھے پنجاب دیش سے خاص محبت ہے۔ میں دن رات اسی فکر میں ہوں۔ کہ کسی طرح شری سنگ پنجاب مضبوط اور طاقتور بن جاوے انسانی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ جتنا بھی دھرم کرم کر لیا جائے تھوڑا ہے۔ ہر ایک انسان کا اوّلین فرض سچائی کی اشاعت کرنا ہے۔ خوش قسمتی سے مجھے جین دھرم حاصل ہوا ہے اور جس طرح میں نے اسے سمجھا ہے آپ لوگوں کو برابر بتانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

بہت سے مقاموں پر جہاں پہلے جین دھرم کی نندا ہوتی تھی۔ وہاں اب اس کا فروغ ہے جگہ جگہ مندر بن رہے ہیں۔ اور جینی لوگوں کے دل بھگتی بھاؤ سے پھولے نہیں سماتے۔ مجھے اس بات کا یقین ہے۔ کہ اب کوئی طاقت آپ کے اعتقاد کو متزلزل نہیں کر سکتی کاٹھیاواڑ۔ گجرات میں جینی لوگوں کی آبادی اب بھی کافی ہے۔ پنجاب میں جینیوں کی تعداد آٹے میں نمک جیسی بھی نہیں ہے۔ صرف احمد آباد میں جینیوں کی اس قدر بستی۔ مندروں کی اتنی تعداد اور اتنے

یہ ہر ایک شخص کا دھرم ہے کہ اندھے۔ لنگڑے۔ اپاہج وغیرہ کی اُنکی ضرورت کے موافق مدد کرے۔ بھوکے کو کھانا کھلائے۔ پیاسے کو پانی پلائے۔ بیمار کی تیمار داری کرے۔ اور ضرورت کے مطابق دیگر اشیاء سے مدد کرے۔ ہمدردی ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ اور پرم دھرم ہے۔

پرتشٹھا سے چند روز پیشتر امرتسر واپس آگئے۔ اور تیاری شروع کی۔ پنجابی جینیوں کو پرتشٹھا کی ضروری کارروائی سے واقفیت کرانے کے لئے آپ نے خط لکھ کر بڑودہ نواسی سیٹھ گوکل بھائی دُلبھ داس اور سیٹھ ناہن بھائی ہرجیون داس گاندھی کو امرتسر بلایا۔ اِس موقعہ پر بہت سے شہروں کے لوگ جن کی تعداد تین ہزار سے زائد تھی امرتسر تشریف لائے بکرم سمت ۱۹۴۸ بیساکھ شدی چھٹھ بروز ویروار دھوم دھام اور بڑے اُتسو سے پرتشٹھا ہوئی۔ اَرے ناتھ بھگوان کو تخت پر براجمان کیا اِس موقعہ پر لوگوں کے دلوں میں خاص خوشی تھی۔ گورومہاراج کی کرپا سے پنجاب میں مندر بننے لگے تھے۔ اور لوگ نئے جیون کی خوشیاں منا رہے تھے امرتسر میں پہلی بار ورگھوڑا نہایت شان و شوکت سے نکالا گیا۔ امرتسر کے لوگ بار بار دریافت کرتے تھے۔ کہ یہ کن کا جلسہ ہے اور کس کی سواری نکل رہی ہے اُنھوں نے پہلی بار جین دھرم کے جاہ و جلال کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ رنگ منڈپ وسیع پیمانے پر تیار ہوا تھا۔ شری آچاریہ جی مہاراج ہزار ہا لوگوں کو دھرم اُپدیش سناتے تھے

امرتسر سے جنڈیالہ گورو تشریف لے گئے اور وہاں پر اپدیش کی امرت برکھا ہوتی رہی۔ ایک روز آپ سے سوال کیا گیا کہ گلی بازاروں میں جو فقیر لوگ بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اُنھیں پیسہ دینا دھرم ہے۔ یا ادھرم۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اِس کے متعلق میرے خیالات ظاہر ہیں۔ کسی بیکس غریب پر رحم کر کے اُسے کھانے کو بھوجن یا پہننے کو کپڑا دینا انوکمپا دان کہلاتا ہے۔ ایسے دان کا ثمر ہمیشہ نیک ہے مگر آجکل ہندوستان کے گلی بازاروں میں جو سادھو اور فقیر بھیک مانگتے پھرتے ہیں اُن میں سے کثیر تعداد انوکمپا دان کے مستحق نہیں ہیں۔ اکثر درویشوں کی شکل وصورت ظاہر کچھ اور اندر کچھ اور ہے۔ وہ سادھو کے بھیس میں مکر اور فریب سے کام لیتے ہیں۔ اپنے پاس عورتیں رکھتے ہیں اور زنا کاری کرتے ہیں۔ مانس اور شراب سے پرہیز نہیں کرتے۔ چرس۔ گانجہ بھنگ۔ افیون۔ دھتورہ وغیرہ اُڑاتے ہیں۔ طرح طرح کے سوانگ بنا کر لوگوں کو لوٹتے ہیں ایسے چلن سے گرے ہوئے آدمیوں کو بھیک دینا کو پاتر دان ہے۔ بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے۔ پس واجب ہے۔ کہ گلی بازاروں میں آوارہ بھیک مانگنے والے کو انکار کر دیا جائے۔ اگر کچھ دینا بھی ہو تو اطمینان کے بعد اپنے سامنے کھانا کھلا دوے۔ بہت دفعہ ایسا دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بھکاری پیسے اکھٹے کر کے شراب۔ مانس۔ افیون وغیرہ اشیاء خرید لیتے ہیں یا دن میں مانگنے کے بہانے سے تاک لگا کر رات کو نقب لگا لیتے ہیں ایسے بد آدمیوں کو دان دیکر مدد کرنا پاپ ہے۔

بھگت ہونے سے وسے ہمارے سودھرمی بھائی ہیں۔ کہا جاتا ہے سینکڑوں سالوں کے بعد پنجاب میں یہ پہلا موقعہ تھا جب کہ جیسے جینیوں نے وسے بھائی کے گھر کھانا کھایا اور آیندہ کیلئے بھراتری ایکتا کی عمدہ نظیر پیدا کردی۔

اگلے روز سورج نکلتے ہی معہ ہجوم کے آپ امرتسر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ آپ نئے مندر کے درشن کرکے بہت خوش ہوتے۔ شراوکان نے مندر کی پرتشٹا کرانے کے لئے عرض کی۔ جو آپ نے منظور کرلی۔ اس وقت تک پنجاب کے کئی ایک شہروں میں گھوم کر آپ حالات حاضرہ کا اچھی طرح مطالعہ کرچکے تھے۔ آپ ایسے موقعہ کی تلاش میں تھے جب کہ اپنے خیالات شری سنگ پنجاب کو اچھی طرح پیش کرسکیں آپ جین سماج میں پرچلت بدرسوم کے زہریلے اثرات کو محسوس کررہے تھے اور ان کی مناسب اصلاح کے لئے فکرمند تھے امرتسر جیسے مرکزی مقام کو اور پرتشٹا کے موقعہ کو غنیمت خیال کیا۔ امرتسر کی برادری نے جگہ جگہ اطلاع کردی کہ بیساکھ شدی چھٹھ بروز ویروار مندرجی کی پرتشٹا آچاریہ مہاراج کے دست مبارک سے ہوگی۔ اور اس موقعہ پر آپ شری سنگ پنجاب پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنا ضروری فرض سمجھ کر شری سنگ امرت سر کا اتساہ بڑھاویں۔

چونکہ پرتشٹا میں ابھی بہت سے دن باقی تھے اسلئے آپ

جنڈیالہ - پٹی - ہوشیارپور - جالندھر - لدھیانہ وغیرہ سے جینیوں کو مدعو کیا تھا - گورو مہاراج کی گلواڑی میں فروکش ہونیکی اطلاع پاکر قریباً تین سو کے قریب لوگ امرتسر سے گلواڑی میں آئے - لالہ ہوسناک رائے جو آپ کی بھگتی میں رنگ رہا تھا اُس نے سودھرمی بھائیوں کا آنا اپنی خوش قسمتی تصور کیا - اور اپنے ہاں کھانے کے لئے دعوت دی - پنجابی جینیوں میں کچھ ایسا خراب رواج پڑا ہوا تھا کہ وہ دسے جینی کے ہاتھ سے کھانے میں عار سمجھتے تھے - یہاں بھی جینیوں نے صاف انکار کر دیا - آپ کو جب اِس بات کی اطلاع پہنچی - فوراً لوگوں کو اپنے پاس بلا لیا - اور انھیں اپدیش دیا - کہ سودھرمی بھائی کے ہاتھ سے کھانے میں کبھی عار نہیں کرنی چاہیئے - افسوس کی بات ہے کہ بھائی بھائی سے نفرت کرے - میری نظر میں دسے بیسے سب برابر کے بھائی ہیں - اِن میں تمیز کرنا حماقت ہے - میں ہر دو کو بھگوان کے شاسن میں یکساں سمجھتا ہوں - آپ کو بھائی کے گھر کھانا کھانے سے انکار کرتے ہوئے شرم نہیں آتی - جین سماج کا دُربھاگ ہے کہ جینی لوگ غرور اور تکبر کے غلام بنکر بھائی بھائی سے نفرت کر رہے ہیں - وقت آگیا ہے کہ اِس جاہلانہ تمیز کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے - اِس طرح کی جھاڑ سنکر لوگ خاموش ہو گئے - لالہ گوجر مل ہوشیارپور نواسی نے فوراً کھڑے ہو کر آواز دی کہ گورو مہاراج کا فرمان ہمارے سر آنکھوں پر ہے - ہمیں اپنے بھائی کی دل شکنی سے رنج ہوا ہے جس کے لئے میں اظہار افسوس کرتا ہوں - ایک ہی دیو گورو کے

خوب رونق ہوگئی۔ مہیندر دھجا شہر کے بازاروں میں سے سج دھج سے نکالی گئی۔ مندر جی میں اٹھائی ہوتسو منائے گئے۔

چترماس ختم ہونے کے بعد مالیرکوٹلہ سے چلکر کئی شہروں اور گاؤں میں ہوتے ہوئے ماتری بھومی زیرہ میں تشریف لائے لوگوں کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ آچاریہ جی کے درشنوں کو لوگ اِس کثرت سے آتے تھے کہ ہر وقت تانتا بندھا رہتا تھا۔ متواتر ایک ماہ لوگوں کو دھرم اُپدیش سُنا کر پٹی تشریف لے گئے۔ اِس جگہ رنگ بدلا ہوا نظر آیا۔ گوششں سے لگائے ہوئے گلشن پر خزاں کے دن دکھائی دے رہے تھے۔ ایک ماہ کے مسلسل دھرم اُپدیشوں سے پھلواڑی کو سرسبز کیا۔ جو لوگ آپ کی پنجاب سے عدم موجودگی کے ایام میں بہکائے گئے تھے۔ وہ پھر دھرم کرم میں حصّہ لینے لگے پٹی سے چلکر قصور آئے چند روز وہاں امرت برکھا کرنیکے بعد امرتسر کی طرف روانہ ہوئے رفتہ رفتہ امرتسر کے قریب گاؤں گلواڑی میں آئے لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک جینی بھی سکونت پذیر ہے۔ مگر وہ ستھانک واسی ُوسا تھا۔ آپ کی گاؤں میں تشریف آوری کی خبر سُن کر دوڑا آیا اور نہایت ادب ستکار سے اپنی شردھا بھگتی کا اظہار کیا۔ آچاریہ جی مہاراج معہ سادھوؤں کے ایک یوم کے لئے اِس کے فراخ اور کشادہ مکان میں ٹھہر گئے اور دیہاتی لوگوں کو دھرم اُپدیش سے کرتارتھ کیا۔ امرتسر کے شراوک آپ کے استقبال کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اِس موقعہ پر چٹھیاں لکھ کر اُنھوں نے

ٹھہرے اور اس جگہ مُنی شری ہرکھ وجے جی کی یاد میں ہرکھ وجے گیان بھنڈار قایم کر دیا۔ چترماس کے نزدیک یہاں سے مالیرکوٹلہ تشریف لے گئے۔ ریاست کے امرا، وزرا، اور رؤسا، غرضیکہ خود نواب صاحب استقبال میں شریک تھے۔ بکرم سمّت ۱۹۴۷ کا چترماس اسی جگہ کیا۔ ریاست کے معززین ہر روز شری آچاریہ جی کا اپدیش سننے آیا کرتے تھے۔ اور وقت فرصت نواب صاحب بھی فیض حاصل کرتے تھے۔ متواتر دھرم اپدیشوں سے اہنسا دھرم کی عظمت اور جین دھرم کی سچائی اور بے بہا خوبیاں سامعین کے دل و دماغ پر نقش ہو گئیں۔ کئی ایک ہندو مسلمان اصحاب نے جن میں مرزا جمیل بیگ افسر توپخانہ جیسے بلند مراتب رکن شامل تھے۔ ماس اور شراب کے استعمال کو قطعی بند کر دیا۔ کئی ایک نے شکار کھیلنے کا نیم کر دیا۔ لالہ گوندا مل جی کھتری نے اپدیش سنکر جین دھرم اختیار کر لیا۔ اور سودھرمی ونسل کر گے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ایک شخص بنام جیوا لوہار جو گناہ کبیرہ میں سرتاپا مستغرق تھا۔ آپ کے منوہر دھرم اپدیش سے متاثر ہو کر سیدھے راستہ پر آگیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی زندگی میں حیرت انگیز روحانی تبدیلی پیدا کر لی۔ شری مدوجے آنند سوری جی کے لئے جتنی شردھا اور بھگتی جیوا لوہار کے دل میں تھی۔ وہ شاید ہی کسی اور کے دل میں ہوگی تھوڑے ہی عرصہ میں جیوا لوہار کا جیون پوتر بنگیا۔ اس چترماس میں نواب حسن علی خاں صاحب اور خان فتح جنگ و دیگر اراکین آپ کے درشن کرنے کے لئے اکثر آیا کرتے تھے پرب پریشنوں میں



[illegible] जैनाचार्य श्री श्री १००८ श्रीमद्विजयानन्द सूरि
[illegible] राम जी) महाराज के पट्टधर जैनाचार्य
श्री १००८ श्रीविजयवल्लभ सूरि जी महाराज।

لئے تیار کرتا ہوں مجھے وشواش ہے کہ یہ چھوٹا سا دھو پنجاب کی رکھشا کرے گا۔

انبالہ سے روانہ ہو کر آچاریہ جی مہاراج لدھیانہ میں تشریف لائے یہاں بھی انبالہ کی طرح دھوم دھام سے استقبال ہوا۔ آپ کی شخصیت سے کھنچے ہوئے بے شمار لوگ روزانہ اُپدیش سننے کو آتے تھے۔ اپدیش کے بعد دوپہر اور رات کو کئی لوگ بات چیت کرنے کیلئے حاضر رہتے تھے بعض صاف دل انسان سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنے کے لئے صدق دلی سے اپنے اعتراض پیش کر کے شکوک رفع کراتے تھے۔ بعض کوتاہ اندیش محض لڑنے جھگڑنے کی غرض سے مباحثے کے لئے آتے تھے۔ آپ کو انسان کا چہرہ دیکھ کر اُس کے دل و دماغ کی حالت کا درست اندازہ لگانے کا کمال حاصل تھا۔ دلیل بازی اور مباحثہ میں کوئی آپ سے سبقت نہیں لیجا سکتا تھا آپ فوراً باموقعہ اور تسلی بخش جواب سے دوسرے کو خاموش کر دیتے تھے آپ کو جین فلسفہ پر فخر تھا جین دھرم کی تعلیم کے مطابق بلا ثبوت کوئی بات قابل قبولیت نہیں ہے۔ جین فلاسفروں نے دقیق سے دقیق مسئلہ کو دلیلاً اور تشریحاً بیان کیا ہے۔ آپ ہر ایک کو اِس بات کا اُپدیش دیتے تھے کہ ہر ایک بات کو دلیل کی کسوٹی پر کس کر اوس پر اعتقاد لاؤ۔ آپ خود ہر ایک بات کو مدلل اور واضح کر کے بیان کرتے تھے اور مخالفوں کو دلایل سے اپنے عقیدے پیش کرنے کو فرماتے تھے۔ اس جگہ مختلف مذاہب کے لوگ دھارمک مضامین پر تبادلہ خیالات کرنے کے لئے آپ کے پاس آتے رہے۔ لدھیانہ میں آپ تقریباً ایک ماہ

بے قرار تھے۔ انبالہ شہر میں آپ کے پرویش کی خبر نہایت خوشی سے سُنی گئی۔ آپ شری جی کے گجرات اور کاٹھیاواڑ کے کارنامے سن کر پنجابی سیوکوں کے دل شاد تھے۔ جین آچاریہ کی پدوی حاصل کر کے آپ شری جی نے پنجاب کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ پنجابی جینیوں کا نورِ نظر صرف ایک معمولی سادھو کی مانند پنجاب میں وارد نہ ہو رہا تھا۔ بلکہ وہ بھگوان مہاویر سوامی جی کے جانشین جین آچاریہ کی حیثیت میں سورج کی مانند متھیات کے اندھکار کو ناش کرنے کے لئے پنجاب میں داخل ہو رہا تھا سینکڑوں جینی آپ کے استقبال کیلئے انبالہ پہونچ گئے۔ خوب شان و شوکت کے ساتھ جین اور اجین کے انبوہ کثیر نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ لوگوں کی گرمجوشی اور سچی محبت کا جذبہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے چند روز انبالہ میں ٹھہر کر لوگوں کو دھرم اُپدیش سے مستفید کیا دھرم اُپدیش کیا تھا۔ امرت کی برکھا تھی۔ جو شخص ایک دفعہ سُن لیتا تھا وہ ہمیشہ کے لئے ثنا گو ہو جاتا تھا اکثر لوگ اپنے شکوک رفع کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اُس وقت کا ایک خاص واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے ہمراہی سادھوؤں میں سے شری ببھ وجے جی سب سے چھوٹے تھے وہ ہمیشہ پڑھتے ہی نظر آتے تھے۔ اور آچاریہ جی مہاراج خاص محنت سے پاٹھ دیتے تھے۔ ایک دن شراوکوں نے آچاریہ جی سے پوچھا۔ یہ چھوٹے مہاراج کیا پڑھتے ہیں۔ آچاریہ شری جی نے مسکرا کر فرمایا "پنجاب کی رکھشا کا سبق" یہ سنکر شراوک ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ تب آچاریہ شری جی نے کہا۔ میں اِس کو پنجاب کے

بعد اختتام چترماس جودھ پور سے چلکر کاپرڈا تیرتھ کی جاترا کرکے اجمیر تشریف لائے۔ اسجگہ مہاراج ہرکھ وجے جی پالی سے روانہ ہوکر آپ سے ملگئے۔ اجمیر کے جینیوں نے سموسرن کی رچنا کی اور خوب راگ رنگ سے جین مندروں میں مہوتسو کئے کہا جاتا ہے کہ گانے کا شوق یہاں تک بڑھا۔ کہ گندھرب دمطربہ) جے پور سے منگوائے گئے۔ سودھرمی وتسل بھی خوب ہوئے ایک ماہ قیام کرنے کے بعد اجمیر سے جے پور تشریف لائے۔ اس جگہ بھی اجمیر کا نقشہ دوہرایا گیا۔ آپ کو گائن سے خاص اُلفت تھی۔ دھارمک مہوتسو آپ کے لئے بہت خوشی کا باعث تھے پرماتما کی تعریف میں گانا بجانا آپ کو ازحد پسند تھا۔ جے پور سے رفتہ رفتہ دہلی تشریف لائے۔ اس جگہ آپ کے لائق اور ہونہار شش شری ہرکھ وجے جی سورگباش ہو گئے۔ دہلی سے چلکر نبولی اور نبوڑ ہوتے ہوئے آپ معہ شش پریوار کے انبالہ کی جانب روانہ ہوئے۔

انبالہ شہر میں پرویش کرنے کا مبارک روز پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں بذریعہ چھٹیات مشتہر کردیا گیا تھا جو عزت اور تعظیم جین آچاریہ شری مد وجے آنند سوری جی کی پنجابی شراوکان کے دلوں میں تھی اور ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ شہر شہر اور گاؤں گاؤں کے جینی لوگ آپ شری جی کی یاد میں دن شمار کررہے تھے وہ آپ کو پنجاب کا سچا محسن اور سرتاج خیال کرتے تھے اور آپ کے درشنوں کے لئے

ہوا۔ کہ آیندہ چترماس وہاں پر کیا جائے اِس سے پیشتر سمّت ۱۹۳۴ بکرم کا چترماس بھی جودھپور ہو چکا تھا۔ آپ کی موجودگی میں جو فروغ جین دھرم کو وہاں ہوا تھا۔ وہ کسی سے بھولا ہوا نہ تھا۔ لوگ اِس بات کے خواہشمند تھے کہ ایک دفعہ اور آپ کا ضرور چترماس ہو جائے اِدھر پالی کے لوگ زور دے رہے تھے۔ الغرض طے یہ ہوا۔ کہ شری ہرکھ وجے جی اور اُن کے ہمراہ چند سادھو پالی میں چترماس کریں اور باقی آپ کے ہمراہ جودھپور تشریف لے جائیں بکرم سمّت ۱۹۴۶ کا چترماس نہایت دھوم دھام کے ساتھ جودھپور میں ہوا۔ شراوک لوگ خوش و خرم تھے۔ ہر روز سینکڑوں مرد و زن دھرم اُپدیش سے مستفید ہوتے تھے عوام الناس کی خواہشات کے مطابق اِس جگہ آپ لوگ شاستر مصنفہ شری ہیم چندر آچاریہ لوگوں کو سناتے رہے۔ اِسجگہ ڈاکٹر ہارنل صاحب کے لکھنے پر گورنمنٹ نے خاص آپکے مطالعہ کے لئے رگوید کی نئی ایڈیشن مہاراجہ صاحب کی معرفت بھیجی۔ آپ نہ صرف جین شاستروں پر ہی حاوی تھے بلکہ وید اُپنشد پُران وغیرہ مستند کتابوں پر بھی حاوی تھے۔ آپ کے پاس کئی ایک پنڈت لوگ تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے آتے رہے اور جین دھرم کے متعلق سوال و جواب کر کے واقفیت حاصل کرتے رہے اِس جگہ بھی آپ نے جینی لوگوں کو انمیل بواہ کے نقصانات بتا کر برہمچریہ برت کی خوبیاں بیان کیں۔ ایک پستک بھنڈار اور پاٹھ شالہ قایم کرا دی۔

بچاری معصوم کنیاؤں کی زندگی مت برباد کرو۔ اپنے اُپدیشوں میں آپ اُن گجراتی سیٹھوں کے کارنامے سناتے تھے جنھوں نے آپ کے اُپدیش سے بیوی کے ہوتے ہوئے بخوشی برہمچریہ برت پالن کرنے کا نیم لیا تھا۔ شادی کی غرض بچے پیدا کرنا ہے نہ کہ نفس پرستی۔ اِسی طرح زیور اور چھوٹی عمر کی شادی کے خلاف آپ نے لوگوں کو اُپدیش دیا۔ لڑکے لڑکی کی شادی کس عمر میں اور کسطرح ہونی چاہئیے۔ اِس کے متعلق آپ نے شاستروں کے حوالجات پیش کئے آپ سے دریافت کیا گیا۔ کہ پردے کی نسبت جین بزرگوں کی کیا رائے تھی۔ آپ نے فرمایا کہ قدیم ہندوستان میں پردے کی بالکل رسم نہ تھی ہندوستان میں اس کی شروعات مسلمانوں کے زمانہ سے ہوئی ہے آپ نے لوگوں کی توجہ تعلیم کی جانب مبذول کی اور اُنھیں پستک بھنڈار اور پاٹھ شالائیں قایم کرنے کا اُپدیش دیا۔ پالی میں آپ نے شری بلبھ وجے جی گیان وجے جی۔ بدھی وجے جی۔ موتی وجے جی وغیرہ نے چیلوں کو جوگ کرا کر بڑی دکھشا دی۔

پالی کے لوگ آپ کا چترماس کرانے کے بہت خواہشمند تھے۔ اِس علاقہ میں اُپدیش کی ضرورت کو محسوس کرکے آپ نے اُسی سال پنجاب پہنچنے کا ارادہ چھوڑ دیا تھا لیکن ابھی پالی میں چترماس کرنا پختہ نہ ہوا تھا۔ گرمی کا موسم نزدیک آرہا تھا سفر کرنے کے لئے زیادہ وقت نہ تھا۔ پالی میں ریاست جودھپور کے جینیوں کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن آپ کی خدمت میں بدیں غرض حاضر

دُنیا کی ناپائداری۔ جیودیا۔ گوشت خوری۔ شراب نوشی۔ وغیرہ
عیوب پر بھجن گانے کو فرمایا۔ جنھیں سنکر مسلمان لوگ بہت خوش
ہوئے غرض بہت رات تک مسجد میں مجلس گرم رہی۔ بھولے لوگ
سادھوؤں پر لٹو ہوگئے اور اگلے روز صبح وہیں ٹھہرنے کو کہنے لگے
وہ ہر قسم کی رسد رسانی کی ذمہ داری لینے کو تیار تھے۔ آپ نے
اُنھیں سمجھا دیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ بہت دور تک گاؤں کے
لوگ اُنھیں چھوڑنے گئے۔

آپ معہ سادھوؤں کے جلدی جلدی سفر کرتے ہوئے
پالی میں آئے۔ اِس جگہ ستامبر اور ستھانک واسی بھائیوں
کے باہمی تنازعات ہو رہے تھے۔ اُنھیں رفع کرنے کے لئے آپ
کو کچھ دیر یہاں ٹھہرنا نہایت ضروری معلوم ہوا۔ اِسجگہ خوب زور شور
سے بحث مباحثے اور دھرم اُپدیش ہوتے رہے مارواڑ کے جینیوں
میں بہت سی کمزوریاں تھیں۔ جنھیں آپ اچھی طرح محسوس کرتے تھے
مگر لوگوں کی لاعلمی کے باعث اُنھیں دور کرنا کوئی آسان کام
نہ تھا۔ مارواڑی لوگ باوجود تجارت پیشہ اور امیر ہونے کے
بالکل اَن پڑھ تھے سوشل نقائص کے باعث مارواڑی جینی تباہ
ہو رہے تھے۔ اَن میل بواہ یہاں کی ایک خصوصیت تھا۔ پردے
کی رسم مسلمانوں کی طرح مروج تھی۔ عورتیں زیور سے لدی رہتی تھیں
چونکہ آپ کا اُپدیش خاص اثر رکھتا تھا۔ اِس لئے آپنے لوگوں کو
ضروری اصلاح کی ہدایت دی۔ آپ نے بوڑھوں کی شادی
کے خلاف زور سے آواز اُٹھائی اور لوگوں کو سمجھایا کہ زر کی طمع سے

مسلمان تھے۔ سمجھنے لگے کہ رنگیلے سادھو ہیں اور خدا کی تعریف میں بھجن گا رہے ہیں۔ ایک کہنے لگا۔ کیسی رسیلی آواز ہے۔ دوسرا بولا دل کش بھجن ہے۔ تیسرے نے خیال ظاہر کیا ہمارا کیا نقصان ہے بچاروں کو رات بھر ٹھہرنے دو۔ مگر مسجد کا ملّا پکار اُٹھا۔ یارو غضب کرتے ہو خداوند کریم کے قہر کا ڈر نہیں مسجد میں گانا ہو ظلم ہو گیا۔ کافر سادھوؤں کو جان سے مار ڈالو۔ یہی اِن کے جُرم کی سزا ہے۔ مگر ملّا کی تقریر باطل ثابت ہوئی۔ سادہ دل دیہاتی گانے پر مست ہو چکے تھے انھیں روحانی آنند محسوس ہو رہا تھا اور وہ سادھوؤں کو کسی قسم کی تکلیف دینا نہ چاہتے تھے۔ وہ لوگ جو مارنے کے ارادے سے آئے تھے۔ ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اُنھیں دھرم لابھ کہا۔ اور ایک طرف بیٹھ جانے کو فرمایا۔ آپ کے طریقۂ گفتگو سے متاثر ہو کر لوگوں نے کہا۔ مہاراج آپ کو دھن ہے آپ ہماری خوش قسمتی سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ ہم نے آج تک کبھی ایسا میٹھا گانا نہیں سُنا۔ ہمیں اور بھجن سننے کا اشتیاق ہے اِس لئے مہربانی فرماویں۔ چونکہ سندھیا کا وقت ہو چکا تھا اور ابھی سادھوؤں کو پرتی کرمن کرنا تھا۔ اِس لئے آچاریہ جی مہاراج نے ایک دو بھجن کے بعد لوگوں سے کہا۔ کہ ہمیں اِس وقت روزانہ نت نیم ادا کرنا ہے اس لئے ایک گھنٹہ کے لئے آپ لوگ خاموشی سے بیٹھے رہیں۔ یا گھروں کو واپس لوٹ جائیں پرتی کرمن کے بعد نصیحت آمیز گانے سنائے جائیں گے بعد ازاں پرتی کرمن سے فارغ ہو کر لوگوں کی خواہش کے مطابق مُنی بیر وجے جی و دیگر خوش گلو سادھوؤں کو

کی ہے۔ غربت کے باعث لوگ چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں میں رہتے تھے
بھلا اِس قدر سادھوؤں کو وہاں رات ٹھہرنے کو جگہ کہاں سے
ملتی موسم خراب ہو رہا تھا۔ بجلی چمک رہی تھی اور آسمان پر سیاہ
بادل چھائے ہوئے تھے ایسا دکھائی دیتا تھا۔ کہ ذرا سی دیر میں
موسلا دھار بارش پڑے گا۔ ماجرا دیکھکر آپ نے نہایت دوراندیشی
سے اپنے سادھوؤں کو حکم دیا کہ گاؤں کی مسجد میں ڈیرہ ڈال دو۔
آج رات وہیں ٹھہرنا ہے کیونکہ آس پاس اور کوئی جگہ نہیں جس
میں کہ وہ سب پناہ گزیں ہو سکیں جب دیہاتی مسلمانوں نے ننگے
سر اور ننگے پاؤں ہاتھوں میں دراز ڈنڈے لئے ہوئے سادھوؤں
کے دستہ کو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تب اُن کے غصے
کی انتہا نہ رہی۔ گاؤں کے تمام لوگ اکٹھے ہو گئے اور لڑنے کے
لئے تیار ہو کر سادھوؤں کو مسجد سے باہر نکالنے کے لئے آئے۔
اُن کے غصّے کی آگ مشتعل ہو چکی تھی۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ کافر
سادھوؤں نے مسجد شریف کو ناپاک کر دیا ہے۔ اِدھر آچاریہ جی
مہاراج نے مسجد میں پہنچتے ہی مُنی بیروجے جی کو حکم دیا کہ وہ اپنی دلکش
اور سُریلی آواز میں بھجن گانا شروع کریں آپ کو پہلے ہی سے
اِس بات کا علم تھا کہ متعصب مسلمان اُن کا مسجد میں ٹھہرنا کبھی گوارا
نہ کریں گے۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ مُنی بیروجے جی کے گانے
میں وہ تاثیر ہے کہ پتھر دل کو پگھلا کر موم کر دیوے۔ اور لڑائی کے
جذبے کو نکالکر انسان کو شانت بنا دیوے۔ مسلمانوں نے مسجد کے
قریب پہنچکر دلکش گانے کی آواز کو سنا اور محو حیرت ہو گئے دیہاتی

پنجاب کو واپسی - پرتشٹھا مہوتسو اور دھرم اُپدیش

پالن پور سے آپ معہ شِشیہ پریوار کے پنجاب کی جانب خوب جاہ و جلال سے روانہ ہوئے۔ گجراتی جینیوں کی شاندار الوداع ناقابل فراموش تھی۔ آپ نے لوگوں کو نہایت مؤثر دھرم اُپدیش دیا۔ اور اُنھیں کاٹھیاواڑ میں دھرم کا جھنڈا ہمیشہ بلند رکھنے کو فرمایا۔ آپ منزل بمنزل گوروارڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ ارادہ یہ تھا۔ کہ آئندہ چترماس پنجاب میں کیا جاوے۔ اور پنجابی جینیوں کو دھرم کی سچائی سے آشنا کر کے پنجاب کے درجے کو جین دُنیا میں بلند کیا جائے۔ کوہ آبُو کے مندروں کی جاترا کرتے ہوئے سروہی میں تشریف لائے۔ اگرچہ یہاں ٹھہرنے کا ارادہ نہ تھا۔ مگر کثرتِ بارش کی وجہ سے آپ کو چند یوم رُکنا پڑا۔ کہتے ہیں کہ بارش اس زور سے ہوئی کہ علاقہ میں چاروں طرف پانی ہی پانی بھر گیا۔ اور راستہ چلنا مشکل ہو گیا۔ مگر سفر کی دشواری آپ کو ہراساں نہ کر سکتی تھی۔ دن بھر میں جس قدر سفر طے ہو سکتا تھا۔ آپ کئے جا رہے تھے۔ آہار پانی کی پرواہ نہ تھی۔ کئی سادھو بیلے اور تیلے رکھ کر بہار کر رہے تھے۔ ایک دفعہ عجب دِقت پیش آئی۔ غروب آفتاب کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ساری آبادی مسلمان

جگہ مندر تیرتھ اور شاستر بھنڈار تھے۔ کام کے لئے میدان وسیع تھا آپ کے نزدیک اس سے بھی افضل کام پنجابی جینیوں کی خبر گیری اور بہتری تھا۔ اگرچہ سینکڑوں میل کا فاصلہ تھا پھر بھی آپ کو یہ دراز سفر مشکل نظر نہ آتا تھا۔ کیوں نہ ہو پنجابی جینیوں میں نئی زندگی کی روح پھونکنے کا فخر آپ ہی کو حاصل ہے۔

تھسانہ کا چترماس ختم ہونے پر آپ معہ سادھوؤں کے شری تارنگا تیرتھ کی یاترا کی خاطر روانہ ہوئے۔ وہاں سے پنجاب کی جانب رُخ کر دیا۔ اور سفر کرتے ہوئے پالن پور آ پہنچے۔ اس جگہ آپ کے اخیری درشنوں کے لئے سینکڑوں گجراتی مختلف شہروں سے آ پہنچے۔ انھوں نے گجراتی جینیوں کی طرف سے آپ شری جی کی خدمت میں پنجاب سے جلد لوٹنے کی درخواست کی۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ ایسا محسوس کر رہے تھے جیسا کہ ہاتھ میں آیا ہوا رتن نکلا جا رہا ہے۔ مگر وہ مجبور تھے۔ آپ نے انھیں مناسب جواب دیکر شانت کیا۔ پالن پور نواسیوں کی درخواست پر آپ نے سات شرادکوں کو دکھشا دی۔ اور انکا نام سُبھ وجے۔ بدھی وجے۔ موتی وجے۔ جس وجے۔ مان وجے۔ دان وجے اور رام وجے جی رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دکھشا خوب دھوم دھام سے ہوئی اور یہ آپ کے روبرو گجراتیوں کا آخری جلسہ تھا۔

تھیں اُنھیں دور کرنے کی کوشش کی۔
ششم۔ سینکڑوں لوگوں کو شراوک کے بارہ برت اور برہمچریہ کا نیم دیکر اُن کے چلن کو اعلیٰ پایہ کا بنانے میں مدد دی۔
ہفتم۔ کئی ایک مقاموں پر اشاعت تعلیم کے لئے پاٹھ شالائیں قائم کرائیں اور سادھوؤں اور گرہستھوں کی توجہ سنسکرت اور پراکرت کے مطالعہ کی طرف مبذول کرائی۔
ہشتم۔ اوسوال۔ شری مال۔ پوروال وغیرہ جاتیوں میں رشتۂ اتحاد قایم کرنے کی سعی کی اور دھارمک کاموں میں اتفاق سے سرانجام دینے کے لئے اُنھیں متحد کیا۔
نہم۔ پنجابی اور گجراتی شراوکوں کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا۔ ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں پنجابی تیرتھ یاترا کے لئے گجرات آنے لگے۔
دہم۔ شراب نوشی کا تدارک کیا۔ اور گجرات میں عیسائیت کی بڑھتی ہوئی لہر کا مقابلہ کیا۔ جین سماج کی مروّجہ بدرسوم کیخلاف آواز اُٹھائی۔ بالخصوص ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا رواج جو متموّل گھرانوں میں مروّج تھا۔ اُس کی مذمت کی۔ پانچ سال کے عرصہ میں آپ جس جگہ بھی تشریف لے گئے نہایت عزّت اور تعظیم کے ساتھ جلوس کے ہمراہ آپ کا استقبال ہوا بیچ میں کئی اودیاپن ہوئے اور جگہ جگہ سموسرن رچے گئے۔ اوراٹھائی مہوتسو کیے گئے۔ گجرات میں آپ کی زندگی جاہ و جلال کی زندگی تھی بڑے بڑے سیٹھ آپ کے حکم کو بسر و چشم منظور کرتے تھے جگہ

گھوم کر شراوکان کو ادائیگی فرائض کے لئے بیدار کر چکے تھے اور کئی ایک شراوکان اور سادھو اِس قدر سمجھ دار ہو گئے تھے کہ وہ آپ کے خیالات کا پرچار جاری رکھ سکتے تھے - تمام حالات کو دیکھتے ہوئے آپ نے ہسانہ کے چترماس کے بعد پنجاب کی طرف سفر کرنا مناسب سمجھا -

گذشتہ پانچ سال میں شری آچاریہ مہاراج نے کاٹھیاواڑ گجرات اور کچھ کے شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں گھوم کر جو کام کیا اُس کا مختصر بیان اِس طرح ہے - اوّل سینکڑوں خوبصورت اور قدیم پرتمائیں گجرات کاٹھیاواڑ اور کچھ سے پنجاب کے مختلف شہروں میں بھجوائیں - اور وہاں کے مندروں کے لئے اِس طرف سے ہزاروں روپئے کی لاگت کے چندوے - پوٹھیئے - ریشم کے کپڑے کلس - آرتیاں - منگل دیوے وغیرہ ساز و سامان بھجوایا - جس سے پنجاب کے مندروں کی خوب زیبائش ہوئی -

دوئم - گجرات کے مندروں کے جیرن اُدّھار کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی -

سوئم - تباہ اور برباد ہوتے ہوئے گیان بھنڈاروں کی حفاظت کے لئے فنڈ قایم کرا کر اُن کا خاطر خواہ انتظام کیا -

چہارم - شیتھلا آچاری اور ڈیرہ دہاری یتیوں کے جادو کو اپنے پُرزور وپاکھیانوں سے توڑ کر سادھوؤں کو شاستروں کے مطابق زندگی بسر کرنے کا اپدیش دیا -

پنجم - تیرتھوں اور مندروں کے متعلق جو آساتنائیں ہو رہی

سوسائٹی کے سکریٹری اے ایف روڈولف ہارنل صاحب کے ساتھ خط وکتابت شروع ہوئی۔ ہارنل صاحب اُس وقت اُپاسک دشانگ سوتر کو انگریزی میں مشرح لکھ رہے تھے۔ صاحب بہادر کو ایک مکمل جین عالم کی مدد کی ضرورت تھی جو اُن کے شکوک رفع کر سکے۔ خوش قسمتی سے ہارنل صاحب کو جین آچاریہ شری مد وجے انندسوری جی کے نام کا پتہ لگا۔ آپ کی انٹرڈکشن آچاریہ جی مہاراج سے سیٹھ دلپت بھائی احمد آباد نواسی کے ذریعہ ہو گئی۔ اور عرصہ تک خط وکتابت ہوتی رہی۔

مہسانہ میں بھی پنجاب کے مختلف شہروں سے مہاراج صاحب کے بھگت درشن کیلئے پہونچتے رہے۔ سب کے سب آپ کی خدمت میں جلد پنجاب تشریف لانے کے لئے عجز وانکساری سے درخواست کرتے تھے جو پرتمائیں آپ نے پنجاب بھجوائی تھیں اُنکے پہنچنے پر سُشراوکان نے اپنے اپنے شہر میں جین مندر بنوانے شروع کر دیئے تھے اِس لئے پنجاب کے شہر شہر میں آپکی آمد کا انتظار ہو رہا تھا۔ پنجابی لوگ مندروں کی پرتشٹا کروانے اور دیوپوجن کا طریقہ سیکھنے کے لئے بے صبر ہو رہے تھے خود آچاریہ جی کے دل میں بھی سرزمین پنجاب کے لئے خاص قدر اور اُلفت تھی۔ علاوہ ازیں آپ گجرات کاٹھیاواڑ۔ کچھ۔ وغیرہ دیشوں میں پانچ سال تک

سلہ اس خط وکتابت کا ضروری حصہ جین دھرم پرسارک سبھا بھاؤنگر نے ایک ٹریکٹ موسومہ پرشن اُتر سنگرہ میں شائع کردیا ہے۔

سمجھے تھے۔ آپ سادھو اور سادھویوں کو یہی ہدایت کرتے تھے کہ اپنے سنجم کا اچھی طرح پالن کرتے ہوئے جین شاسن کی خدمت سرانجام دو۔

جگہ بجگہ دھرم اُپدیش سناکر لوگوں کو ہوشیار کرتے ہوئے بکرم سمت ۱۹۴۵ کا چترماس شہر دھسانہ میں کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ منزل منزل سفر کرتے ہوئے دھسانہ کے نزدیک ایک گاؤں میں آئے۔ اسجگہ جینیوں کا بڑا بھاری پستک بھنڈار تھا۔ مگر اُس وقت ٹھیری شراوکان کے قبضہ میں تھا۔ شراوکان آپ کے شردّھالو بن گئے تھے آچاریہ جی کے تیتری تشریف لانے پر انھوں نے اُس بھنڈار کو آپ کی بھینٹ کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس بھنڈار میں اندازاً سولہ ہزار پستکیں تھیں جن میں چند ایک ایسی تھیں جن کی آپ کو خاص تلاش تھی۔ تیتری سے روانہ ہوکر آپ دھسانہ پہنچ گئے اور چترماس وہیں کیا۔

پاٹن اور رادھن پور کی طرح دھسانہ میں بھی زیادہ کوشش پستک بھنڈاروں کی ہی تھی۔ سابقہ دستور کے مطابق اسجگہ بھی فنڈ فراہم کیا گیا جس سے پستکوں کی مرمت اور درست لکھائی کا اچھی طرح انتظام ہوگیا۔ آپ اب تک چند ایک پاٹھ شالائیں قائم کر چکے تھے شراوکان نے ایک پاٹھ شالہ اسجگہ بھی کھول دی۔ چھوٹے لڑکوں کی دھارمک واقفیت کے لئے آپ نے اسجگہ سوال و جواب کی شکل میں ایک پستک تیار کی۔ جس کا نام پرشن اُتراولی رکھا گیا۔ اُسے لکھنے کی بڑی غرض یہ تھی کہ بچوں کے دل میں اچھے سنسکار پیدا ہوں۔ اِس چترماس میں آپ کے ساتھ رائل ششیا تھے

اگر آپ نے اپنے آباؤ اجداد کا لباس پہنا ہوتا - تو آپ کی اس طرح ہنسی نہ ہوتی - ہر ایک آدمی کے لئے از حد ضروری ہے - کہ وہ اپنا قومی لباس پہنے تا کہ جس جگہ بھی جائے آسانی سے شناخت کیا جائے - غیروں کا لباس زیب تن کرنا قومی بے حرمتی ہے -

چترماس ختم ہوتے ہی آپ نے احمد آباد کی جانب رُخ کیا - اور رفتہ رفتہ وہاں پہنچ گئے - اِسجگہ ڈاکٹر تربھون داس نے پھر آنکھ کا ملاحظہ کیا - اور نہایت ہوشیاری اور کامیابی کے ساتھ موتیابند نکال دیا - اور خاص و عام سے تحسین حاصل کی - شری سنگھ احمد آباد نے شکریہ کا ایک سارٹیفکٹ ڈاکٹر صاحب موصوف کو دیا - آنکھ درست ہو جانے سے آپ پھر اپنے کام میں مشغول ہوگئے - اور گجرات کے شہر اور گاؤں گاؤں میں گھوم کر اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنایا - تیرتھوں کی حفاظت کا کام آنند جی کلیان جی کی پیڑھی کے سپرد تھا یہ کمیٹی احمد آباد میں تھی اور وہاں سے تیرتھوں کی آمدنی اور خرچ کا انتظام کرتی تھی آپ کی کوشش سے جاتریوں کے آرام اور حفاظت کے لئے بہتر بندوبست ہوگیا - آپ جس جگہ بھی جاتے لوگ سچی عقیدت سے درشن کو آتے تھے - جین سادھو اور سادھویاں جو آپ کے شِشیہ نہ تھے مگر آپ کے تپ گچھ سے تعلق رکھتے تھے وہ بندنا نمسکار کرتے تھے - اور آپ کو اپنا آچاریہ تسلیم کرنے میں خوش قسمتی

لہ اس واقعہ کا سورت میں ہونا بھی بیان کیا گیا ہے - وثوق سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ضرور رادھن پور میں ہوا اور سورت کے چترماس میں نہیں ہوا - ممکن ہے کہ دونوں جگہ ایسا واقعہ پیش آیا ہو -

کے قریب پہنچے تب اُنھوں نے ایک جین مندر شناخت کر کے
اُس کے چبوترے پر اپنا اسباب رکھ دیا اور خود بھی اوپر چڑھ گئے
وہ خوش تھے - کہ جلد کسی شراوک کے ہمراہ جاکر آپ کے درشن
کریں گے - جب گجراتی جینیوں نے چند آدمیوں کو پاجامے پہنے
ہوئے مندر کے چبوترے پر کھڑے دیکھا - وہ ہاتھوں میں لاٹھیاں
لیکر شور مچاتے ہوئے اُنھیں پیٹنے کو آئے - کیونکہ اُنھیں شک ہوگیا کہ
پائجامے پہنے ہوئے مسلمان اُن کے مندر کی بے حرمتی کے لئے آئے ہیں
یہ کیفیت دیکھ کر پنجابیوں نے کہا - کہ ہم تو جینی ہیں - پنجاب سے شری
آچاریہ مہاراج کے درشن کرنے کو آئے ہیں - نہ اُن کی زبان گجراتی
سمجھتے تھے - اور نہ وہ گجراتیوں کی - مگر آچاریہ جی مہاراج کا نام منہ
سے نکلا ہی تھا کہ وہ سمجھ گئے اور محبت اور الفت سے آچاریہ جی
مہاراج کے پاس لے گئے - اور اُن سے گستاخی کی معافی مانگنے
لگے - گجراتی لوگ حیران تھے - کہ پنجاب کے لوگ مسلمانوں کا
لباس زیب تن کرتے ہیں - آپ مترجم بن گئے - اور ایکدوسرے
کے خیالات گجراتی اور پنجابی زبان میں ترجمہ کر کے تبلانے لگے - آپ
نے گجراتیوں کو سمجھایا کہ اُن کا کچھ قصور نہیں یہ پنجاب کا رواج ہے
مسلمانوں کے زیر اثر ہندوؤں نے دھوتی کی بجائے پائجامہ پہنا
شروع کر دیا ہے - گجراتی کہتے تھے کہ مردوں نے تو پائجامہ پہنا ہی
ہے مگر اُنھوں نے عورتوں کو بھی مسلمانوں کی شلوار پہنا دی ہے -
آپ نے پنجابیوں سے مخاطب ہو کر اُنھیں اِس کمزوری کے لیے
شرم دلائی اور کہا حیف ہے کہ تم جینی ہو کر اپنا قومی لباس نہیں پہنتے

چترماس شروع ہونے سے چند روز پیشتر آپ پاٹن سے روانہ ہو کر رادھن پور پہنچ گئے۔ وہاں ہاڑ شدی دسمی کے روز ایک اور نوجوان کو دکھشا دی۔ اور اس کا نام بھگتی وجے رکھا۔ بکرم سمت ۱۹۴۴ کا چترماس اسجگہ کیا۔ پاٹن کی طرح رادھن پور میں بھی جو پستک بھنڈار تھے۔ اُن کا خاطر خواہ بندوبست کرا دیا۔ اُس چترماس میں آپ کی آنکھوں میں بہت تکلیف رہی۔ آپ کی ایک آنکھ میں آہستہ آہستہ پانی اُتر رہا تھا۔ اِس لئے آپ خود ویاکھیان نہ دیتے تھے بلکہ یہ کام شری سرکھ وجے جی مہاراج کے سپرد تھا۔ آنکھوں کی بڑھتی ہوئی تکلیف کو دیکھ کر آپ کے بھگتوں کو بہت تشویش ہوئی۔ احمد آباد نواسی سیٹھ پریماں بھائی اور دلپت بھائی ریاست جوناگڈھ کے رہنے والے مشہور ڈاکٹر تربھون داس موتی شاہ کو جو آنکھیں بنانے میں خاص مہارت رکھتے تھے ہمراہ لیکر رادھن پور آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے جو کہ خود بھی شراوک تھے شری سنگ کو تسلی اور تشفی دی۔ چونکہ ابھی آنکھ بننے کے قابل نہ تھی۔ اس لئے اپریشن ملتوی کر دیا گیا رادھن پور میں کثرت سے لوگ آپ کے درشن کو آتے رہے۔

پنجاب نواسی جینیوں کو آپ کے آچاریہ پد دیئے جانے کی ازحد خوشی ہوئی۔ وہ اپنے پرم اُپکاری گورو کے درشن کرنے کے خواہشمند تھے۔ چترماس کے اختتام پر کئی پنجابی آپ کے درشن کے لئے رادھن پور میں پہنچے۔ رادھن پور کے جینی پنجابی جینیوں کی عادات اور رسم و رواج سے بالکل ناواقف تھے۔ اوّل ہی اوّل جب جینی پنجابی آچاریہ جی مہاراج کا ٹھکانہ دریافت کرتے ہوئے اُپاسرے

زندگی کا مقدّس فرض ہے کہ خود اُن سے فیض حاصل کرو۔ اور دوسرے متلاشیانِ علم و حق کو اِس چشمۂ انجیات سے پیاس بجھانے دو۔ بعض لوگ اِس قدر جاہل تھے کہ وہ آچاریہ مہاراج کے خلاف بھی بھڑک اُٹھے باوجود اپنے نیتاؤں کی ہدایت کے وہ پُستکوں کو بھنڈاروں سے باہر نہ نکالنے دیتے تھے بے سمجھی کے باعث وہ اِسقدر لکیر کے فقیر تھے کہ وہ بھنڈاروں کی حفاظت کرنے کی بجائے یہ بہتر سمجھتے تھے کہ وہ وہیں پڑے پڑے تباہ ہو جائیں۔ اُنھیں ڈر تھا کہ باہر نکالنے سے کہیں اُن کے ہاتھ سے چھِن نہ جائیں۔ آپ نے اُنھیں سمجھایا۔ کہ مسلمانوں کی اندھیر گردی کا زمانہ گذر چکا ہے۔ انگریزی راج میں کوئی زبردستی پُستکیں نہیں چھین سکتا۔ وقت آگیا ہے۔ کہ جینی لوگ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور بھنڈاروں کے مالک محض پُستکوں کی چوکیداری ہی کا کام نہ کریں بلکہ خود علم حاصل کر کے اُنھیں پڑھیں۔ اور اپنے بزرگوں کے بے بہا موتیوں کے ذخیروں کو دنیا کے روبرو پیش کریں۔ تاکہ جین دھرم کے متعلق عوام الناس میں پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دُور ہو کر اہنسا دھرم کو فروغ حاصل ہو۔ آپ کے مسلسل اُپدیشوں کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ہزاروں روپیئے پُستک اُدّھار کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ شکستہ تاڑپتروں اور دیمک خوردہ شاستروں کی لکھائی کیلئے ایک باقاعدہ محکمہ نقل (Copying Dapartment) قایم کر دیا گیا۔ جس میں کئی ایک کاتب ملازم رکھے گئے۔ جنھوں نے شراوکان کی ایک کمیٹی کے زیرِ نگرانی تحریر کا کام شروع کر دیا

لائبریریاں قایم کرکے قدیم پستکوں کو روشنی میں رکھیں لیکن اُس وقت آپکی فمائیش کا بت اثر نہ ہوا تھا۔ کوتاہ اندیش لوگ اپنی دیرینہ عادات کو چھوڑنے سے قاصر تھے۔ مگر اِس دفعہ آپ کا پاٹن تشریف لانا خصوصیت رکھتا تھا۔ پاٹن شہر کے بارسوخ اور متمول شراوکان نے خاص پُرزور خطوط لکھکر آپ سے تشریف فرما ہونیکی درخواست کی تھی۔ وہ آپ کے خیالات سے اچھی طرح واقف تھے۔ اور آچاریہ جی کے حکم کو بسر و چشم منظور کرنے کے لئے تیار تھے۔ آپ ایسے عمدہ موقع کو ہاتھ سے نہ گنوا سکتے تھے۔ اِس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر آپ نے پاٹن کے چھوٹے بڑے تمام بھنڈاروں کا اچھی طرح ملاحظہ کیا۔

مکمل چھان بین کرنے کی غرض سے آپ نے مختلف بھنڈارول کی فہرست بنانے کیلئے اپنے سادھوؤں کی ذمہ داری لگا دی اور انھیں حکم دیا۔ کہ جو پستکیں تاڑپتروں پر لکھی ہوئی ہیں۔ انھیں نہایت احتیاط سے نکالا جائے۔ اور تمام پستکوں کی اچھی طرح پڑتال کی جائے۔ آپ خود ہر ایک بھنڈار میں گئے۔ اور تیار کردہ فہرستوں کا ملاحظہ کیا۔ تاڑپتروں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ بہت سی پستکوں کو دیمک کھا گئی تھی۔ کئی پستکوں کی ایک سے زیادہ کاپیاں دستیاب ہوئیں۔ بھنڈاروں کی حفاظت کرنا آپ اپنا اولین فرض خیال کرتے تھے۔ چنانچہ پاٹن میں آپ کا خاص مضمون یہی تھا کہ ضائع ہوتی ہوئی پستکوں کی حفاظت کرو خوش قسمتی سے تم لوگ ودوان آچاریوں کے بے بہا علمی خزانوں کے وارث بنے ہو۔ یہ آپ کی

زیادہ کسی جگہ نہ ٹھہر سکتے تھے تمام گجرات کا چکر لگانے کے علاوہ آپ کو ہر وقت پنجاب کا خیال لگا رہتا تھا۔

بکرم سمت ۱۹۴۴ کے چترماس کے لئے کئی شہروں سے درخواستیں آرہی تھیں۔ رادھن پور اور پاٹن میں چترماس کرنے کی ضرورت تھی ابھی چترماس میں دو ڈھائی ماہ باقی تھے آپ پہلے رادھن پور میں تشریف لے گئے وہاں بیساکھ شدی تردوشی کے روز آپ کے دست مبارک سے بڑودہ نواسی چھگن لال نام کے نوجوان کو بڑے ہوتسوکے ساتھ دکھشا دی گئی۔ چھگن لال کی عمر اس وقت صرف سترہ سال کی تھی۔ دکھشا کے بعد نوجوان کا نام ولبھ وجے رکھا گیا۔ چند روز قیام کرنے کے بعد رادھن پور سے شہر پاٹن میں آئے۔ وہاں پر بھگوان پارسناتھ جی کی ایک قدیم مورتی کے درشن کئے۔ کہا جاتا ہے کہ ونراج چاوڑی نے شری سگن آچاریہ سے اس مورتی کی پرتشٹا کروائی تھی۔

پاٹن میں تشریف لانے کا مقصد پراچین جین بھنڈاروں کی اچھی طرح کھوج اور سنبھال کرنا تھا پاٹن کے بھنڈاروں کی خراب اور خستہ حالت آپ پہلے بھی دیکھ چکے تھے اس شہر کے لوگ اسقدر بے احتیاط تھے کہ کسی غیر کو تو کیا جین دھرمی کو بھی پستک بھنڈار نہ دیکھنے دیتے تھے۔ آپ اس سے پہلے بھی بڑی مشکل سے چند ضروری پستکیں نکلوا کر نقل کرانے میں کامیاب ہو گئے تھے آپ نے پہلی مرتبہ بھی متواتر اپدیش دیکر لوگوں کو ہدایت کی تھی کہ پستکوں کو بھنڈاروں کے تہ خانوں سے نکلوا کر اچھی طرح پڑتال کریں۔ اور

دھرم اُپدیش سنا کر شراوکان کو اُن کے فرائض سے آگاہ کرنے لگے۔ یوں تو آپ پہلے بھی گجرات اور کاٹھیاواڑ کے شہروں اور گاؤں کا دورہ کر چکے تھے اور لوگ آپ سے آشنا تھے مگر اِس دفعہ آپ کی شخصیت میں خاص کشش تھی آپ جس جگہ جاتے لوگ آپ کے استقبال کو دوڑے ہوئے آتے تھے۔ وہ سب آپ کی خدمت میں اپنی شردھا اور بھگتی کا اظہار کرنے کے لئے بے قرار تھے۔ ہر شخص کی زبان سے یہی نکلتا تھا۔ کہ آچاریہ مہاراج عرصہ دراز تک گجرات میں سفر کرکے انھیں دھرم اُپدیش سناتے رہیں۔

آچاریہ جی مہاراج کا گجرات میں خاص پروگرام تھا۔ ایک طرف وہ قدیم پستکیں جو دن بدن تباہ اور برباد ہو رہی تھیں اُن کی حفاظت کا بندوبست کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف اُن پستکوں کو پڑھنے والے پیدا کرنے کے لئے سنسکرت اور پراکرت کی تعلیم کی اشاعت کے لئے لوگوں کو پاٹھ شالائیں قایم کرنے کا اُپدیش دے رہے تھے۔ آپ جگہ جگہ پرواسوال شری مال وغیرہ جاتیوں کو ایک دوسرے سے ملانے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر تفادت کی خلیج اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اُسے عبور کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ہر جگہ کے مقامی حالات کو مدِ نظر رکھ کر آپ لوگوں کی ضرورت کے مطابق اُنھیں عمل کرنے کو فرماتے تھے۔ آپ کے اُپدیش میں وہ تاثیر تھی کہ ایک دفعہ تو لوگوں کو ہم رائے کر لیتے تھے۔ مشکل یہ تھی کہ آپ چندروز سے

اگر کوئی مصیبت رونما ہو۔ تو اُسے مٹانے کی تجاویز عمل میں لائے بدرسُوم کو دور کرکے ترقی کے وسائل اختیار کرے۔ اس قدر بارگراں کو اٹھانے کی اس وقت آپ کی ہی ہمت تھی۔ آپ اپنی مشکلات کو سمجھتے تھے۔ لیکن اُن کے ڈر سے پیچھے ہٹنا اصول کے خلاف تھا۔ ایک آچاریہ کی ذمہ واریوں کے بوجھ کو خندہ پیشانی سے آپ نے سر پر اُٹھایا اور آخر دم تک مردانہ وار تن دہی سے اُنھیں سرانجام دیا۔

پالی تانہ سے سفر کرتے ہوئے۔ بوٹاد۔ ٹیمری۔ ڈوڈوان وغیرہ میں لوگوں کو دھرم اُپدیش سناتے ہوئے مکتسر تشریف لائے۔ راجہ صاحب کے دیوان بہادر سیٹھ پھولچند نے خوب دھوم دھام سے آچاریہ جی کا نگر پرویش کرایا۔ پھولچند بھائی نیک دل اور عقیدت مند شراوک تھا۔ آپ نے سوری جی کی علمیت اور شخصیت کی تعریف راجہ صاحب سے کی جس سے اُس کے دل میں درشن کا اشتیاق پیدا ہوا۔ راجہ صاحب اپنے اُمراء اور رؤساء کے ہمراہ درشن کے لئے تشریف لائے۔ آچاریہ جی مہاراج نے اُن پر اہنسا دھرم کی فضیلت ظاہر کی۔ اور جیودیا پر زور دیتے ہوئے گوشت خوری کی مدلل تردید کی۔ جس سے راجہ صاحب قائل ہو گئے۔ جتنے روز آچاریہ جی مکتسر میں تشریف فرما رہے۔ اُتنے دن راجہ صاحب خود اُپاسرے میں تشریف لا کر دھرم اُپدیش سُنتے رہے۔ مکتسر سے روانہ ہو کر شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں

دھرم کی رکھشا کے لئے سخت قواعد مرتب کئے ہیں جس کی پابندی ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ ضروریات زندگی کو کم کر کے سادگی اختیار کرنا اُن کا نیک مقصد ہے۔ اہنسا اُس کا افضل ترین دھرم اور سچی آزادی کا حاصل کرنا اس کا آدرش ہے جین دھرم پالن کرنے والا سادھو ایک ہی جگہ پر بہت مدت کے لئے ڈیرا نہیں جما سکتا ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی جگہ اپنی ملکیت قایم کر سکتا ہے۔ جین دھرم کی تعلیم اُسے ہمیشہ کے لئے گھنے جنگلوں کے گوشوں یا نا آشنا پہاڑوں کی گپھاؤں میں تن تنہا رہنے کی اجازت نہیں دیتی۔ ایک جین سادھو کے لئے لازم ہے کہ وہ شب و روز جین دھرم کی اشاعت میں مصروف رہے۔ نہ اُسے ریل میں سفر کرنے کی اجازت اور نہ ہی کسی جانور پر سواری کرنے کا فرمان۔ ننگے سر اور ننگے پاؤں گاؤں گاؤں اور شہر شہر پیدل چلکر جین دھرم کا پرچار کرنا اُس کا فرض ہے۔ پڑھنے اور پڑھانے میں زندگی بسر کرنا۔ بے غرض اور بے تعصبی سے بلا خوف ستیہ دھرم کا پرچار کرنا ہی جین سادھو کا کام ہے۔ آپ میں ایک سچے جین سادھو کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔ جین اچاریہ کے فرائض ایک سادھو کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔ دھارمک میدان میں اگر ایک سادھو سپاہی کا درجہ رکھتا ہے تو جین آچاریہ کو سپہ سالار کا رتبہ حاصل ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تاجور بادشاہ کی مانند ہے وہ جین دھرم اور جین سماج کی ترقی کا ذمہ وار ہے۔ اگر دھرم پر حملہ ہو تو وہ جواب دہ ہے۔

اور شخصیت کل شری سنگھ پر اچھی طرح ظاہر کر چکے تھے۔ آپ پوری پد کے لئے موزوں شخص تھے۔ اور شری سنگھ کے برگزیدہ ممبروں نے پالی تانہ جیسے پوتر مقام پر آچاریہ پدوی کے لئے آپ کو منتخب کرکے عوام کی دلی خواہشات کو پورا کر دیا۔ پنچم کال میں آچاریہ سب سے بڑا درجہ ہے جو ایک جین سادھو حصول نجات کے راستے میں حاصل کر سکتا ہے۔ ایک جین آچاریہ جتنا زیادہ عزت کا مستحق ہے اتنا ہی زیادہ اس کے سر پر ذمہ واریوں کا بوجھ ہے۔ آپ کو اپنے فرائض کا اچھی طرح احساس تھا۔ یوں تو دکھشا دھارن کرنے کے دن سے ہی آپ ویر بھگوان کے سچائی کے مشن کی اشاعت میں کوشاں تھے۔ اور استیہ کو تیاگ کر ستیہ کے پرچار میں جان تک نثار کر دینے کو تیار رہتے تھے لیکن آچاریہ پدوی حاصل کرنے کے دن سے آپ اپنے نیک کام میں اور بھی زیادہ سرگرمی اور تن دہی سے مشغول ہو گئے۔ جو شخص جین دھرم سے کچھ واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ جین دھرم کا سادھو ایک طرف قربانی اور ایثار نفسی کی بے نظیر مثال پیش کرتا ہے۔ اور دوسری طرف جین دھرم کی اشاعت کے لئے جگہ جگہ اپدیش دے کر لوگوں کی راہبری کرتا ہے۔ آوارہ سادھوؤں کی طرح نہ وہ اپنے پاس زر ہی رکھ سکتا ہے نہ زن اور نہ زمین۔ وہ پانچ مہا برت کا دھارک ہے یعنی پانچ پاپ اہنسا۔ جھوٹ۔ چوری وشئے سیون پری گرہ وغیرہ سے قطعی گریز کرتا ہے۔ برہمچریہ برت کا پالن اس کے لئے لازمی ہے۔ جین آچاریوں نے سادھو

"جین آچاریہ شری مد وجے آنند سوری جی کا دیش گجرات میں آخری دھرم اپدیش"

آپ ایک جین آچاریہ کی اہم ذمہ داریوں سے بخوبی واقف تھے چتر بدھ سنگھ یعنی سادھو۔ سادھوی۔ شراوک۔ شراوکا کا سماج بنگر سکل سنگ کی ایک زبردست عالم مدبر اور ریفارمر کی طرح رہنمائی کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بھگوان مہاویر سوامی جی کے سچائی اور اہنسا کے مشن کو اشاعت دینا اور جین دھرم کی اشاعت عوام الناس پر آشکار کرنا ایک زبردست شخصیت ہی کا کام ہے۔ بھگوان مہاویر سوامی کے بعد جمبو سوامی۔ سودھرماں سوامی۔ سمبھوتی وجے جی۔ بھدر باہو سوامی جی جیسے شرت کیولیوں نے آچاریہ پد کو زینت دی ہے۔ بھگوان مہاویر سوامی جی کے جانشینوں کی فہرست میں شری یشو بھدر سوری۔ شری کالکا آچاریہ۔ شری ہیم چندر آچاریہ۔ شری ہیر وجے سوری جی جیسے پربھاؤ شالی آچاریہ ہوئے ہیں جن آچاریوں کی طویل فہرست شری مد وجیانند سوری جی نے نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کر کے جین مت برکش کی شکل میں شائع کی ہے۔ چند مشہور و معروف جین آچاریوں کے کارہائے نمایاں کا مختصر ذکر آپ نے اپنی مشہور تصنیف جین تتو آدرش کے بارھویں باب میں کیا ہے۔ آپ اپنی بے نظیر ذہانت۔ قابلیت

رقم سے زیادہ دھن اپنے پاس نہ رکھیں گے۔ اور اس سے مزید جو کچھ کمائیں گے۔ وہ دھرم میں خرچ کر دیں گے۔ چنانچہ سیٹھ صاحب نے اپنی زندگی میں لاکھوں روپئے محض اِس نیم کی وجہ سے دان کئے۔ سیٹھ انوپ چند نے لکھنے پڑھنے کا ابھیاس رکھنے کا نیم لیا۔ چند روز قیام کے بعد آپ نے سینکڑوں آدمیوں کے ہمراہ پالی تانہ سے بہار کر دیا۔

شر بمد وجے آنند سوری جی ہو گیا۔

آچاریہ پدوی کے بعد آپ چند روز پالی تانہ میں قیام پذیر رہے۔ اور روز مرّہ لوگوں کو بے نظیر دھرم اُپدیش سے مستفید کرتے رہے۔ روز بروز باہر سے آئے ہوئے لوگ واپس جانے لگے۔ روانگی سے پیشتر وہ سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دھارمک زندگی بسر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی نیم لینے کی درخواست کرتے تھے آپ ہر ایک کی طاقت اور لیاقت کے مطابق اُسے متبرک تیرتھ کے مقام پر تیاگ کرنے کو فرماتے تھے۔ اکثر لوگ کھانے پینے کے متعلق تھوڑی بہت تپسیا کا نیم کرتے تھے آپ ہر ایک موقع کے مطابق جتلاتے تھے کہ کھانے کی اشیاء محدود کرنے اور تپ کرنے کا نیک پھل ہے۔ مگر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بہت سے لوگ محض رسم کے طور پر اِس قسم کے نیم لیتے تھے دراصل مدعا خواہشات کو محدود کرنا ہے۔ اِنسانی خواہشات لامحدود ہیں یہی ناک کان آنکھ زبان وغیرہ اندریوں کو چنچل اور بے لگام بناتی ہیں۔ تب کرودھ۔ مان۔ مایا۔ لوبھ وغیرہ کشائے جو آتما کے بڑے دشمن ہیں انسان پر غلبہ پا لیتے ہیں۔ اُن پر قابو پانے کے لئے ہی خواہشات کو حتی الوسع کم کرنے پر زور دیا گیا ہے ہر ایک کے لئے یہ لازم نہیں کہ اِس قسم کا نیم لیں جو زیادہ سمجھ دار ہیں انھیں ستیل برت۔ پری گرہ برت وغیرہ کا نیم لینا چاہیئے۔ اِس قسم کے اُپدیشوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند ایک شراوک شراوکائیں نے برہمچریہ برت کا نیم لیا۔ سیٹھ پونیٹ بھائی کھمبایت نواسی نے پری گرہ برت کا نیم لیا اور اقرار کیا کہ وہ مقررہ

اتفاق سے یہی دن نویں ترتھنکر شری شیتل ناتھ جی مہاراج کا جنم دن ہونے کے باعث ایک بڑا کلیانک دن ہے۔ عرصہ دراز کے بعد کئی مشکلات عبور کرکے اِس مبارک دن آچاریہ پدوی کے ہونے کو لوگوں نے نیک شگون خیال کیا۔ اور بہت شاداں ہوئے۔ پالی تانہ نگر میں صبح ہی سے جوش کے شادیانے بجنے لگے ہزاروں مرد و زن بچے اور بوڑھے مسرت کے عالم میں اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے تھے۔ جین مندروں میں مہوتسو ہو رہے تھے۔ سیٹھ لوگوں نے ہر طرح کا خاطر خواہ انتظام ذراسی دیر میں کر دیا۔ وہ جتیوں کی طرف سے ہونے والے خطرات سے بخوبی واقف تھے اِس لئے راجہ مان سنگھ سے مِلکر اُنھوں نے ہر طرح کا شور و شر مٹانے کا اچھی طرح بندوبست کر لیا تھا۔ شہر میں راجہ مان سنگھ کی طرف سے اعلان کر دیا گیا تھا کہ ٹھاکر صاحب کا حکم ہے کہ آچاریہ پدوی کی رسوم کو بلا رکاوٹ ہونے دیا جائے۔ اگر کوئی متنفس شور و شر یا دنگہ فساد کرے گا وہ گرفتار کیا جائے گا۔ اور سخت سزا پائے گا۔ ہر طرف آپ کی تعریف اور شہرت کو سنکر کسی جتی کا حوصلہ نہ ہوا کہ وہ مداخلت کرے۔ اُنھوں نے ایسی خاموشی اختیار کی۔ کہ اُس دن کسی نے اپنے ڈیرے سے باہر قدم نہ رکھا۔ چہ جائیکہ شور و شر کریں۔ نرسی کیشوجی کی دھرم شالہ میں لوگوں کا اِس قدر ہجوم تھا۔ کہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی غرض جے کاروں کے درمیان آپ کو آچاریہ پدوی سے مزین کیا گیا۔ آپ کا نام آنند وجے سے بدلکر جین آچاریہ ۱۰۸

مدِ نظر رکھ کر یہاں لکھ دی۔

اُسی وقت سوال پیدا ہوا کہ آچاریہ پدوی کے ساتھ اوپادھیائے اور پرورتک پدویاں آپ کے بہترین چیلوں کو دی جاویں۔ جوں ہی آپ کے کان میں یہ آواز پڑی آپ نے فوراً برگزیدہ اصحاب کو جو تمام کام کے روحِ رواں تھے اپنے پاس بلایا اور انھیں سخت سست کیا اور انھیں جتلایا کہ میں آچاریہ پدوی لینے کا خواہشمند نہیں ہوں۔ ایک جین آچاریہ اور اوپادھیائے کی ذمہ واریاں اِس قدر اہم اور مشکل ہیں۔ کہ اُن کا سرانجام دینا سخت محنت ریاضت۔ لیاقت۔ اور ہمّت کا کام ہے۔ حالات سے متاثر ہو کر میں نے اِس بارِ گراں کو سر پر اٹھانے کا حوصلہ کیا ہے۔ میں بلا امتیاز پدویاں دیئے جانے کے حق میں نہیں ہوں۔ میرے کئی چیلے برابر کی لیاقت کے ہیں۔ میں اِن سب کو علم اور عمل کے لحاظ سے یکساں سمجھتا ہوں۔ آپ ایک دو کو پدویاں دے کر باقیوں کے دل میں رشک پیدا کرنا چاہتے ہیں یاد رکھو اگر آپ بلا سوچے سمجھے اور شری سنگ کے ہر فرد بشر کی صحیح رائے کا اندازہ لگائے بغیر کسی کو پدوی دو گے تو آپس میں نفاق کا بیج بونے کا موجب ہو گے۔ شراوکان آپ کی دور اندیشی کے قائل ہو گئے اور آچاریہ پدوی کے علاوہ دیگر پدویاں دینے کا خیال ترک کر دیا۔

بکرم سمت ۱۹۴۳ مگھر بدی تھی کا دن موجودہ جین تواریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اِس مبارک روز آپ کو شری سنگ نے نہایت دھوم دھام اور جاہ و جلال کے ساتھ آچاریہ پدویا جشن

شری ست بُجے جی اور جشیو د. جی جو علمیت کے لحاظ سے شہرۂ آفاق ہوئے ہیں وہ بھی صرف گنی پدوی سے مزین تھے الغرض جین آچاریہ کا پد جو صرف پنچ مہابرت دھاری سادھو منی راج ہی حاصل کر سکتا ہے۔ وہ سادھو سمودائے (جماعت) کے ہاتھ سے چھن چکا تھا۔ اور جتی لوگ جنہوں نے اپنے پاس زر اور زمین رکھنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو جینیوں کے تاجور دینی رہنما مشہور کرتے تھے۔ اِسی لئے جب بھی کسی قابلیت رکھنے والے سادھو کو آچاریہ پدوی پیش کی جاتی تھی جتی لوگ سخت رکاوٹ ڈالتے تھے۔

دوراندیش شراوکان نے آخر عاجز آکر مؤدبانہ درخواست کی کہ آپ آچاریہ پد لینے سے ہرگز انکار نہ کریں کیونکہ اِس میں کل شری سنگ کی بالعموم اور پنچ مہابرت دہاری سچے جین سادھوؤں کی بالخصوص ہتک ہے۔ جتی لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا تھا اور وہ اِس بات کا چیلنج دے رہے تھے۔ کہ ہم دیکھیں گے کہ کونسا سادھو آچاریہ پد اختیار کرنے کی ہمت کرتا ہے اور کون سے شراوک اُسے ایسا آچاریہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ مرنے مارنے کو تیار تھے اور دھمکیاں دے رہے تھے اگر ایسی حالت میں بھی انکار ہی ہوتا تو عوام الناس بھی سمجھتے کہ آپ ڈرتے ہیں۔ اور آپ کے پیراؤں کی کچھ بھی طاقت نہیں ہے۔ اِن حالات میں کل شری سنگ کی عزت اور رعب قایم رکھنے کے لئے اور سادھو سمودائے کے کھوئے ہوئے حق کو بحال کرنے کیلئے اپنے حالات کو

ایک بھی شخص ناراض نہیں ہے۔ پھر بھی آپ اپنے خیال میں اڑے ہوئے تھے۔ اور اپنے بھگتوں کو اِس خیال سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ بھی بضد تھے کہ پدوی ضرور دی جاوے گی۔

آپ سے متواتر
درخواستیں کی گئیں مگر زبان مبارک سے ہاں نہ نکلی نہایت غور و فکر کے بعد شراوکان سعادت نشان نے آپ سے ایک ایسی دلیل پیش کی جس کا جواب آپ کچھ بھی نہ دے سکے۔

سترھویں صدی عیسوی کے اخیر میں جین جتی اپنی علمیت اور قابلیت کی وجہ سے سادھوؤں پر غالب آ گئے۔ آہستہ آہستہ جتیوں نے جین سماج میں اپنا رسوخ جما لیا اور وہ اپنے آپ کو افضل ترین اور جین دھرمیوں کے پوجیہ مشتہر کرنے لگے کم علمی اور بے سمجھی کے باعث عام لوگ اِس طرف رجوع ہو گئے جتیوں نے اِس قدر زور پکڑا کہ وہ کسی بھی سادھو کی آچاریہ پدوی ہی نہ ہونے دیتے تھے۔ وہ علانیہ کہتے تھے۔ کہ دھارمک میدان میں جینیوں کے سرتاج ہم ہیں۔ نہ کہ سادھو۔ جین اِتیہاس شاہد ہے کہ شری وجے سنگھ سوری جو بھگوان مہاویر سوامی جی کے پیچھے اٹھاونویں پٹ پر ہوئے۔ اُن کے بعد ہندوستان بھر میں کسی سادھو کو آچاریہ پد حاصل نہیں ہوا۔ شری وجے سوری جی کے بعد بہتّرویں پٹ تک بڑی سے بڑی پدوی جو کسی عالم اور عامل سادھو نے حاصل کی وہ گنی پدوی تھی چنانچہ

برگزیدہ اصحاب مقرر کر دئے گئے۔ اُن میں کلکتہ کے مشہور جوہری
رائے بہادر سیٹھ بدری داس جی بھی شامل تھے۔ جب آپ کی سیوا
میں آچاریہ پد اختیار کرنے کے لئے درخواست کی گئی آپ نے
قطعی انکار کر دیا۔ لوگوں کے بار بار مجبور کرنے پر آپ نے فرمایا
کہ میرے سے دکھشا میں بڑے میرے گورو بھائی موجود ہیں۔ یہ
زیب نہیں دیتا کہ میں اپنے آپ کو اُن سے بڑا بناؤں۔ مزید برآں
آچاریہ پد دینے کے لئے تکل شری سنگ جس میں سادھو
سادھوی اور شراوک شراوکا شامل ہیں۔ سمرتھ ہے۔ اسجگہ
پر سو دو سو شہروں سے لکھے ہوئے پچیس تیس ہزار جاتریوں کو کیا
اختیار ہے کہ وہ مجھے جین آچاریہ کی گراں بہا پدوی پیش کریں۔ انکار
کرتے وقت آپ نے خاص زور اس بات پر دیا کہ وہ اپنے آپ
کو آچاریہ پدوی کے لائق نہیں سمجھتے اور ذاتی طور پر اس قدر ذمہ
واری کا بوجھ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اسی وقت
آپ کو آچاریہ پد دینے کی تجویز کی اطلاع نزدیک و دور دی گئی۔
جگہ جگہ سے فوراً جواب موصول ہوئے کہ آپ اس پد کے لئے نہایت
موزوں ہیں۔ لوگوں کو تجویز سنکر دلی خوشی حاصل ہوئی ہے آچاریہ
پد ضرور دیا جائے۔ منگسر شدی چوتھ کے روز بے شمار خطوط اور
تار جمع ہوگئے اور سینکڑوں مرد و زن خود پالی تانہ میں چلے آئے
تاکہ تجویز کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

اگرچہ آپ کو یہ اچھی طرح ثابت کر دیا گیا تھا۔ کہ اُن کے آچاریہ
بننے سے شری سنگ کے فرد بشر کو دلی خوشی حاصل ہے۔ اور

آگے بڑھ کر مندروں میں پہلے پہنچنا چاہتا تھا دھکم دھکا کی روک تھام کے لئے پنجابی جینیوں نے سادھوؤں کے گرد ایک حلقہ بنا دیا۔ اور پُرزور جے کارے بولتے ہوئے خوش خوش پہاڑ پر چڑھتے گئے۔ اس طرح حلقے کا بنانا اور نعروں کا لگانا ایک پُر جوش نظارہ تھا۔ جس نے گجراتیوں کے دلوں میں پنجابیوں کی گورو بھگتی کا جذبہ نقش کر دیا۔ کئی ایک لوگوں نے برت بیلے اور تیلے کی تپسیا کے ساتھ جاترا کی۔ آپ نے بھی اُن ایام میں معرکہ کے دھرم اپدیش حاضرین کو سنائے۔ جو سامعین کے دلوں پر نقش ہو گئے۔

پوُرن ماشی کے جلسہ کے موقع پر خود بخود شراوکوں کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ آپ کو شری سنگ کی طرف سے آچاریہ پد دینا چاہئیے۔ جوں ہی اس خیال کو ظاہر کیا گیا۔ شہر شہر اور دیش دیش سے آئے ہوئے لوگوں نے اس امر کی تائید کی۔ اُس وقت آپ سے بہتر آچاریہ پد کے لائق اور کوئی نہ تھا۔ مگسر شُدی اکم کے روز برگزیدہ شراوکاں نے ایک میٹنگ منعقد کی جس میں پنجاب۔ مارواڑ۔ کاٹھیاواڑ۔ گجرات وغیرہ دیشوں سے آئے ہوئے چوٹی کے اصحاب شریک تھے اُن سب نے اتفاق رائے سے طے کیا کہ آپ سے درخواست کی جائے کہ آپ ستر بجے کے پوتر مقام پر شری سنگ کی طرف سے پیشکردہ آچاریہ پد کو قبول کر کے شری سنگ کو عزت بخشیں اس امر کے لئے آپ سے درخواست کرنے کے لئے دیش دیش کے چند

بسر کرنا پسند کیا وہ دھرم کے پریمی تھے۔ اُنھیں شاستروں سے واقفیت حاصل کرنے کی لو لگی تھی۔ وہ دن رات آپ کی سیوا میں رہ کر تو گیان حاصل کرنے میں ہی اپنا جنم سپھل سمجھتے تھے۔ سیٹھ انوپ چند ملوک چند۔ گوکل بھائی مُولیب داس وغیرہ خاص طور سے اپنی واقفیت بڑھاتے رہے۔ باوجود چند مصروفیتوں کے آپ نے پانی تانہ کے چترماس میں اشٹ پرکاری پوجہ تصنیف کی۔

چترماس ختم ہو گیا۔ پورنماشی کا جلسہ آپہنچا۔ یوں تو ہر سال سینکڑوں مرد و زن اِس جلسہ میں شریک ہوتے تھے۔ مگر بکرم سمت ۱۹۴۳ کا جلسہ خاص شہرت رکھتا تھا۔ آپ کی شخصیت کاٹھیاواڑ گجرات میں مسلّمہ تھی۔ امسال ہزاروں کی تعداد میں مرد و زن اِس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے جوق در جوق آئے پنجاب مارواڑ۔ کچھ۔ کاٹھیاواڑ۔ گجرات۔ بنگال وغیرہ صوبوں سے تقریباً ۳۵ ہزار جاتری جمع ہو گئے۔ اِس قدر گراں اجتماع اِس سے پہلے سینکڑوں برسوں میں نہ ہوا ہوگا۔ لوگوں کی رہائش کے لئے خاطر خواہ بندوبست بھی نہ تھا۔ بہت سے لوگوں نے میدان میں خیمے ڈالے تھے۔ نرسی کیشوجی کی دھرم شالا میں ہر وقت میلہ لگا رہتا تھا۔ پورنماشی کے روز آپ نے معہ چیلوں کے ہزاروں شراوکوں کے ہجوم کے ساتھ شری شترنجے تیرتھ کی یاترا کا خط اُٹھایا۔ پہاڑی کے راستہ پر نیچے سے اوپر تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ جاترا کے شوق میں ایک دوسرے سے

مثلاً بھوکے کو کھانا کھلانا۔ پیاسے کو پانی پلانا۔ بیمار کو دوائی دینا۔ سردی اور گرمی سے جیووں کے بچانے کے لئے ذرائع مہیا کرنا۔ چہارم کیرتی دان۔ یہ وہ دان ہے جس سے عوام الناس میں شہرت ہو۔ پنجم اُوچیت دان اپنے رشتہ داروں کو دان دینا مثلاً لڑکا لڑکی بہن اور دیگر رشتہ داروں کو شادی اور غمی کے موقعہ پر دان دینا اسطرح دان کے انعام اور داتا کی تعریف کا بیان کر کے اپنے اسیات پر خوب زور دیا۔ کہ دان ہمیشہ ضروریات زمانہ کو مدنظر رکھ کر کرنا چاہیئے۔ مٹی میں گھی ڈالکر کچھ ہاتھ نہیں آتا جس بات کی زیادہ ضرورت ہو۔ اُسے اپنے دھن روپئے سے پورا کر دینا اس لوک اور پرلوک میں سُکھ دیتا ہے۔ اس وقت گجرات دیش میں سب سے بڑی ضرورت پستکوں کے سنبھال کی ہے پستکوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے لوگوں کو علم دار بنانا ہے۔ اس لئے پاٹھ شالائیں جاری کرنا ازحد ضروری ہے۔ اس کے لئے دان کی بہت ضرورت ہے۔ ابھے دان۔ سُپاتر دان اور انوکمپا دان کرنے والے کو اس لوک اور پرلوک میں سُکھ ملتا ہے۔ کیرتی دان اور اُچیت دان سے صرف اس دنیا میں عزت اور آبرو حاصل ہوتی ہے تیرتھ پر آئے ہوئے ہر ایک شراوک کو اپنی حیثیت کے مطابق دان دینا چاہیئے۔ ایسا موثر اپدیش ہونے پر کئی ایک مالدار اصحاب نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق معقول رقمیں دان کر دیں۔

پالی تانہ کا چترماس خوب دھرم دھیان میں گذرا۔ جن لوگوں نے اپنے گھر بار کو چھوڑ کر چار ماہ تک آپ کی سیوا میں زندگی

ہمیں سپاتر دان میں خرچ کرنے کا طریقہ بتا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ دان کرنے میں دھن صرف ہوتا ہے۔ اور دھن ایسی چیز ہے۔ جو گرہستیوں کو بہت پیاری ہے۔ دان کی طرف آپ کا خود بخود دھیان ہونا چاہئے کیونکہ دان شیل۔ تپ اور بھاونا یہ ذرائع موکش حاصل کرنے کے ہیں۔ سیٹھ پوپٹ بھائی نے جواب دیا۔ گرو دیو آپ کا کہنا سچ ہے گرہستیوں کو دھن پیارا ہے مگر دھرم اس سے بھی پیارا ہے۔ آپ مہربانی کر کے ہمیں سپاتر دان کا طریقہ بتا دیں۔

چنانچہ ویاکھیان میں آپ نے سپاتر دان کی تعریف جس طرح جین شاستروں میں درج ہے۔ لوگوں کو سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ دانی پرش کا درجہ بہت بڑا ہے۔ داتا کے طفیل سے ہی سادھو سادھوی کے سنجم کا نرواہ ہوتا ہے۔ جن مندر اور گیان مندر کے قائم رکھنے کے لئے دانی اصحاب کی ضرورت ہے۔ شاستر کاروں نے دان کا پھل موکش لکھا ہے۔ دنیا بھر میں دھرم شالائیں کنوئیں تالاب۔ سنجرہ پول سدا برت۔ ہنر شالا۔ گئو شالا۔ پاٹ شالا وغیرہ پراُپکارکی سنستھائیں محض دانی لوگوں کی مہربانی کا نتیجہ ہیں۔ شاستروں نے دان کی پانچ اقسام بیان کی ہیں۔ اوّل۔ ابھے دان یعنی کسی کے ڈر کو دور کرنا۔ اگر کوئی جیو مر رہا ہو۔ تو اس کی زندگی بچانے میں مدد دینا۔ دویم۔ سپاتر دان سادھو سادھوی شراوک شراوکا دیو مندر دیو پرتمان اور گیان کے لئے دان دینا سپاتر دان کہلاتا ہے۔ سویم۔ انوکمپا دان۔ رحم کی نظر سے کسی کو اس کی ضرورت کے مطابق دینا۔ انوکمپا دان کہلاتا ہے۔

بڑھتی ہوئی ہزاروں تک پہنچ گئی۔ دھرم شالہ میں جگہ کی قلت کے باعث سامعین کا بیٹھنا دشوار ہو گیا۔ ناچار سیٹھ صاحبان نے نرسی کیشو جی مالک دھرم شالہ سے اجازت منگوا کر درمیان کی دیواریں نکلوا دیں اور صحن کو فراخ کر دیا۔ بھگوتی سوتر نہایت مشکل اور دقیق فلسفہ سے بھرپور ہے مگر آپ کی فصیح تشریح سے سننے والوں کے ذہن نشین ہو گیا۔ آپ کا روزمرہ کا دیاکھیان اس قدر موثر اور دلچسپ تھا۔ کہ وہ لوگ جو جتیوں کے بہکانے سے اس بات کا حلف اٹھا چکے تھے کہ آپ کا کبھی درشن نہ کریں گے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ دیاکھیان سننے کے لئے آنے لگے۔ ایک روز ایک تندمزاج ہٹا کٹا یتی ہاتھ میں موٹا ڈنڈا لیئے ہوئے دیاکھیان کے دوران میں دھرم شالہ میں گھس آیا اور شور مچانا شروع کیا۔ شراوکان نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ اور گالیاں بکنے لگا۔ اس پر شراوکان کو غصہ آگیا اور چند ایک نے اس یتی کو پکڑ لیا۔ وہ اسے زدوکوب کرنا چاہتے تھے۔ مگر آپ نے منع کر دیا اور شراوکان سے کہا۔ کہ اس بیچارے کا کچھ قصور نہیں ہے۔ اگر یہ غصہ کا شکار رہے تو آپ کو اسے شانتی سے ٹھنڈا کرنا چاہیئے۔

ایک دن سیٹھ پوپٹ بھائی امرچند جی کھمبات نواسی نے عرض کی کہ مہاراج ہم تیرتھ پر آئے ہوئے ہیں۔ آپ کے فرمان کے مطابق شیل برت اختیار کیا ہے تپسیا بھی شکتی انوسار کرتے ہیں۔ تیرتھ ستھان پر آپ کی سیوا میں ہم لوگوں کی بھاونا بھی حتی الوسع درست رہتی ہے ابھی تک ہمارے ہاتھ سے دان نہیں ہوا ہے۔ آپ کرپا کر کے

کی خوش نصیبی تھی۔ سستھا ور تیرتھ (Passive) ذریعہ ہے۔ جنگم تیرتھ (Active) ذریعہ ہے۔ جنگم کی ستھاور سے ہی فضیلت ہے۔ آپ لوگوں کو تیرتھ کی عظمت کا حال سنا کر پہل عملی زندگی بسر کرنے کا اُپدیش دیتے تھے۔ آپ کے فرمان کیمطابق چترماس کرنے والے شراوکان نے مندرجہ ذیل نیموں کو اختیار کیا (۱) برہمچاری یعنی برہمچرج برت پالن کرنا۔ (۲) ایکل آہاری یعنی دن رات میں ایک دفعہ کھانا۔ (۳) پادچاری یعنی پیدل چلنا (۴) بھومی سنتھاری یعنی زمین پر سونا (۵) سچت پرہاری یعنی نردوش کھانا (۶) گورو سنگ چاری یعنی گورو کی سنگت رکھنا۔ آپ کہتے تھے۔ کہ تیرتھ یاترا ترنے کا ذریعہ تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب وہاں جاکر دھرم سادھن کیا جائے۔ وہ شخص جو متبرک مقاموں پر جاکر بھی کرودھ۔ مان۔ مایا اور لوبھ چار انسانی دشمنوں کو قابو میں نہیں رکھتے۔ راگ اور دویش کرتے ہیں وہ کڑوی تومڑی کی مانند ہیں اندرونی صفائی اور نیکوں کی صحبت کے بغیر خواہ وہ کتنا ہی تیرتھوں پر کیوں نہ گھوم آئیں اُن کا کلیان نہیں ہو سکتا۔ آپ کی سرکردگی میں سادھوؤں اور شراوکوں نے خوب تپ جپ کیا۔ اور چترماس میں خوب آنند منگلاچرن رہا۔ تپسیا اور دان میں بھی کوئی کسر باقی نہ رہی تھی۔

شراوکان کی حسب خواہش آپ ہر روز صبح شری بھگوتی سوتر کا ویاکھیان سناتے تھے۔ پالی تانہ شہر کے سینکڑوں شراوک شراوکا ویاکھیان کا حظ اٹھاتے تھے۔ تعداد روز بروز

بزرگوں کے شاندار واقعات ضرور آنکھوں کے سامنے پھر جائیں گے
کسی قلعہ یا میدان کے راز کو دیکھو وہاں کی داستان سننے کا شوق
خود بخود ہو گا تیرتھ مقام بھی تواریخی وقعت رکھتے ہیں۔ وہاں جا کر
مہاپرشوں کے کارہائے نمایاں اُن کے جپ تپ اور گیان دھیان
کی داستان یاد آجاتی ہے۔ اور اُن کے نقش قدم چل کر سچی شانتی
اور آنند حاصل کرنے کا جذبہ قدرتی طور سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔
خیالات کی وابستگی کے علاوہ تیرتھ مقام دھارمک جدوجہد کے
مرکز بن جاتے ہیں۔ جہاں پر نیک سیرت مہاتما دھرم سادھن
کے لئے اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ایسی جگہ مادہ پرستی کی بجائے
روحانیت کا کرۂ ہوائی نظر آتا ہے۔ مہاتماؤں کا طرز رہائش اور طریقہ
زندگی دیکھ کر معمولی انسان کے دل میں بھی تقلید کی اُمنگ پیدا ہوتی
ہے علاوہ ازیں انسان جب خانگی کاروبار سے فرصت پاکر تیرتھ
جاترا کا قصد کرتا ہے۔ تب اُس کا دل آتما کی بہتری کی جانب
رجوع ہوتا ہے۔ گرہستی دھرم کرم کے لئے زیادہ وقت صرف
نہیں کر سکتا۔ مگر تیرتھ پر گئے ہوئے شخص کے لئے دن رات دھرم
کا ہی کام ہے وہ مہاتماؤں کے دھرم اپدیش سے مستفید ہو سکتا
ہے۔ اور مہاپرشوں کے اعلیٰ کام پر غور کر کے اُن کی زندگی کے
نچوڑ کو دل میں جاگزیں کر سکتا ہے۔ نیک آدمیوں کی صحبت میسّر
ہونے سے طبیعت نیکی کی طرف مبذول ہوتی ہے۔

شری ستر بخے جیسا عظیم تیرتھ اور شری آنند وجی جیسا
قابل غور وستھاور اور جنگم تیرتھ کا ایک ہی جگہ پر ملاپ شرادکان

کی بجائے آپ کی خدمت اور تیرتھ جاترا کی مہما کا موقعہ میسر ہوا۔ اور کرموں کی تپائی ہوئی آتما کو تپ جپ سے شانتی نصیب ہوئی۔

آپ کا فرمان تھا کہ ہر ایک جینی کو کم از کم ایک دفعہ ضرور شری شترنجے تیرتھ کی جاترا کرنی چاہیئے۔ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ تیرتھ کسے کہتے ہیں اور اس سے کیا فائدہ ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ تیرتھ وہ ہے۔ جسے ترتھنکر دیو نے قایم کیا ہو۔ تیرتھ وہ ذریعہ ہے جس کے سہارے انسان دنیاوی سمندر تیر کر عالم جاودانی تک صحیح سلامت پہنچ جاتا ہے۔ تیرتھ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل جنگم تیرتھ جسے بھاؤ تیرتھ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً سادھو سادھوی۔

دوئم دربیہ تیرتھ جسے ستھاور تیرتھ بھی کہتے ہیں یہ وہ متبرک مقام ہیں۔ جو پاکیزہ ہستیوں کی زندگیوں سے وابستہ ہیں۔ جہاں پر بلند ترین شخصیتوں نے گیان دھیان اور تپ سے اپنی آتما کا کلیان کیا۔ اور اُن اوصاف حمیدہ کی بدولت اعلیٰ روایات سے سرزمین کو سرفراز کیا۔ جنگم تیرتھ محتاج بیان نہیں۔ مہاپرشوں کی شخصیت میں قدرتی کشش ہوتی ہے وہ دنیا میں ایک مشعل کی مانند ہیں۔ جس سے تاریکی دور ہو کر روشنی نمودار ہوتی ہے۔ اُن کی سیوا بھگتی کرنے والا انسان اُن کے گنوں سے مزین ہو کر درجہ بلند حاصل کر سکتا ہے۔ یہ مقامات مہاپرشوں سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔ انسانی زندگی میں خیالات کی وابستگی (Association of ideas) کا اصول خوب کام کرتا ہے۔ کسی مشہور تواریخی مقام پر جاؤ۔ قدیم

جن اصحاب نے آپ کے ہمراہ شترنجے تیرتھ پر جتر ماس کیا
اُن میں سے اکثر بال وزرا اور دھارمک واقفیت کے لحاظ سے جین
سماج کے برگزیدہ شخصیتوں میں سے تھے۔ انھیں آپ کے متبرک
قدموں میں رہ کر تتو گیان سے واقفیت اور اپنے چارتر کو اعلیٰ بنانے
کا شوق تھا۔ دن رات دھرم دھیان کی مجلس گرم رہتی تھی۔ شاستر
سے واقف کار شراوکوں کے سوالات لگاتار ہوتے رہتے تھے۔
اور آپ سوچ وچار کر معقول جواب دیتے تھے۔ جنھیں سنکر حاضرین
مسرور ہوتے تھے

آپ صرف علمی شوق کی طرف ہی متوجہ نہ تھے بلکہ ساتھ
ساتھ شراوکوں کے آچار (کیریکٹر) کی طرف بھی راغب تھے۔
آپ اُن کے سچے خیر خواہ تھے اور شری شترنجے جیسے متبرک
تیرتھ پر عملی زندگی بسر کرنے کا اُپدیش دیتے تھے۔ اِس لئے شروع
کے ویاکھیانوں میں ہر ایک کی واقفیت کے لئے آپ تیرتھ کی خوبیاں
اور تیرتھ پر کرنے لایق کام واضح طور سے بیان کرتے تھے۔ اُن اُپدیشوں کا
اخلاقی اثر بہت اچھا ہوا۔ اور تیرتھ پر آئے ہوئے مرد و زن نے
برہمچریہ برت کا نیم لیا۔ جھوٹ کو ترک کر کے سچ بولنے کا اقرار
کیا۔ جیو دیا اور سیوا بھگتی روز مرّہ کا وطیرہ بن گیا۔ رات دن
دھرم دھیان میں گذرتا تھا۔ دنیاوی دھندوں اور بیوپاری مکر و فریب

مان سنگھ کے حکم کے خلاف لڑائی کو تیار ہیں۔ اُن میں سے چند ایک بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ آنند وجے جی کو مزا چکھانے آئے ہیں۔ مندر کے سامنے مر جائیں گے یا مار دیں گے۔ جب وہ سمجھانے سے باز نہ آئے۔ تو اُنھیں گرفتار کر لیا گیا۔ آپ شری آدیشور بھگوان جی کے مندر میں درشن کرتے ہوئے نرسی کیشو جی کی دھرم شالہ میں فروکش ہوئے۔ تھانہ دار جینیوں کو گرفتار کر کے آپ کے پاس لایا اور پوچھنے لگا۔ کہ انھیں کیا سزائیں دی جائیں۔ آپ نے جواب دیا۔ "معاف کر دو"۔ آپ کے ارشاد فرماتے ہی تھانیدار نے اُن کو چھوڑ دیا۔

سیٹھ انوپ چند ملوک چند اور بڑودہ نواسی جوہری گوکل بھائی دُلبھ داس ضلع خاندیش مالے گام دھولیا نواسی سیٹھ سکھارام ولبھ داس کھمبات سے سیٹھ پوپٹ بھائی امرچند وغیرہ اور بہت سے شہروں اور گاؤں سے برگزیدہ جین شامل تھے۔ اُنھوں نے آپکے استقبال کے لئے زبردست تیاریاں کی تھیں۔ چونکہ اس جگہ جتی اور پوج لوگ کسی سادھو کا جلوس نہ نکلنے دیتے تھے۔ اِس لئے وہ آپکے استقبال کی شاندار تیاریاں دیکھ کر فساد کے لئے آمادہ ہو گئے۔ نگرسیٹھ پریما بھائی نے احمد آباد سے ایک تار ٹھاکر صاحب کو دیا۔ کہ ہمارے سرتاج گورو آنند وجے جی پالی تانہ تشریف لا رہے ہیں۔ جلوس کے راستہ میں کسی قسم کی مزاحمت نہ ہونی چاہیئے۔ لہذا مفسدوں کا بندوبست فی الفور کیا جائے۔ چنانچہ ٹھاکر صاحب نے تمام شہر میں مشتہر کرا دیا کہ اگر کوئی شخص جلوس کے راستہ میں ذرا سی بھی رکاوٹ ڈالے گا۔ اُسے سزا دیجاوے گی۔ جونہی آپ کو پتہ لگا کہ پوج لوگ فتنہ برپا کرنے کو تیار ہیں۔ آپ نے منتظمانِ جلوس کو بلا کر کہا۔ کہ ہمیں جلوس کی کچھ ضرورت نہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری وجہ سے کسیکو دکھ ہو یا سزا ملے اِس لئے جلوس نکالنے کا خیال مسدود کردو۔ مگر شراوکان نے جلوس نہ نکالنا اپنی کمزوری خیال کیا اور وہ جلوس نکالکر اپنے قدیم حق کو آیندہ کے لئے قایم کرنا چاہتے تھے ناچار آپ کو ماننا ہی پڑا اور تزک شان سے جلوس نکلا۔ جب جلوس آدیشور بھگوان کے مندر کے قریب شہر کے وسط حصہ میں پہنچا۔ تو وہاں معلوم ہوا کہ چند ایک جتی راجہ

اُسی دن ہوشیار پور سے دلپت بھائی کے نام ایک تار آیا جس میں لکھا تھا۔

" Wire Shri Anand Vijaya's health and whereabouts "

مطلب - "بذریعہ تار شری آنند وجے جی کی صحت اور پتہ سے اطلاع دو" جوں ہی سیٹھ دلپت بھائی نے یہ تار ملا کر آپ کو دیا۔ آپ فوراً تاڑ گئے اور کہنے لگے۔ کہ ضرور کسی نہ کسی نے ہمارے فوت ہو جانے کی افواہ پنجاب میں اڑائی ہو گی۔ (تار بھیجنے کی یہی وجہ سمجھ میں آتی ہے) اُسی دن ڈاک میں مالیر کوٹلہ سے اُردو میں لکھا ہوا ایک کارڈ موصول ہوا۔ مگر وہاں اِس خط کا پڑھنے والا دستیاب نہ ہوتا تھا۔ بڑی مشکل سے ایک مُلّا کو خط پڑھنے کیلئے تلاش کیا۔ وہ اکڑ گیا۔ اور کارڈ پڑھ کر سنانے کا ایک روپیہ طلب کیا۔ جلدی کے باعث سیٹھ لوگوں نے مشکل سے اُسے بارہ آنے پر رضامند کیا۔ خط میں لکھا تھا کہ مالیر کوٹلہ میں گورو شری آنند وجے جی کے سورگ باش ہونے کی خبر سُنی گئی ہے مگر شری سنگھ کو اس بات کا یقین نہیں آیا۔ لہذا درخواست ہے کہ بواپسی ڈاک خیر و عافیت کی اطلاع سے مشکور فرماویں۔ سیٹھ دلپت بھائی نے ہر دو جگہوں پر مہاراج صاحب کی راضی خوشی کی خبر بذریعہ تار روانہ کر دی۔

احمد آباد سے روانہ ہو کر آپ معہ چوبیس سادھوں کے چترماس کے لئے پالی تانہ تشریف لائے۔ آپ کی آمد سے پیشتر ہی ۵۰۰ کے قریب شراوک تیرتھ پر چترماس کرنے کیلئے آپہنچے تھے ان میں سورت نواسی سیٹھ کلیان بھائی سُنکر واس بھروچ نواسی

کہ جلد ہی وقت آئے گا جب مغربی لوگ قدیم رشیوں اور منیوں کے کارہائے نمایاں کو عزت اور تعظیم کی نگاہوں سے دیکھنے لگیں گے اور دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی ضرورت کو محسوس کرنے لگیں گے۔ وہ ابھی دروپدی اور کنتی کی بزرگی کو نہیں سمجھتے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ کنواری کنتی کے کرن کیسے پیدا ہوا اور وہ سورج دیوتا کا لڑکا کیونکر کہا جاتا ہے اگر وہ یہ جاننا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے پاس چلے آویں ہم اُن کے شکوک کو مدلل ثبوتوں سے رفع کر دیں گے مگر انھیں چاہئے کہ بائبل کا مطالعہ اچھی طرح کر کے آدیں کیا اُنھیں معلوم نہیں کہ ان کے پیغمبر حضرت مسیح ایک کنواری لڑکی مریم سے پیدا ہوئے تھے۔ اور وہ اُسے خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور وہ ایسی باتوں کو معجزے قرار دیتے ہیں اور اُن پر اعتقاد لاتے ہیں مگر ہمارے شاستروں میں بیان کئے ہوئے معجزوں کو جو زیادہ معنی خیز ہیں اور جنھیں آسانی سے عقل کی کسوٹی پر کسا جا سکتا ہے اُنھیں آن سائنٹفک اور ناممکن پکارتے ہیں۔ تعصب کی پٹی اتار کر سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنا چاہیئے۔

اس دیا کھیان سے پادریوں میں کھلبلی مچ گئی اور اُنھوں نے جین دھرم کے خلاف زہر اُگلنا شروع کیا۔ آپ نے ترکی بترکی جواب دیا۔ اور لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ کہ پادریوں کے پاس سوائے مکر اور لالچ کے جال کے انسانوں پر قابو پانے کے لئے اور کوئی ہتھیار نہیں۔ مہاراج صاحب جس غرض سے احمد آباد تشریف لائے تھے وہ پوری ہو گئی اور کئی نوجوان عیسائی بننے سے بچ گئے۔

جس روز آپ کو احمد آباد سے پالی تانہ کے لئے بہار کرنا تھا

اچھی طرح ثابت کر دکھایا کہ عیسائی مت میں جتنی خوبیاں ہیں۔ وہ سب جین مت سے اخذ کی گئی ہیں بائبل میں سے کئی ایک حوالے ایسے دئیے جن سے پبلک پر آشکار ہو گیا۔ کہ بائبل میں ایسے واقعات درج ہیں۔ جن کا ظہور پذیر ہونا ناممکن ہے پادری لوگ سنسکرت اور پراکرت سے ناواقفیت کے باعث ہندوستانی کتب مقدسہ کو صحیح معنوں میں نہیں سمجھتے اور من گھڑت مطلب نکالکر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ وہ لوگ جو شیشے کے مکانوں میں رہتے ہوں۔ انہیں دوسروں پر پتھر نہیں پھینکنے چاہئیں۔ دوسروں کے نقائص نکالنے سے پہلے پادریوں کو بائبل کا مطالعہ اچھی طرح کر لینا چاہئیے۔ وہ ہندوستانی تہذیب کو جنگلی تہذیب کہتے ہیں۔ اور قدیم رشیوں منیوں کو وحشی بتاتے ہیں۔ جو دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔ وہ دروپدی اور کنتی جیسی دھرم مورت دیویوں پر فحش حملے کرتے ہیں۔ اور انگریزی پڑھے ہوئے نوجوانوں کو بتاتے ہیں۔ کہ ہندوستانی جنہیں ہمارے بزرگ کہتے ہیں وہ بد اخلاق تھے اور ننگے رہتے تھے۔ ایسی ایسی باتیں محض ناواقف لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کہی جاتی ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ سمجھ دار لوگوں کو عیسائی بننے سے پیشتر اپنے اور عیسائیوں کے اتیہاس کو پڑھ کر مقابلہ کر لینا چاہئیے۔ پھر انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہمارے بزرگ کس کیریکٹر کے دھرماتما تھے اور ان کے رہنماؤں نے کیا کیا کارروائیاں کیں یاد رہے کہ جس وقت ہندوستانی تہذیب عروج پر تھی اور اہنسا دھرم کا سکہ جما ہوا تھا۔ اس وقت مغربی قومیں بھی وحشی تھیں۔ تواریخ اس بات کا ثبوت پیش کرتی ہے

تصور کرتے ہیں۔ شری آنند وجے جی جیسے رتن مہاتما کا چترماس ہونے سے شراوکوں کو بھی وہیں چترماس کرنے کی بہت کشش ہو سکتی تھی سیٹھ گوکل بھائی نے فوراً سورت۔ بھڑوچ۔ بمبئی احمد آباد۔ کھمبات وغیرہ بڑے بڑے شہروں کے سیٹھوں کو چٹھیاں لکھ دیں۔ کہ اگر آنند وجے جی مہاراج پالی تانہ چترماس کریں۔ تو کیا وہ بھی وہیں چترماس کرنے کو تیار ہیں۔ تمام نے مثبت میں جواب دیا۔ وہ خطوط گوکل بھائی نے مہاراج صاحب کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ نے کسی قسم کا اقرار کرنے سے پیشتر اپنے تمام چیلوں کو اکٹھا کیا اور پالی تانہ چترماس کرنے کے لئے ان سے پوچھا۔ یکزبان سب نے ہاں کی۔ مگر آپ نے انھیں بتایا۔ کہ وہاں آہار پانی کی دقت اتنا اغلب ہے چیلوں نے جواب دیا۔ کچھ پرواہ نہیں۔ شتری نجے جی جیسے تیرتھ پر تپ کرنا ہی لازم ہے۔ ہم سب تپسیا کریں گے۔ اور آہار کی بہت ضرورت نہ ہوگی۔ آپ ایسا جواب سنکر بہت خوش ہوئے اور آئندہ چترماس پالی تانہ کرنے کا قصد کر لیا۔

احمد آباد سے ایک خط سیٹھ دلپت بھائی کا موصول ہوا جس میں تحریر تھا۔ کہ چند نوجوان جو معزز خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انگریزی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہیں۔ پادریوں کے بہکانے سے عیسائی ہونے والے ہیں۔ آپ جلد احمد آباد تشریف لانے کی کرپا کریں۔ آپ بڑودہ سے روانہ ہو کر جلد ہی احمد آباد آ پہنچے اور عیسائی مت کی پول پر ایک ظاہر ویاکھیان دیا۔ آپ نے

"پالی تانہ کا چترماس اور آچاریہ پدوی"

سیٹھ انوپ چند پہلا شخص تھا۔ جس نے آپ شری جی سے بکرم سمت ۱۹۴۳ کا چترماس پالی تانہ کرنے کی درخواست کی۔ آج سے تینتالیس برس پیشتر پالی تانہ کی وہ حالت نہ تھی جو اب نظر آتی ہے۔ وہاں پر جتیوں کا بہت زور تھا۔ سادھوؤں کے لئے چترماس کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اگرچہ وہاں ۰۰ سے زائد جینیوں کے گھر تھے۔ مگر ان کی مالی حالت بہت کمزور تھی۔

جب آپ بھڑوچ سے روانہ ہوکر بڑودہ پہنچے تو وہاں بھی سیٹھ گوکل بھائی نے بکرم سمت ۱۹۴۳ کا چترماس پالی تانہ کرنے کی التجا کی گوکل بھائی کو اس میں بہت فائدہ نظر آتا تھا۔ ایک تو آپ کے نیک بخت اور بلند ستارے سے جتیوں کے دب جانے کا یقین تھا۔ دوسرے ٹھاکر صاحب پالی تانہ سے شترنجے پہاڑ کی نسبت دیرینہ تکرار تھی۔ آپ کی موجودگی میں اس کے ہمیشہ کے لئے رفع ہو جانے کا خیال تھا۔ علاوہ ازیں جینی لوگ شترنجے تیرتھ پر ایک چترماس گذارنا نہایت ثواب کا کام

اور گفتگو کرنے لگے۔ آپ نے اُنھیں رحم کرنے کا اُپدیش دیا۔ اور اُن
کی ہی کتب سے حوالے دیکر بتایا کہ اگر خدا کی صفت رحیم ہے۔ تو
انسان کو بھی رحم کرنا لازم ہے۔ بات چیت کا نتیجہ یہ ہوا کئی ایک
مسلمان آپ کے دیا کھیان میں آنے لگے۔ آپ نے بھی اہنسا
دھرم کی عظمت اور جیو دیا کے فوائد پر زور دیا۔ ساتھ ساتھ گوشت
خوری اور شراب نوشی کی پُرزور تردید کی۔ ایک ماہ کے قلیل عرصہ
میں کئی مسلمانوں نے گوشت خوری اور شراب نوشی کو ترک کر دیا۔

سورت کے چترماس میں پنجاب کے کئی ایک شہروں سے لوگ آپ کے درشن کو آئے۔ چند ایک شہروں میں آپ کی ارسال کردہ مورتیاں پہنچ چکی تھیں۔ اور وہاں مندر تعمیر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ باقی شہروں کے لوگ بھی مورتیوں کے لئے درخواست کر رہے تھے۔ چترماس ختم ہونے کے بعد بھی کئی ماہ تک آپ ضروری کام سرانجام دینے کے لئے سورت ہی ٹھہرے رہے چند ایک شراوکوں کے درمیان دیرینہ شکر رنجیاں چلی آرہی تھیں۔ اور بغض بڑھ رہا تھا جس سے شری سنگھ کے کام میں رکاوٹ پڑنے کا اندیشہ تھا۔ آپ کے اُپدیش سے چند ایک ایسے معاملات نہایت خوش اسلوبی سے سلجھ گئے۔

تقریباً سات ماہ کے قیام کے بعد آپ معہ چیلوں کے سورت سے بھڑوچ آئے۔ اِس جگہ سُدرشنا راجکماری کا بنایا ہوا ایک نہایت قدیم مندر ہے۔ مسلمان فرمانرواؤں کے وقت میں زبردستی اِسے مسجد بنا دیا گیا تھا۔ جو اب جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ آپ اِس مسجد کو دیکھنے کے لئے سیٹھ انوپ چند کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ مسلمان مولویوں نے مسجد کے دروازہ پر تعظیم سے آپ کا استقبال کیا۔ عمارت کی بناوٹ کو دیکھتے ہی آپ کو یقین ہو گیا۔ کہ مسجد کسی زمانے میں مندر تھا۔ جین مندروں کی طرح پرتمائیں رکھنے کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ اور در و دیوار پر نقاشی کا کام ہو بہو اس زمانے کے جین مندروں کی مانند ہے جب آپ مسجد دیکھ رہے تھے۔ تب بہت سے مسلمان آپ کے گرد جمع ہو گئے

انڈیا" کے کارکنان کی سرگرمیوں کے مرکز کو مضبوط بنانے کا ہے۔ مگر وہاں جانے میں وقت بہت صرف ہوتا ہے بمبئی کی طرف جاکر دو چار سال اُدھر ہی لگ جانا کچھ تعجب نہیں۔ ابھی کاٹھیاواڑ گجرات میں ہی بہت کام باقی ہے۔ پنجاب کے جینی اگرچہ پختہ ہیں۔ پھر بھی مندر بنواکر اُنھیں دیو پوجن میں لگانا ہے اور گیان پرچار کی طرف انھیں راغب کرنا ہے اس لئے اُدھر بھی دو چار سال میں ضرور جانا ہوگا۔ آپ ایک کام کو ادھورا چھوڑ کر دوسرے کام کو ہاتھ میں لینا پسند نہ کرتے تھے۔ ڈیپوٹیشن نے پنجابی جینیوں کی مدد اور گجرات میں اصلاح کے کام کو ہاتھ میں لینے کا مہاراج صاحب کو یقین دلایا۔ پھر بھی آپ نے اُس وقت بمبئی جانے کا اقرار نہ کیا۔ ایسوسی ایشن کی ہر طرح سے مدد کرنے کا خیال ظاہر کیا۔

اس ڈیپوٹیشن کے ہمراہ سیٹھ موتی شاہ کا خانہ داماد سیٹھ لیلا چند جو اس وقت موتی شاہ کی ٹونک پالی تانہ کا ہر طرح مختار تھا۔ شامل تھا۔ آپ نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اُس سے سہسر پھنا پارش ناتھ جی کی مورتی مانگی۔ سیٹھ لیلا بھائی نے دست بستہ عرض کی کہ میں آپ سے کبھی انکار نہیں کرسکتا۔ اگر آپ چاہیں تو ایک کیا دس مورتیاں پنجاب میں روانہ کرسکتے ہیں۔ آپ نے اُسی وقت سیٹھ جی سے چٹھی لکھوا کر منیب کو کہلا بھیجا کہ فلاں فلاں مورتی فلاں شخص کو بغیر حیل وحجت کے دیدو۔ خط کے پہنچتے ہی منیب نے بہت پیچ و تاب کھایا۔ اسکے جیتی ؟؟؟ بھی نادم ہوئے۔ مگر وہ بیچارہ کیا کرسکتا تھا لاچار سہسر پھنا پارش ناتھ جی کی مورتی دینی ہی پڑی۔

عملی جامہ پہنانے کا وقت آیا۔ تو چند ایک دقیانوسی فسادیوں نے اس کے خلاف شور و شر برپا کیا۔ اور آخر غالب آگئے۔ سورت نوابی جینیوں کے سر کو ہمیشہ کے لئے اس نیک کام کو سرانجام نہ دینے کا دھبہ رہے گا۔ پھر بھی آپ کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ لڈوا شری مال جینیوں کو دھارمک کاموں میں دوسری جاتیوں کے حقوق حاصل ہو گئے۔ اور جو نفرت پہلی جاتی تھی وہ کافور ہو گئی۔ وہ باقاعدہ سنگھ دھرمی وتسلوں میں شریک ہونے لگے۔ مگر بیاہ شادی کے موقعوں پر انھیں ساتھ ملانے کی بندش ہی رہی۔ اخمدآباد کی طرح اس جگہ بھی بہت سا روپیہ پستک بھنڈار۔ جین اُدھار اور گیان پرچار کے لئے اکٹھا ہوا۔

ان دنوں ریسرچ سکالر جین آچاریوں کی پٹاولیاں (شجرۂ نسب) مرتب کر رہے تھے مگر پوری واقفیت نہ ہونے کے باعث بہت سی غلطیوں کا شکار ہو رہے تھے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے سورت میں آپ نے ایک کتاب جین مت برکش کے نام سے تیار کر کے شائع کرائی۔

چترماس کے اہتمام پر جین ایسوسی ایشن آف انڈیا بمبئی کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن سیٹھ پریم چند رائے چند۔ سیٹھ بیرچند دیپ چند۔ سیٹھ دھرم چند اودے چند۔ مسٹر بیرچند راگھوجی گاندھی جیسے برگزیدہ اصحاب پر مشتمل بدیں غرض آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آئندہ چترماس بمبئی میں کیا جائے۔ آپ نے ڈیپوٹیشن کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ میرا دلی ارادہ بمبئی جا کر جین ایسوسی ایشن آف

احمد آباد جیسے شہر میں کچھ کامیابی بھی حاصل کر چکے تھے - مگر اس جگہ کشیدگی بہت زیادہ تھی - باوجودیکہ لڈواشری مال بھی جین دھرمی تھے اُن کے ساتھ رشتہ ناطہ کھانا پینا اور یہاں تک کہ بات چیت کرنا بھی بند تھا - ایسے حالات کو دیکھ کر آپ کو سخت افسوس ہوا - اور آپ نے اس شرمناک وطیرہ کی سخت مذمت کی - آپ کہتے تھے کہ سودھرمی بھائی کا رشتہ حقیقی بھائی سے بھی بڑھ کر ہے - پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے - کہ لڈواشری مال جینیوں کو حقارت سے دیکھا جائے جین دھرم نہایت فراخ ہے سچے جینی کے دل میں پرائی ماتر کے لئے درد اور محبت ہونی چاہیئے - پھر یہ کس طرح ممکن ہے - کہ بھائی بھائی کا بائیکاٹ کرے - آخر ان کا قصور کیا ہے - اِس سوال کا جواب کوئی نہ دے سکتا تھا بہت مدت سے ایسے ہی تعلقات چلے آتے تھے - وجہ کچھ معلوم نہ تھی - اور لوگ لکیر کے فقیر باپ دادا کی پیروی کر رہے تھے - اس دقیانوسی خیال کو آپ نے پارہ پارہ کر دیا - اور اپنے مسلسل اُپدیشوں سے بہت سے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ جینی جینی کو باہم محبت اور اُلفت سے رہنا چاہیئے - ایک دوسرے سے نفرت کرنے کا زمانہ گذر گیا ہے اب تو باہم مل بیٹھنے کا دور آیا ہے - اس سوال کو حل کرنے کیلئے مختلف جاتیوں سے ایک ایک نمائندہ چنا گیا - اور وہ اس سوال کو تسلی بخش طور سے حل کرنے کے لئے مہاراج صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے - ان سب نے آپ کے فرمان کو بسر و چشم قبول کر لیا - لیکن جب

چودہ سوال تحریر کیے۔ اور ایسوسی ایشن کی معرفت حاکم منی سے جواب طلب کیا۔ مگر اُس نے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ آپ نے اُسے مباحثہ کے لیے چیلنج دیا۔ مگر اُس نے تحریری سوال و جواب سے فیصلہ کرنے کی رضامندی ظاہر کی۔ ادھیاتم سار کتاب پر سوال و جواب ہوتے رہے۔ اخیر میں تمام مسودہ اکٹھا کر کے "جین ایسوسی ایشن آف انڈیا بمبئی" کے پاس بھیج دیا گیا۔ ایسوسی ایشن نے مسودہ کو ہندوستان کے مختلف حصص میں جین پنڈتوں۔ سادھوؤں اور یوجوں کے پاس رائے زنی کے لیے بھیج دیا۔ سب نے اتفاق رائے سے حاکم منی جی کی کتاب پر آپکے اٹھائے ہوئے سوالوں کو معنی خیز تسلیم کیا اور حاکم منی کے جوابات کو نہایت غیر تسلی بخش قرار دیا۔ مسودے کو معہ رائے جو موصول ہوئیں بمبئی ایسوایشن نے اپنی برانچ کے پاس سورت بھیج دیا۔ شری سنگ کی ایک میٹنگ بلا کر حاکم منی جی اور اُن کے پیروؤں کے روبرو تمام مثل کو پڑھ کر سنا یا گیا۔ حاکم منی کی کتاب غلط قرار دی گئی۔ اور اُسے درست کرنے کی ہدایت کی گئی جسے حاکم منی نے شرمندگی کے باعث تسلیم کر لیا۔

اصلاح کے جو کام احمد آباد میں شروع کیے گئے تھے اُنھیں اِس جگہ بھی دہرایا گیا۔ سورت میں لڈوا شری مال اور دیگر جاتیوں کے جینیوں سے درمیان سخت کش مکش تھی۔ ایک طرف اوسوال۔ پوربال وغیرہ نے لڈوا شری مال جینیوں کا بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ آپ اتحاد کے لیے کھڑے رہتے اور اِس مقصد میں

آپ کے فراخ چہرے اور خندہ پیشانی کو دیکھ کر لوگ پوچھتے تھے کہ یہ عالی جاہ مہاتما کون ہیں۔ غرض جس شان و شوکت سے اِس جگہ استقبال ہوا۔ گجرات میں اور کہیں نہیں ہوا تھا۔

آپ کو بڑا چوہٹہ کے فراخ اپاسرہ میں اُتارا گیا۔ وہاں پہنچتے ہی آپ نے حسب دستور ایک فصیح دیاکھیان دیا۔ اور حاضرین پر جین دھرم کی فضیلت ظاہر کی۔ امرت کی مانند دھرم اُپدیش کو سن کر سورت نواسی نہایت خوش ہوئے۔ اگلے ہی روز "آل جین ایسوسی ایشن آف انڈیا بمبئی" کے پریسیڈنٹ اور سکرٹری معہ دیگر کارکنان کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ایسوسی ایشن کے قایم ہونے کی خوشخبری سنائی۔ ملکی آزادی اور ترقی کی لہر کے زیرِ اثر بمبئی کے تعلیم یافتہ اشخاص نے اِس ایسو سی ایشن کو قایم کیا تھا۔ اِس کا مقصد جین سماج میں اتفاق اور اتحاد پیدا کر کے سماجک اور دھارمک نقائص کو دور کرنا اور جین سماج میں بیداری پیدا کرنا تھا۔ ایسوسی ایشن کے سرگرم ممبران اِس کی شاخیں بڑے بڑے شہروں میں جاری کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اِس غرض سے وہ سورت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے کارکنان کو اِس نیک کام کے مکمل کرنے کے لئے اشیرباد دی اور اپنی مدد کا یقین دلا کر اُن کی حوصلہ افزائی کی۔ جلد ہی سورت میں اور گجرات کے کئی ایک شہروں میں ایسوسی ایشن کی شاخیں قایم ہو گئیں۔

آپ نے حاکم منی کی تصنیف کی ہوئی کتاب ادھیاتم سار چھ

خزانوں کو دیکھکر خوش ہوتے تھے۔ دوسری طرف جین سماج کی جہالت
کو دیکھکر افسوس کرتے تھے یہ صرف جینی لوگوں کی بے علمی اور بے سمجھی
کا نتیجہ تھا کہ نہایت قیمتی کتابیں پڑی پڑی گل اور سڑ رہی ہیں۔ آپ
کے اپدیش سے کھمبات کے جینیوں نے روپئے جمع کرکے قدیم شاستروں
کو جو تاڑ پتروں پر لکھے ہوئے تھے۔ اور زمانہ کے اثرات سے نابود
ہو رہے تھے۔ نقل کرایا۔ بعض کی جلدیں بندھوائی گئیں اور بعض قیمتی
اور نایاب شاستروں کو کپڑوں میں لپیٹ کر الماریوں میں لگوایا گیا۔
اگیان تمر بھاسکر نام کی کتاب جو آپ نے انبالہ میں نامکمل چھوڑ دی تھی
اُسے کھمبات میں لکھ ڈالا۔ بکرم سمت ۱۹۴۲ کا چترماس شروع
ہونے سے پہلے آپ سورت کے قصد سے کھمبات سے روانہ ہوکر
بھڑوچ میں آئے اِس جگہ بیسویں ترتھنکر شری منی سوبرت سوامی جی
کی نہایت قدیم پرتما کے درشن کئے سورت کے جینیوں کو آپ کی
آمد آمد کا اِس قدر شوق تھا۔ کہ بہت سے لوگ سورت سے بھڑوچ
چلے آئے۔ اور آپ کے ہمراہ پیدل سورت تک گئے۔ آپ کے
استقبال کی سورت میں بڑے تنج دھج سے تیاریاں ہو رہی تھیں
چار پانچ میل تک سینکڑوں مرد و زن آپ کے استقبال کو آئے
شہر میں پہنچتے پہنچتے تقریباً پندرہ ہزار آدمیوں کا ہجوم ہوگیا۔ اور
دور تک لوگوں کی دو رویہ قطاریں صف باندھے کھڑی تھیں شردھا کا
عقیدت نشان باجے کے ساتھ سرو قد جھنڈے لہراتے ہوئے اور
جین دھرم کے جے کارے بلاتے ہوئے اور خوشی کے شادیانے
بجاتے ہوئے مہاراج صاحب کے ہمراہ برہنہ پا چل رہے تھے۔

کتاب مہاراج صاحب کو پیش کی اور حاکم منی کے حالات سنائے۔ اور اُنھیں سمت ۱۹۴۲ کا چترماس سورت میں کرنے کی درخواست کی۔ یہ ڈیپوٹیشن اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔ سورت نواسی جینیوں کو اِس بات سے بڑی خوشی ہوئی۔ حاکم مُنی کو یقین تھا کہ اِس کے دلائل ناقابل تردید ہیں۔ اور آپ اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ مگر بہت سے جینیوں کو اِس بات کا پختہ یقین تھا۔ کہ حاکم منی بہت جلد خاموش ہو جائے گا۔ احمد آباد میں آپ نے ایک کتاب "بنام سمیکت شلیوا دھار" تصنیف کی۔ یہ کتاب سیٹھ تل کوٹھاری کی بنائی ہوئی کتاب سمیکت سار کے جواب میں لکھی گئی۔

چترماس ختم ہونے کے بعد آپ شری سنتر بجے تیرتھ پر آئے وہاں سے کئی ایک مقام پر ہوتے ہوئے۔ ریاست لیمڑی میں تشریف لائے آپ کے دھرم اُپدیش کی تعریف سنکر راجہ صاحب اپنے پنڈتوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے بہت دیر تک پنڈت آپ سے سنسکرت میں بات چیت کرتے رہے۔ جتنے ایام آپ یہاں ٹھہرے راجہ صاحب روز مرہ درشن کو آتے رہے۔ اور آپ سے دھرم کے متعلق سوال جواب کرکے نہایت خوش ہوتے تھے۔ آپ نے کھمبات کے شاستر بھنڈاروں کی تعریف سن رکھی تھی۔ اُن کے ملاحظہ کے لئے آپ شہر کھمبات میں تشریف لائے۔ سیٹھ پوپٹ بھائی امرچند نے بڑے جلوس کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ اور آپ کی حسب خواہش شہر کے بھنڈاروں کو کھلوا دیا۔ ایک طرف آپ جین آچاریوں کے علم و ہنر کے

میں بھی آئی مگر اس وقت کچھ نہ کہا ۔ دل میں خیال کر لیا کہ اب سمیر
پھنا پارش ناتھ جی کی مورتی کو موقع ملنے پر ضرور ہی پنجاب میں بھجوانا
ہے ۔ تاکہ جینیوں کو اپنی طاقت کا گھمنڈ نہ رہے ۔ غرض جو آپ نے
کہا وہ کر دکھایا ۔

بکرم سمت ۱۹۴۲ کے چترماس کے لئے احمد آباد میں ہی بڑودہ
بھڑوچ ۔ سورت وغیرہ شہروں سے درخواستیں آنے لگیں ۔ اس
وقت سورت میں عالم منی کا زور تھا اور وہ اعلانیہ کہتا تھا ۔ کہ اس
زمانہ میں کوئی جین سادھو ہو ہی نہیں سکتا ۔ اس نے جین فلاسفی
پر اپنے خیالات کے اشاعت کے لئے ایک کتاب "بنام ادھیاتم
سار" تصنیف کی تھی اس کتاب کے پڑھنے سے جین دھرم کے متعلق
کئی ایک غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں تھیں کیونکہ اس کے لکھنے کا مدعا
محض خود غرضی تھا ۔ عالم منی اپنی علمیت کے باعث سورت کے
بہت سے جینیوں کو اپنے جال میں پھنسا رہا تھا ۔

بال برہمچاری سیٹھ کلیان بھائی تنسکر داس جی جیسے سمجھ دار
دھارمک لوگوں کو عالم منی کی غلطیوں کا احساس تھا ۔ مگر اسے
راہ راست پر لانے کی ہمت نہ تھی ۔ شری سنگ سورت نے
آپ کے پاس احمد آباد میں ایک ڈیپوٹیشن زیر سرکردگی بال برہمچاری
سیٹھ کلیان بھائی تنسکر داس سیٹھ بھول چند ۔ شو چند ۔ سیٹھ
چھگن چند بھائی چند سیٹھ چونی بھائی ۔ کستور چند ۔ سیٹھ گوکل چند
لال بھائی ۔ سیٹھ کلیان چند وجے چند وغیرہ شری سنگ سورت
کے برگزیدہ اصحاب کو احمد آباد روانہ کیا ڈیپوٹیشن نے ادھیاتم سار"

گھر سے منگوا کر پنجاب بھجوا دو۔ اسی طرح بہت سی مورتیاں اور قیمتی اشیاء پنجاب روانہ کی گئیں۔

پالی تانہ سے بھی تقریباً تیس پینتیس پرتمائیں شری سنگ احمد آباد کی معرفت دستیاب ہوئیں۔ کچھ نواسی سیٹھ نرسی کیشو جی بمبئی کے برگزیدہ اصحاب میں سے تھے۔ اُن سے بھی پندرہ مورتیاں شترنجے تیرتھ سے پنجاب بھیجنے کی اجازت مانگی گئی۔ سیٹھ صاحب نے جواب میں تحریر کیا کہ میرے پاس مورتیاں تھوڑی ہیں۔ اس لئے براہ مہربانی پندرہ کی بجائے حسب پسند دس لے لی جاویں۔ آپ کا ارادہ بڑی بڑی مورتیاں لینے کا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ سیٹھ صاحب کو قلق ہو پانچ چھوٹی مورتیوں پر نشان لگوائے۔ بمبئی نواسی سیٹھ ہرچند دیپچند آپ کے ہمراہ تھے انھوں نے کہا مہاراج چھوٹی مورتیوں کے بجائے بڑی کیوں نہیں لیتے۔ سیٹھ صاحب کی اجازت حسب پسند دس مورتیاں لینے کی ہے۔ تو پھر کیوں نہ فائدہ اٹھایا جاوے۔ آپ نے باقی پانچ بڑی بڑی مورتیوں پر نشان لگایا۔

سیٹھ موتی شاہ کی ٹونک میں سہسر پھنا پارشو ناتھ جی کی ایک مورتی نہایت ہی اچھی تھی۔ آپ اُسے پنجاب بھجوانا چاہتے تھے مگر موتی شاہ کا منیم جتیوں کے پکش میں تھا۔ جب آپ اور مندروں سے مورتیاں بھجوا رہے تھے تب وہ منیم جتیوں کے بہکانے سے علانیہ کہتا تھا کہ آنند دیجے اگر میرے سیٹھ کی ٹونک سے کوئی مورتی لے کر دکھلائے تو میں اس کے رسوخ کو سمجھ سکوں جب تک میں زندہ ہوں کسی کو ایک مورتی بھی دینے نہیں دوں گا۔ یہ بات آپ کے سننے

کہ ہم اپنے ہی خرچ سے ان مورتیوں کو پنجاب کے شہروں میں گورُو
مہاراج کے احکام کے مطابق پہنچاویں اِس معقول تجویز سے ہر ایک
نے اتفاق کیا - اور اُسی وقت ۳۵۰۰ روپیہ اکٹھا ہو گیا جس سے
تمام مورتیاں پنجاب کے شہروں میں بھیجی گئیں -

خاص سیٹھ پریما بھائی نے مہاویر سوامی جی کے مندر کی بالائی
منزل سے سات عدد مورتیاں اس طرح چند ایک مورتیاں سیٹھ
دلپت بھائی کی ماتا جی نے دیں - وہ ایک روز آپ اسرہ میں درشن
کو آئیں - سیٹھ دلپت بھائی بھی وہیں مہاراج صاحب کے
قدموں میں حاضر تھے - آپ نے سیٹھ کی ماتا سے کہا کہ مجھے شری
سمبھوناتھ جی کے مندر سے دو مورتیاں پسند ہیں اگر آپ
اجازت دیں تو وہ پنجاب بھیجدی جاویں - ماتا یہ سنکر خاموش
رہیں - مگر سیٹھ دلپت بھائی نے کہا - ماتا جی خاموش کیوں ہو گورُو
مہاراج نے مورتیاں مانگی ہیں - دیدو - ماتا نے ہاں کہہ دی
آپ نے کہا - کہ ابھی ایک چیز اور مانگنی ہے - مورتیاں تو پنجاب
میں پہنچ ہی جاویں گی - پنجابیوں کو چندووں کی (زربفت سایبان)
ضرورت ہے - تم بھی ایک دو - ماتا نے کہا - کہ میرے پاس تین
چھوٹے چندوے موجود ہیں - اگر آپ چاہیں تو تینوں ارسال
کر دوں اس پر سیٹھ دلپت بھائی نے کہا - ماتا جی - اگر کوئی چیز
بھینٹ کرنی ہو تو وہ بہتر سے بہتر ہونی چاہیئے ابھی حال میں جو چندوہ
پانچسو روپیئے کی لاگت سے بنوایا ہے اُسے بھیجدو پنجابی دیکھ کر
خوش ہونگے - ماتا نے کہا - بہت اچھا وہ پنجابیوں کا ہو چکا فورا

توضرور مگر سیر مانگو گے تو آدھ سیر دیں گے۔ آپ نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ اگر آپ بنیئے ہو تو میں بنیوں کا گورو ہوں۔ سیر چیز مانگونگا اور سوا سیر لیکر چھوڑوں گا۔ اِس قسم کی بات چیت کے بعد آپ نے کہا۔ شری سنگ احمد آباد پنجابی جینیوں کی کچھ خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اِس میں میرا مشورہ طلب کیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ پنجاب میں دیو پوجن کے لئے نہ مندر ہی ہیں۔ اور نہ مورتیاں۔ مندر تعمیر کرنے کا اُنھوں نے ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اب مورتیوں کی ضرورت ہے۔ وہ آپ کے یہاں مندروں میں بہت تعداد میں موجود ہیں۔ اگر آپ پنجاب نواسی سودھرمیوں کو اپنی محبت اور اُلفت کا کوئی تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں تو بہتر اگ پرماتما کی منوہر پرتماؤں سے بیش بہا تحفہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ وہ ایسے تحفہ کو لیکر ہمیشہ کے لئے گجرات نواسیوں کے مشکور رہیں گے۔ یہ سنکر سیٹھ لوگ بہت خوش ہوئے مگر صبح ہی جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی۔ تو چند کوتاہ اندیش آدمیوں نے رکاوٹ ڈالنا شروع کیا اور بے معنی اعتراض اٹھائے۔ آخر کار سمجھ دار طبقہ کی رائے غالب رہی اور شری سنگ احمد آباد کی منظوری سے کئی ایک پرتمائیں پنجاب بھیجنے کے لئے آپ نے چُن لیں۔ ایک روز دیا کھیان میں کھڑے ہو کر ایک سیٹھ نے کہا۔ بھائیو میری رائے ہے کہ مورتیاں پنجاب دیش میں بھیجنے کیلئے چنی گئی ہیں اُنھیں بھیجنے کا خرچ بھی شری سنگ احمد آباد ادا کرے کیونکہ جو چیز تحفہ کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ وہ سجن (محسن) کے گھر پہنچائی جاتی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے

سنیکڑوں میلوں کا سفر طے کر کے دوبارہ ہمیں درشن دیئے ہیں۔ برائے مہربانی آپ فرما دیں کہ ہم سیوک آپ کی کیا خدمت بجا لاسکتے ہیں" آپ نے جواب دیا۔ میں نے کیا اپکار کیا۔ یہ سب گورو مہاراج کی کرپا ہے۔ کام کرنے والے تو آپ ہیں۔ میں صرف نمت (ذریعہ) ہوں۔ میری خدمت اِسی میں ہے کہ میرے دیئے ہوئے دھرم اُپدیش کو دل میں جگہ دیکر اُس پر عمل کرو۔ سیٹھ پرما بھائی جی نے پھر کہا۔ شری سنگ احمد آباد کی رائے ہے کہ آپ نے سناتن جین دھرم کے جو پیرو پنجاب میں بنائے ہیں۔ اُن کی کچھ مدد کی جاوے۔ کرپا کر کے آپ ہی ہمیں بتا دیں کہ ہم اُن کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ یہ سنکر مہاراج صاحب خوش ہوئے اور کہا۔" پنجاب میں کوئی سو دو سو جینی نہیں ہیں وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ آپ قول پر پختہ رہیں میں کسی وقت اُن کی مدد کے لئے شری سنگ احمد آباد سے بھیک مانگوں گا۔

چترماس کے اختتام کے قریب ایک رات سندھیا کے بعد آپ نے سیٹھ پرما بھائی سے کہا۔ آپ کو قول یاد ہے میں پنجابیوں کے لئے کچھ مانگتا ہوں آپ دیجئے سیٹھ صاحب نے کہا۔ ہم اپنے پنجابی بھائیوں کی خدمت کر کے نہایت خوش ہونگے۔ آپ حکم کریں ہم اُسے بجا لاویں گے۔ آپ نے کہا۔ ذرا سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ میرے مانگنے پر انکار کر دو۔ کیونکہ جب میں ایک دفعہ مانگ چکونگا تو پھر آپ کو وہ اشیاء دینی ہی پڑیں گی۔ سیٹھ صاحب نے ہنسی سے کہا۔ مہاراج ہم بنیئے ہیں۔ آپ کے مانگنے پر دیں گے

احمد آباد میں کئی ایک مندروں سے وابستہ تہ خانے تھے
جن میں اسلامی جور و تعدی کے زمانہ میں پرتمائیں (مورتیاں)
بند کردی گئی تھیں۔ اگرچہ اندھیرگردی کا زمانہ گذر چکا تھا۔ اور
ملک میں امن و امان تھا۔ پھر بھی وہ تہ خانے بند ہی پڑے تھے
آپ کے اپدیش سے اُنھیں کھلوایا گیا۔ اور وہاں اُن کی پوجا ہونے
ہونے لگی۔ جیرن ادہار فنڈ قایم ہوگیا۔ اور شکستہ مندروں کی
مرمت ہونے لگی۔ دھارمک تعلیم کے متعلق تھوڑا بہت بندوبست
تو ہو ہی چکا تھا۔ اب اُسے بہتر بنانے کی کوشش کی گئی پروشنوں
کے دنوں میں مندروں میں اٹھائی مہوتسو ہوتے رہے۔ اور شان
و شوکت سے رتھ یاترا اور جلوس نکلتے رہے۔ آپ کا اُپدیش ہر
خاص و عام کے لئے یہ تھا۔ کہ دنیاوی اخراجات کو کم کرکے دھرم
کی اشاعت کے لئے اس طرح جلسے مہوتسو کرو جس سے سماج مضبوط
ہو اور دوسرے لوگوں پر جین دھرم کا سکہ بیٹھ جائے۔ گجرات
میں بیاہ شادی کے موقعوں پر زر کثیر صرف کرکے درگھوڑے اور
برادری کو پُرتکلف ضیافتیں کھلانے کا رواج تھا۔ آپ نے اُسے
کم کرکے جینیوں کو کفایت شعاری کا اُپدیش دیا۔

آپ کے کئے ہوئے اُپکار سے متاثر ہو کر شری سنگ
احمد آباد نے آپ کو کچھ صلا دینے کی تجویز کی۔ اِس غرض سے ایک
روز سیٹھ پریما بھائی جی نے دیاکھیان میں آپ سے درخواست
کی "گورو مہاراج" جو اُپکار آپ نے ہمارے پر کئے ہیں۔ ہم اُن کا
عوض کسی طرح بھی نہیں دے سکتے۔ آپ نے ہماری درخواست پر

ہدایت کی۔ مگر جین سماج کی شومیٔ قسمت سے کارگر ثابت نہ ہوئی۔ تاہم اِس کوشش کا اتنا اثر ہوا۔ کہ دھارمک کاموں میں اختلاف مٹ گیا۔ اور وہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانے لگے۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر اُس وقت مختلف جاتیاں مِلکر جین سماج کی سینسارک اور وہارمک حالت کو دُرست کرنے کی کوشش کرتیں۔ شاستر بھنڈاروں کو کھلوانے میں کچھ دقت محسوس نہیں ہوئی۔ کیونکہ اِس بات کا اُپدیش پہلے ہی کافی دیا جاچکا تھا۔ وہ تنگ و تاریک تہ خانوں سے نکالکر روشنی میں لائے گئے۔ اور اُن کے مطالعہ سے فیضیاب ہونے کا ہر خاص و عام کو موقع مِلگیا۔ اُن دِنوں مشہور ریسرچ سکالر پیٹرسن احمد آباد میں ریسرچ کا کام کر رہا تھا باوجود کوششوں کے آسے مفید مطلب جین شاستر دستیاب نہ ہوئے تھے۔ آپ کے اُپدیش سے پُستکیں تہ خانوں سے نکالکر لائبریریوں میں چُنی گئیں اور باقاعدہ فہرستیں بننے سے پیٹرسن کا اِرادہ برآیا۔ اور اُس نے چند ایک جین شاستروں کو بغور دیکھا۔ وہ اکثر آپ کے پاس آیا کرتا تھا اور آپ کی علمیت کا مداح تھا ایک دن جب کہ آپ سادھوؤں کو سبق پڑھا رہے تھے۔ پیٹرسن اُپاسرے میں تشریف لایا۔ اور آپ سے درخواست کی کہ وہ اُنکا سادھوؤں کو پڑھانے کا طریقہ دیکھنا چاہتا ہے۔ آپ نے اجازت دے دی اور وہ اندر چلا آیا پیٹرسن آپ کا پڑھانے کا طریقہ اور چیلوں کے دل میں گُرو کے لئے عزت کے جذبے اور اُنکو جین طریقے کے مطابق سبق لیتے ہوئے دیکھکر نہایت خوش ہوا۔

اس دفعہ آپ کی حیثیت ایک اجنبی سادھو کی نہ تھی۔ بلکہ آپ ایک مسلّمہ عالم کی طرح تھے۔ اب کوئی شانتی ساگر آپ کے مقابلے کو نہ نکلا اصلاح کا میدان تو کسیقدر پہلے ہی بنا لیا تھا۔ اب اُسی کام کو تقویت دینے کی ضرورت تھی۔ احمد آباد میں اوّل ہی کام آپ نے یہ کیا۔ کہ جن سادھوؤں کو پنجاب میں آپ نے دکھشا دی تھی۔ انھیں اِس جگہ گنی جی مہاراج شری مکتی وجے جی کے ہاتھ سے بڑی دیکشا دلائی۔ اِس چترماس میں سامعین کے خواہش کے مطابق شری اوشیک سوتر شری دھرم رتن شاستر سے ویاکھیان سناتے رہے عنقریب سات ہزار مرد و زن کی حاضری ہوتی تھی۔

نگر سیٹھ پریما بھائی جی وسیٹھ مگن لال دلپت رام جی جیسے باعزت اور بارسوخ اصحاب آپ کے خیالات کی اشاعت اور تقویت کرنے کے لئے کمربستہ تھے۔ آپ کی پہلی کوشش جین سنگ احمد آباد میں اتحاد پیدا کرنا تھا۔ جیسے کہ بیان کیا جاچکا ہے۔ اوسوال شریمال وغیرہ جاتیاں نہ صرف ایک دوسرے سے رشتہ ناطہ نہ کرتی تھیں بلکہ وہ دیگر سماجک کاموں میں بھی اکٹھا ہونا پسند نہ کرتی تھیں۔ وہ ایک دوسرے کے ہمراہ ایک ہی صف میں بیٹھ کر نہ کھاتی تھیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں تنازعات رکھتی تھیں۔ یہ حالت نہ صرف احمد آباد میں ہی تھی بلکہ گجرات اور کاٹھیاواڑ کے دوسرے شہروں میں بھی پائی جاتی تھی سماج کی منتشر طاقتوں کے لئے کام کرنا محال ہے مگر باہمی اتحاد ہو جانے سے بڑے بڑے کام باسانی سرانجام پا جاتے ہیں۔ آپ نے مختلف جین جاتیوں کو شیر و شکر کرنے کی ازحد

ایک ڈاکو معلوم دیتا ہے۔ وہ ضرور ہماری طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے درخت پر چڑھا ہے۔ باقی ڈاکو بھی ضرور وہیں ہونگے اب آگے بڑھنا خطرناک ہے۔ اِس لئے سر وہی واپس جاکر ڈاکوؤں کی اطلاع دینی چاہیئے۔ آپ نے ایک دفعہ اُن کی پھر حوصلہ افزائی کی۔ اور کہا کہ وہ جس طرح اِس ندی سے بھاگ گئے ہیں۔ ضرور وہاں سے بھی بھاگ جاویں گے۔ جب سادھوؤں کا اس طرح مسلح دستہ آپ کی زیر سرکردگی اور آگے بڑھا۔ تو آپ کا خیال درست نکلا۔ دستہ کو مستعدی سے اپنی جانب بڑھتا ہوا دیکھ کر وہ آدمی درخت سے کود پڑا اور ڈاکو وہاں سے بھاگ نکلے سب سادھوؤں نے وہاں جاکر ڈاکوؤں کے نشانات دیکھے اور سپاہی بھی زور زور سے ڈاکوؤں پر آوازے کسنے لگے۔

اس طرح کی خطرناک منزل کو طے کرکے آپ آبوراج تشریف فرما ہوئے وہاں سے سپاہی واپس ہو گئے۔ اور سنیاسی بھی جُدا ہو گئے۔ آپ درشن جاترا کرکے آبو سے پالن پور جہاں گجرات نواسیوں کی طرف سے آپ کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں بیس سادھوؤں کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ پالن پور میں بیسیوں جگہوں کے سرکردہ اصحاب آپ کے استقبال کے لئے اکھٹے ہوئے ہوئے تھے۔ اسجگہ آپ چند روز ٹھہرے اور گجرات کے حالات سے واقفیت حاصل کی۔ آپنے آئندہ پروگرام کو مدنظر رکھ کر بکرم سمت ۱۹۴۱ کا چترماس احمد آباد کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اور جلد ہی وہاں آپہنچے۔

صاحب کو ندی دکھائی اور اُس جھنڈ کی طرف اشارہ کیا جس کے نیچے بیٹھنے کی رپورٹ انھیں دی گئی تھی۔ آپ نے وقت کی نزاکت کو پہچان کر سادھوؤں کے چار چار کی پانچ ٹولیاں بنا دیں۔ اور قطاریں سپاہیوں کی طرح مارچ کرنے کا حکم دیا ساتھ ہی انھیں اِس بات کی ہدایت کی کہ ڈنڈوں کو لٹکائے رکھنے کی بجائے چستی سے بندوق کی طرح کندھوں پر رکھیں۔ چاروں سپاہیوں کو سادھوؤں کے آگے اِسی طرح کی ایک قطار بنا کر چلنے کی ہدایت کی اسیطرح سادھوؤں کے پیچھے جٹادھاری سنیاسیوں کی قطاریں بندھوا دیں۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ دور سے دیکھنے والوں کو ایسا معلوم دے جیسے کوئی سپاہیوں کا دستہ مارچ کرتا ہوا چلا آرہا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے ہر ایک کو ہدایت کی کہ دائیں بائیں آگے پیچھے احتیاط سے دیکھتے رہیں تاکہ کسی طرف سے ڈاکو اچانک نہ ٹوٹ پڑیں۔ اس طرح سب کے سب قدم بقدم آگے بڑھنے لگے جب ندی کے قریب پہنچے تو درختوں کے جھنڈ کی طرف بغور دیکھا مگر اُسے خالی پایا۔ سپاہیوں نے ارد گرد دیکھا تو وہاں پر ڈاکوؤں کے نشان پائے اُنھوں نے آپ کو بلا کر دکھایا کہ وہ نشان ڈاکوؤں کے ہیں اُنکے ساتھ اسباب بھی تھا اور وہ ابھی ابھی ہمیں دیکھکر یہاں سے بھاگے معلوم دیتے ہیں۔ سپاہیوں نے کہا کہ ابھی بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ ڈاکو یہاں سے بھاگ کر کہیں نزدیک ہی بیٹھے ہوں گے۔ جب تھوڑی سی دور آگے بڑھے تو ایک سپاہی نے کچھ دور درخت کی طرف اشارہ کیا اور آپ کو بتایا۔ کہ وہ دیکھو اُس درخت پر

اِس راستے سے کیسے آ گئے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ میں دس میل کا چکر کاٹ کر یہاں پہنچا ہوں۔ ڈاکوؤں کو ندی میں بیٹھے دیکھ کر میں واپس ہو گیا تھا اور اب دور کے راستے سے یہاں آیا ہوں۔ ڈاکوؤں کا نام سنکر سپاہیوں کے ہوش باختہ ہو گئے۔ اور وہ آپ سے دُور کے راستے سے چلنے کی درخواست کرنے لگے۔ آپ نے کہا۔ کہ ہمیں آبو جی جلد پہنچنا ہے۔ ہم تمھیں سروہی سے ساتھ نہیں لائے دیوان صاحب نے ہی تمھیں کچھ کہا ہوگا اگر تمھاری مرضی واپس جانے کی ہو۔ تو خوشی سے لوٹ جاؤ ہم تو اِسی راستے سے جائیں گے۔ اگرچہ ڈاکوؤں کے ڈر سے سپاہیوں کا دل کانپ رہا تھا۔ پھر بھی واپس لوٹنا نہ چاہتے تھے کیوں کہ اِس طرح منی مہاراجکان کو اکیلے چھوڑ جانے سے اُنھیں برخاستگی کا ڈر تھا۔ آپ نے سپاہیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لڑوئے ہو کر ڈرتے ہو۔ اگر تمھاری ہمت یہی ہے تو آج سے کبھی تلوار کو ہاتھ مت لگانا۔ یہ سنکر سپاہی ہچکچانے لگے اور کہنے لگے کہ ہمیں کچھ خطرہ نہیں۔ ہم تو آپکی حفاظت کے لئے آئے ہیں۔ ڈاکو خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں جیتے جی کسی سادھو کو اُنھیں ہاتھ تک نہ لگانے دیں گے۔ آپ نے گھوڑے سوار سے اُن ڈاکوؤں کے چھپنے کی جگہ کا نشان پوچھا۔ جب اُس نے بتایا تو سپاہی کہنے لگے کہ ہم سمجھ گئے ہیں۔ اور اُس جگہ کے آنے سے پیشتر ہی آپ کو خبردار کر دیں گے۔

اِس کے بعد آپ سب آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے جب ڈاکوؤں کے چھپنے کی جگہ قریب آگئی تو سپاہیوں نے مہاراج

کے مدت تک تندرست اور سلامت رہنے کے لئے دست بدعا تھے۔
بالی میں آپ نے پنج تیرتھی کی یاترا کا پھر قصد کیا اور متبرک تیرتھوں کے درشن کرتے ہوئے سرغیت سے گجرات کی جانب روانہ ہوئے اور ریاست سروہی میں آپہنچے۔ یہاں کا دیوان سیٹھ ملاپ چند جو شہر سورت کا باشندہ تھا۔ وہ مہاراج صاحب کا بھگت شراوک تھا۔ چند روز سروہی ٹھہر کر آپ نے آبو کی طرف بہار کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ دیوان ملاپ چند نے راستہ خطرناک ہونے کی وجہ سے واقف کار چار سپاہیوں کو آبو تک آپ کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ اگرچہ آپ کو ان کی ضرورت نہ تھی۔ پھر بھی اُن ایام میں چند ڈاکہ کی واردات ہونے کی وجہ سے دیوان صاحب نے سپاہیوں کو ہمراہ بھیجنا ضروری خیال کیا۔ آپ سادھوؤں کے ساتھ شہر کا دروازہ ہی نکلے تھے۔ کہ چند جٹا دھاری سنیاسیوں نے آکر آپ سے درخواست کی کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ آبو پہاڑ پر جا رہے ہیں۔ ہمیں بھی وہیں جانا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے ہمراہ ہی چلیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ ہمیں کچھ اعتراض نہیں اگر ہمارے ساتھ چلنے سے تمہارا بھلا ہوتا ہو تو ہم خوش ہیں۔ اس طرح سنیاسیوں اور سپاہیوں کے ساتھ آپ جنگلی راستہ سے آبو کی طرف چلنے لگے۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک شراوک گھوڑا دوڑاتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ اور قدموں پر گر کر درخواست کی اے سوامی ناتھ آپ اس راستہ سے ہرگز نہ جائیں کیونکہ ڈیڑھ میل کے فاصلے پر منش کے قریب ڈاکو بیٹھے ہیں۔ اور وہ راہی مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ تم

کئی ایک مقاموں سے ہوتے ہوئے ریاست بیکانیر کے جینیوں کی درخواست پر وہاں تشریف لے گئے اور بکرم سمت ۱۹۴۰ کا چترماس وہیں کیا۔ اِس جگہ آپ نے بیس ستھانک پوجا بنائی اور لوگوں کو دھرم اُپدیش سُنا کر مشکور کیا۔ اِس جگہ آپ کے ششش رتن ہنی شری لکشمی وجے جی سخت بیمار ہو گئے۔ مگر خوش قسمتی سے بلاء ناگہانی سے بچ گئے۔

مہاراج لکشمی وجے جی آپ کے مشیر کار دست راست تھے اِس لئے اِنھیں چھوڑ کر آپ آگے جانا نہ چاہتے تھے اگرچہ چترماس ختم ہو چکا تھا۔ پھر بھی آپ وہیں ٹھہرے رہے۔ اور مکمل صحت ہونے پر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور چھوٹی چھوٹی منزلیں طے کرتے ہوئے بالی (مارواڑ) پہنچے۔ مہاراج لکشمی وجے جی پر اِس جگہ بیماری کا دوبارہ حملہ ہو گیا۔ اور وہ چند روز کی سخت بیماری کے بعد سورگباش ہو گئے۔ ایسے عالی دماغ اور فرمانبردار ششش کے بے وقت فوت ہو جانے سے آپ کے آیندہ کام کے پروگرام کو بہت ضعف پہنچا۔ ظالم موت بھی عجیب بلا ہے۔ جب آتی ہے۔ تو عالم اور نادان امیر وغریب بڑے اور چھوٹے میں کچھ تمیز نہیں کرتی موت کے ظالم پنجے نے ایک پنڈت رتن کو ہمیشہ کے لئے سماج سے جدا کر دیا۔ جونہی لکشمی وجے جی کے سورگ باش ہو جانے کی خبر پنجاب اور گجرات میں سنی گئی۔ لوگ نہایت غمگین ہوئے۔ اُن کے دل میں صرف اِس بات کا حوصلہ تھا۔ کہ شری آنند وجے جی مہاراج اُن کی بہتری اور بہبودی کے لئے موجود ہیں۔ وہ پرماتما کے حضور میں گورو مہاراج

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ مانس کھانے سے دوسرے عیب کیونکر لگ جاتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ آپ پہلوان ہو۔ ہر روز کشتی لڑتے ہو۔ تمہارے لئے برہمچرج کی رکھشا کرنا ضروری ہے۔ مگر مانس کھانے سے نفسانی خواہشات کی زیادتی ہوتی ہے۔ نفس کا غلام اگر شادی شدہ نہ ہو۔ تو یقینی طور سے بازاری عورت کے پاس جاتا ہے۔ جو شراب کی ترغیب دیتی ہے۔ اور آخرکار انسان کو چاہ ضلالت میں گرا دیتی ہے۔ رنڈی باز انسان عیبوں کا پتلا ہوتا ہے۔ پہلوانوں کی غذا گھی۔ دودھ اور بادام ہے۔ نہ کہ مانس جو کہ خونخوار جنگلی جانوروں کی خوراک ہی آپ کے اُپدیش کا اثر پہلوانوں پر گہرا ہوا۔ اور انھوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مہاراج آپ کا اُپدیش سچ ہے۔ مگر گوشت کھانے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔ آپ نے فوراً کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم نے کبھی مانس نہیں کھایا۔ پھر بھی تم کہتے ہو کہ میرے میں اتنی طاقت ہے کہ دہلی کا کوئی پہلوان مقابلہ نہیں کر سکتا۔ طاقت برہمچرج کی رکھشا کرنے میں ہے۔ اور برہمچرج کی رکھشا کے لئے تم ورزش تو کرتے ہو۔ مانس شراب وغیرہ نفسانی خواہشات کو بھڑکانے والی اشیاء ہیں۔ اُن سے پرہیز کرو۔ پھر دیکھو کہ تم کیسے طاقتور پہلوان نکلتے ہو۔ تمام پہلوانوں نے آپ سے مانس نہ کھانے کا نیم لے لیا۔ پھر آپ پانی لیکر دادا واڑی پر چلے گئے۔ جہاں کہ مشہور شاسن پربھاوک جین آچاریہ شری جندت سوری جی کی یادگار بنی ہوئی ہے۔

آپ مہرولی سے روانہ ہوکر جے پور۔ اجمیر اور پھر ناگور کیطرف

مضبوط بلند قد اور موٹا تازہ ہے۔ اگر تم اُس سے کشتی لڑو تو وہ ایک
مُشت سے تمہیں مار گرائے۔ تو وہ چیلوں کے ساتھ ادھر ہی آرہا
ہے۔ اور ہاتھ میں لمبا ڈنڈا لئے ہوئے ہے۔ آپ آہستہ آہستہ
اکھاڑے کے قریب آپہنچے۔ سب پہلوانوں نے اُٹھ کر بندنا کی اور
ہاتھ جوڑ کر کچھ دودھ لینے کی درخواست کی۔ آپ نے دھرم لابھ
دیا۔ اور کہا۔ بھائی تم پہلوان ہو۔ ورزش کے بعد دودھ پیو گے
اس واسطے ہم تمہاری روزمرہ کی خوراک کو کم نہیں کرنا چاہتے۔ ہاں اگر
پانی ہو تو دے دو۔ انھوں نے جواب دیا۔ ہاں جی گرم پانی بہت ہے
نہانے کے لئے بھر رکھا ہے۔ آپ کو جتنا درکار ہو لے لیں۔ وہ پہلوان
آپ کی جسمانی طاقت کو دیکھ کر بہت خوش تھے۔ اور کہنے لگے۔ مہاراج
اگر آپ کشتی لڑو تو دلی گرد نواح کے تمام پہلوانوں کو پچھاڑ دو۔ آپ نے
جواب دیا۔ کہ انسانوں سے نہیں بلکہ انسانوں سے بھی زبردست
نفسانی خواہشات سے کشتی لڑ رہے ہیں۔ اگر آپ میں بھی طاقت ہے
تو کرودھ۔ مان۔ مایا۔ اور لوبھ چار انسانی دشمنوں کو پچھاڑ دو۔ اور
اپنی اندریوں کو قابو میں کرو۔ وہ پہلوان کہنے لگے۔ مہاراج تم تو سب
پر بھاری ہیں۔ دودھ اور گھی کھاتے ہیں۔ کشتی لڑتے ہیں اور شکار
کھیلتے ہیں۔ آپ نے اُن کے بھگتی بھاؤ کو دیکھ کر کہا۔ کہ اور تو تم سب
ٹھیک کرتے ہو۔ لیکن شکار کھیلنا درست نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے کہ
اگر شکار نہ کھیلیں تو مانس کہاں سے ملے۔ یہ سنکر آپ نے پُر اثر الفاظ
میں گوشت خوری کی تردید کی اور کہا کہ یہ ایک ایسا عیب ہے۔ جس
سے باقی تمام عیب لگ جاتے ہیں۔ پہلوانوں نے دریافت کیا۔ کہ

"گجرات کو دوبارہ روانگی اور احمدآباد اور سورت کے چترماس"

گجرات کی طرف دوبارہ روانگی کی وجوہات بیان کی جا چکی ہیں۔ چترماس ختم ہوتے ہی انبالہ سے روانہ ہو کر معہ کل چیلوں کے دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ چند روز وہاں قیام کر کے مہرولی چلے گئے۔ وہاں قطب صاحب کی لاٹھ اور مہاراج پرتھی راج کا مندر اور دیگر عمارتیں دیکھنے میں آئیں۔ جین اتہاس سے واقفیت کی وجہ سے آپ کو یقین تھا۔ کہ مہاراج پرتھوی راج جین دھرمی تھا۔ اور ترتھنکر بھگوان کی پرستش کرتا تھا۔ پرتھوی راج کے مندر کو بغور دیکھنے سے در و دیوار پر ترتھنکروں اور جین دیوی دیوتاؤں کی تصویریں کھدی ہوئی نظر آئیں۔ اگرچہ تصویریں شکستہ تھیں۔ پھر بھی بناوٹ سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ جین دھرمیوں کے دیوی دیوتاؤں کی تصویریں ہیں۔ جس جگہ پر قطب صاحب کی لاٹھ استادہ ہے اُس جگہ پر کسی وقت جین مندروں کا انبوہ تھا اور یہ لاٹھ انھیں مسمار کر کے ان کے مسالے سے تعمیر کی ہوئی خیال کی جاتی ہے اس جگہ چند ایک شکستہ عمارتوں کی بناوٹ سے جین فن تعمیر کا اثر جھلکتا ہے۔

تواریخی عمارتوں کو بغور دیکھتے ہوئے آپ دادا واڑی (جین آچاریہ شری جندت سوری جی مہاراج کا سمادھی مندر) کے درشن کرنے کو چل پڑے۔ راستہ میں ایک اکھاڑے میں پہلوان ورزش کر رہے تھے۔ مہاراج صاحب کے ڈیل ڈول۔ تندرست اور توانا جسم کو دیکھ کر ایک پہلوان نے دوسرے پہلوان سے کہا۔ وہ دیکھو سادھو کس قدر

اس جدو جہد میں کئی ایک بحث مباحثے ہوئے - جن میں آپ کامیاب ہوئے اور جین دھرمیوں کے حوصلے بلند ہوگئے - غرضکہ اُن ایام میں آپ نے پنجاب کے جینیوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا - انبالہ میں آپنے ویدک دھرم کے متعلق ایک کتاب بنام "اگیان تمر بھاسکر" لکھنی شروع کی مگر ضروری لٹریچر کے پنجاب میں دستیاب نہ ہونے سے آپ نے اُسے نامکمل چھوڑ دیا - اور سترہ بھیدی پوجا (بھجنوں کی پستک) بنائی - انبالہ کا چترماس ختم ہوتے ہی آپ دوبارہ دیش گجرات کی طرف روانہ ہوگئے - وجوہات یہ تھیں -

(۱) آپ نے گجرات - کاٹھیاواڑ کے جینیوں سے وہاں دوبارہ تشریف لے جانے کا اقرار کیا ہوا تھا اور وہاں کے برگزیدہ اصحاب کے خطوط لگاتار آ رہے تھے -

(۲) گجرات میں کام کا میدان وسیع تھا - سماجک اصلاح کے علاوہ شاستر بھنڈاروں کی سنبھال اور جین مندروں کا جیرن اودھار (مرمت) کا کام نہایت ضروری تھا -

(۳) آپ کو مطالعہ سے از حد اُلفت تھی اور آپ وہاں کے شاستر بھنڈاروں میں رکھی ہوئی بہترین تصانیف پڑھنے کے شائق تھے آپ کا ارادہ چند کتابیں تصنیف کرنے کا تھا -

(۴) پنجاب میں جین ترتھنکروں کی مورتیوں کی از حد ضرورت تھی اور آپ گجرات کے مندروں سے مورتیاں لیکر پنجاب میں بھجوانے کا ارادہ رکھتے تھے -

(۵) تیرتھ یاترا کا خیال بذاتِ خود دلکشش تھا -

سفر کرکے متزلزل دلوں کو پختہ بنایا اور دھرم اُپدیش سنا کر اُنھیں سناتن جین دھرم کے سروپ سے آگاہ کیا۔ جینیوں کو مورتی پوجا کی عظمت اور ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اور اُنھوں نے اپنے اپنے شہر میں شری بھگوان کا مندر بنوانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جب سے آپ پنجاب میں تشریف لائے تھے۔ تب سے ہی گجرات نواسیوں کے خط پر خط وصول ہو رہے تھے۔ کہ گجرات کب تک تشریف لاویں گے۔ پانچ سالہ متواتر محنت کے بعد مہاراج صاحب کو یقین ہو گیا کہ اب ان کے پیروں کا اعتقاد پختہ ہو گیا ہے۔ اور اُن کی واقفیت اس قدر ادھوری نہیں کہ کوئی اُنھیں دھوکا یا ڈر سے اپنے دام میں پھنسا سکے۔ آپ نے اہل جین کو نہ صرف سناتن جین دھرم سے ہی واقفیت کرائی۔ بلکہ غیر مذاہب کی دینی کتب کا حال سنا کر جین شاستروں سے اُن کا مقابلہ کرکے ظاہر کیا۔ کہ جین دھرم کا فلسفہ اور اخلاقی پہلو نہایت شاندار رہے اور جین دھرمیوں کو بجا طور سے اس پر فخر کرنا چاہیئے۔ پنجاب میں جین تیوہار منانے کا جذبہ قریباً نابود ہو چکا تھا۔ صرف پریوشن کے دنوں میں تپسیا اور جیو دیا کرانے سے کہیں کہیں عوام الناس کو پتہ لگتا تھا کہ جینیوں کا بھی کوئی تیوہار ہے۔ اپنے لوگوں کو جین مہاپرشوں کا اتہاس سُنایا اور پر جینتی۔ دیوالی۔ گیان پنچمی وغیرہ تیوہار تزک و شان سے منا کر بزرگوں کی یادگار تازہ کرنے کا اُپدیش دیا۔ اور پریوشنوں کے دنوں میں دھوم دھام سے منانے کی ریتی چلائی۔ اور اہل جین کی توجہ ویدک دیوی دیوتاؤں سے ہٹا کر جین دیوی دیوتاؤں کی طرف مبذول کی۔

اس کا نام سُندر وجے رکھا۔ یہاں سے روانہ ہو کر آپ اپنے مسکن
آبا و اجداد کی جائے سکونت موضع کلس میں تشریف فرما ہوئے۔ جونہی
آپ کے دنیاوی رشتہ داروں کو معلوم ہوا۔ وہ آپ کے درشنوں
کو دوڑے آئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں گاؤں کے لوگ ارد گرد
جمع ہو گئے۔ وہ آپ کو اپنے چیلوں کے ساتھ دیکھ کر نہایت خوش
ہوئے۔ چچازاد بھائیوں کا خون محبت کے باعث حرکت میں آگیا۔
ایک طرف آپ کے درشنوں سے خوشی ہو رہی تھی دوسری طرف
آپ کے خانہ داری ترک کر دینے سے افسوس ہو رہا تھا۔ آپ اُن
کے دلی جذبات کو سمجھ گئے اور سب مجمع کو مخاطب کر کے دھرم اُپدیش
سُنایا۔ لوگوں کے سر آپ کے قدموں پر جھک گئے۔ اور وہ
گنیش چند پتا اور رویا دیوی ماتا کے گن گانے لگے۔ جنہوں نے کہ
ایسے رتن پتر کو جنم دیا۔ یہاں سے بھیرہ مندر کی جاترا کر کے رام نگر
اور قلعہ دیدار سنگھ ہوتے ہوئے گجرانوالہ آئے۔ اور رفتہ رفتہ
گاؤں گاؤں پھرتے ہوئے ہوشیارپور آئے اور بکرم سمت ۱۹۳۸
کا چترماس اس جگہ کیا۔ جو کتاب سمت ۱۹۳۷ میں گوجرانوالہ میں
لکھنی شروع کی تھی وہ اس جگہ ختم کر دی۔ بکرم سمت ۱۹۳۹ کے
چترماس میں جو شہر انبالہ میں ہوا اس کتاب کو برائے اشاعت رائے
بہادر سیٹھ دھنپت سنگھ جی کلکتہ نواسی کو دے دیا۔

آپ نے گجرات سے واپس آکر پنجاب میں پانچ چترماس مندرجہ
ذیل جگہوں پر کئے۔ انبالہ۔ لدھیانہ۔ ہوشیارپور۔ جنڈیالہ۔
گجرانوالہ۔ فیروزپور وغیرہ اضلاع کے شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں

آنا مشکل ہے۔ مگر گرہستی تو جب بھی چاہیں۔ دھن خرچ کر کے درشن کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

زیرہ سے آپ پٹی تشریف لائے۔ اور لوگوں کو ست دھرم اپدیش سنا کر سناتن جین دھرم کی پیروی کرنے کی تلقین کی۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ رفع کرنے کو آتے رہے اور تسلی بخش جواب پا کر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ پٹی سے امرتسر ہوتے ہوئے۔ گوجرانوالہ کو روانہ ہو گئے۔ اور بکرم سمت ۱۹۳۷ کا چترماس یہیں کیا۔ آپ کے گورو شری بدھی وجے جی کے اپدیش سے چند ایک پیشتر ہی مورتی پوجا کے حامی بن چکے تھے۔ انھوں نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ آپ کے دھرم اپدیشوں سے متاثر ہو کر کئی ایک ستھانک واسی جین شاستروں کے مطابق مورتی پوجا کرنے لگے۔ اِس جگہ آپ کے ویاکھیانوں میں اہل جین کے علاوہ اور بھی ہندو مسلمان اور سکھ اصحاب آتے تھے۔ اور ایک جین سادھو کی فصیح بیانی طرز اپدیش اور علمیت کو دیکھ کر حیران تھے دھرم تتووں کو دلکش پیرائے میں بیان کرنا بھی ایک ہنر ہے آپ اس ہنر سے مزین تھے اس جگہ اہل جین نے آپ سے دست بستہ التماس کی کہ جین دھرم سے واقفیت بہم پہنچانے والی کوئی پستک عام فہم ہندی بھاشا میں تصنیف کی جائے۔ اِس غرض کو پورا کرنے کے لئے آپ نے جین تتو ادرش لکھنا شروع کیا۔

چترماس کے ختم ہونے پر گوجرانوالہ سے آپ پنڈ دادنخان تشریف لائے اور اِس جگہ پر امرت سر نواسی ہو تی چند اوسوال کو دیکھا دیکر

ہوتا تھا وہاں کے اہل جین باوجود سخت پابندیوں اور بندشوں کے خاص مقدار میں آپ کے پیروبن کر شری اگ بھگوان کی تعریف کے راگ الاپتے تھے باوجود مخالفت یہ چترماس نہایت خوشی سے ختم ہوا۔ آپ کے پیرو اعتقاد میں پختہ ہو گئے۔

جنڈیالہ سے روانہ ہو کر آپ زیرہ تشریف آور ہوئے۔ لڑکپن کے ہمجولی آپ کے جاہ و جلال کو دیکھ کر نہایت خوش ہوتے تھے اور آپ سے گجرات دیش کے حالات سن کر سیر نہ ہوتے تھے ایک روز جب کہ آپ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ ہمجولیوں نے پستکیں دیکھنی شروع کیں۔ دیکھتے دیکھتے ایک دستی تحریر شدہ کاپی ملی۔ جس میں آپ کے گجرات کے چترماس کے حالات مندروں اور تیرتھوں کی نمائیں بنائے ہوئے بھجن راستے اور گذرگاہیں۔ قابل شراوکوں کے نام اُن کا طرز زندگی۔ رہائش۔ خوراک۔ پوشاک۔ سماجک اور دھارمک کمزوریوں کے متعلق لکھا تھا۔ ہمجولی اس کاپی کو دیکھ ہی رہے تھے کہ آپ واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے کاپی اُن کے ہاتھ سے پکڑ لی۔ اور کہا کہ اس میں تمہارے مطلب کی کوئی چیز نہیں ہے اگر کوئی اور شخص ہوتا تو ضرور سخت سست کہتے مگر لڑکپن کے ہمجولیوں کی اُلفت اور محبت نے اجازت نہ دی۔ کہ اُن سے اچھی طرح جواب طلب ہو سکے۔ ایک ماہ کے قیام سے یہاں کے کثیر تعداد جینیوں کو سناتن جین دھرم کے عقیدوں میں پختہ کر دیا۔ جب آپ زیرہ سے روانہ ہونے لگے تو آپ کے شردھالو شراوک آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ مگر آپ نے تسلی دی اور کہا کہ دھرم میں درڑھ رہو۔ سادھوؤں کے لئے ایک ہی جگہ بار بار

جیسے مہاپرش عالمگیر بادشاہت کو ٹھکرا کر دکھشا کیوں لیتے ۔ کیا
جمو کمار ۔ شالی بھدر ۔ دھنا کمار ۔ ابھے کمار ۔ میگھ کمار جیسے مہاپرش
تنگ دست تھے ۔ اگر ایسے ایسے لائق اور ہونہار شہزادے اور
امیر زادے دکھشا لے سکتے ہیں میں کس گنتی میں ہوں ۔ اِس جلسے
کا میسّر ہونا میری خوش قسمتی ہے بیٹے کا پختہ ارادہ دیکھ کر باپ
خوش ہوا ۔ اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی چاہی ۔ اُس نے
اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے گورو مہاراج صاحب سے
درخواست کی کہ ہنس وجے جی کی بڑی دکھشا بڑودہ میں ہو ۔

ہوشیار پور سے روانہ ہو کر آپ جنڈیالہ گرو میں تشریف
لائے اور بکرم سمت ۱۹۳۶ کا چترماس اِسی جگہ کیا ۔ پنجاب کے
دیگر شہروں کی طرح جنڈیالہ کے کئی شراوک بھی آپ کی عدم
موجودگی میں آپ کے عقیدوں میں وشواس کھو بیٹھے تھے یہ چترماس
انھیں ہوشیار کرنے کے لئے ہی ہوا تھا ۔ مشکل یہ تھی کہ بہت
سے جینیوں کو مخالفوں نے زور دے کر اِس بات کا نیم کرا دیا تھا
کہ وہ آپ سے ہرگز گفتگو نہ کریں گے ۔ اس قسم کا ہٹ دھرم
ہر طرح کی ترقی کے راستہ میں سدِّ راہ ہوتا ہے آپ پنجاب میں
جہاں بھی جاتے تھے ۔ آپ مخالفوں کو کھلا چیلنج دیتے تھے کہ آؤ مرد
میدان بن کر مباحثہ کرو ۔ میرے سوالات کا جواب دو اور
میرے پر سوالات کر کے جواب حاصل کرو ۔ آپ اپنے پکش
کی مضبوطی کے لئے زبردست حوالے اور ناقابل تردید دلائل پیش
کرتے تھے ۔ ہر جگہ آپ کی شخصیت کام کرتی تھی ۔ جہاں بھی چترماس

شری ہنس وجے جی رکھا گیا۔ مہاراج ہیر وجے جی کی دکھشا بھی ان کے ساتھ اسی جگہ ہوئی۔

انبالہ سے بہار کر کے آپ معہ سادھوؤں کے ہوشیارپور آئے۔ اِس جگہ مہاراج ہنس وجے جی کے والد بزرگوار اپنے فرزند کی دی ارادہ کی جانچ کرنے کے لئے بڑودہ سے آئے۔ اگرچہ سیٹھ صاحب آپ کے بھگت تھے۔ مگر اپنے نور نظر کی محبت اور الفت سے بیتاب ہو کر بے صبر ہو رہے تھے۔ سیٹھ صاحب نے آتے ہی آپ سے سوال کیا کہ آپ نے میرے لڑکے کو کس کی اجازت سے دکھشا دی۔ آپ نے نہایت تحمل سے بے صبر باپ کو اپنے اپدیش سے شانت کیا۔ اور فرمایا کہ دکھشا شری منی کمتی وجے جی کی فرمایش سے دی گئی ہے۔ آپ نہایت خوش قسمت ہیں کہ آپکے فرزند ارجمند نے عالم شباب میں لذات نفسانی کو ترک کر کے جین سادھو کی ذمہ داریوں کو اٹھایا ہے۔ سیٹھ جی نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے کہا۔ کہ میرا راحت جان۔ جاہ و حشمت کا مالک ہے۔ وہ کنگال نہیں۔ کہ اس طرح کاسۂ گدائی ہاتھ میں لئے مصیبتیں جھیلتا پھرے۔ آپ جواب دینے کو ہی تھے۔ کہ ہنس وجے جی نے خود نہایت ادب سے اپنے دنیاوی والد بزرگوار سے عرض کی کہ کیا محض کنگال ہی دکھشا لیا کرتے ہیں۔ دکھشا وہ انمول رتن ہے جسے ترلوکی ناتھ تیرتھنکر بھگوان گرہن کرتے ہیں۔ اگر سادھو کا جامہ محض کنگالوں کے لئے ہی ہوتا۔ تو بھگوان شانتی ناتھ جی ارے ناتھ جی۔ کنتھوناتھ جی شری بھرت چکرورتی۔ اور سنت کمار

چپ ہوگئے۔

دو ماہ بعد آپ نے آپ سے بڑے گمتی وجے جی گنی جو اندنوں احمدآباد میں تھے اُن کے پاس خط تحریر کیا اور حالات مفصل طور پر تحریر کئے۔ اُنھوں نے جو پرانسچیت آپ کے لئے تجویز کر کے تحریر کیا آپ نے اُسے بسر و چشم منظور کیا۔ اور اُسی طرح کیا جس طرح انہوں نے حکم دیا تھا۔

ایک رات مہاراج لکشمی وجے جی نے خواب دیکھا کہ انھیں دو رتن دستیاب ہوئے ہیں۔ صبح ہوتے ہی اُس خواب کی تعبیر آپ سے دریافت کی۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ خواب نہایت اچھا ہے اور نیک پھل کا دینے والا ہے میرا خیال ہے کہ جلد ہی دو رتن کی مانند بلند ستارہ ششش دستیاب ہونگے۔ ابھی دو دن ہی گذرے تھے کہ ریاست بڑودہ کے رہنے والے دو ہونہار نوجوان مسمی چھگن لال و چھوٹے لال انبالہ آپہنچے۔ ہر دو نوجوان آپ کے طرز اپدیش کے گرویدہ ہو کر شیدائی ہو چکے تھے۔ وہ آپ کے پاس دیکھشا لینے کے لئے تیار تھے۔ اُن کے دل میں ویراگ کا جذبہ موزن تھا۔ ہر دو نوجوان متمول خاندان سے تھے اُن کے والدین کو یہ گوارا نہ تھا۔ کہ اُن کے لخت جگر امارت کو چھوڑ کر فقیری اختیار کر لیویں۔ مگر دلی خواہش زبردست ہونے سے انبالہ چلے آئے۔ اُن کے پاس مہاراج گمتی وجے جی کا ایک خط تھا۔ اُسے پڑھکر شری آتمارام جی نے انھیں چیلہ بنانا قبول کر لیا۔ تھوڑی ہی مدت بعد نہایت دھوم دھام سے ہر دو نوجوان کی دکھشا انبالہ شہر میں ہوگئی۔ چھگن لال کا نام شری کانتی وجے جی اور چھوٹے لال کا نام

اصحاب کو واس کمیپ دیا۔

چوماسہ بکرم سمت ۱۹۳۵ کا لدھیانہ میں ہی کیا۔ اِس سال پنجاب میں موسمی بخار کا بڑا زور رہا۔ اور اسی مرض خونخوار نے آپ کے شسش رتن عالم رائے جی پر وار کیا شری عالم رائے جی ماہ ماگھ میں سورگ واس ہو گئے آپ بڑے عالم پنڈت تھے۔ رات دن گورو مہاراج کی سیوا میں مستعد رہا کرتے تھے۔

تھوڑے دن بعد آپ کو اس شدّت کا بخار ہوا۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ مرض طول پکڑ گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ ہر فرد بشر کا دل غمگین ہو گیا۔ اوسان خطا ہو گئے۔ آخر بعد صلاح مشورہ اور ہدایت حکیم و ڈاکٹروں کے تبدیلی ہوا کے لئے انبالہ میں بذریعہ ریل لے جانے کی ٹھہری۔ قریب قریب بہت سے شراوک اس طرح بذریعہ ریل انبالہ میں لے جانے پر نضد ہوئے اور اس فعل کو سادھو دھرم میں بندش ہونے کی وجہ سے (کیونکہ سادھو پا پیادہ سفر کیا کرتے ہیں) شاستر کے برخلاف بتایا۔ مگر لالہ کنورسین مالیر کوٹلہ والے جو کہ بڑے عالم فاضل شاستر سے واقف اور زمانہ شناس تھے انبالہ لے جانے پر تیار ہو گئے اُن کے رعب سے کوئی ان کا کہنا نامنظور نہ کر سکا۔ اور فی الفور آپ کو انبالہ پہنچایا گیا۔ انبالہ میں آب و ہوا درست تھی جب بخار اُترا۔ اور حواس برقرار ہوئے۔ اپنے آپ کو انبالہ میں پایا۔ تعجب سے کہنے لگے کہ کیا ہوا۔ کیا میرے دماغ میں نقص ہے یا اندر جال کا کھیل ہو رہا ہے۔ یا خواب دیکھ رہا ہوں۔ لدھیانہ سے انبالہ کس طرح پہنچا۔ سب ماجرہ آپ کے گوش گذار کیا گیا۔ آپ

پہنچکر آپ نے نہایت موثر اُپدیش دیا۔ حاضرین پر وجد کا عالم طاری ہو گیا چند یوم آپ یہاں ٹھہرے۔ لوگ آپ سے گجرات دیش کے حالات اور یاترا کا تذکرہ سُنکر از حد خوش و خرم ہوئے۔ یہاں کا پوج اُتم رکھ آپ کا دھرم اُپدیش سُنکر آپ کا چیلہ ہونے کا خواہشمند ہوا۔ جو ادیوت وجے کے نام سے مشہور ہوا۔

یہاں چند یوم قیام کر کے لدھیانہ میں پدھارے۔ آپکی تشریف آوری کی خبر دور و نزدیک سب جگہ پہنچ چکی تھی۔ لدھیانہ میں درشن کرنے کے لئے بہت سی تعداد میں لوگ پہنچے۔ نہایت تزک و احتشام سے آپ کا سواگت کیا گیا۔ اور مخالفین کے ارادوں پر بجلی گر پڑی۔

یہاں پر پوج اُتم رکھ نی چند جین سکنہ مدکی ضلع فیروز۔ اُتم چند جین سکنہ ہوشیارپور۔ سرکھ چند جین سکنہ پالی (مارواڑ) موتی چند جین سکنہ جہجوں۔ ان پانچوں کو لدھیانہ ہی میں دکشا دی اور ان کے نام اُدیوت وجے جی۔ ونے وجے جی۔ کلیان وجے جی۔ سمتی وجے جی۔ موتی وجے جی رکھے گئے۔ اِس مبارک موقع پر اندازاً ایک ہزار سے زائد مرد و زن دیگر مقامات سے آئے تھے۔ ورگھوڑا بڑی دھوم سے نکلا۔ ایک طرف انگریزی باجا بج رہا تھا دوسری طرف کشمیری باجا اپنی بہار دکھا رہا تھا۔ بازار رتھوں بگھیوں بہلیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے جھنڈ روھو جا لہرا رہی تھی اس کے پیچھے ہاتھی جھول رہے تھے اس کے بعد پھلواڑی کی شان عجیب نرالی تھی۔ پولیس افسران کیطرف سے انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ رنگ منڈپ ورنسی میں بنایا گیا تھا۔ آپ نے پُر اثر تقریر کر کے اور سادھو دھرم کی مشکلات سنا کر مذکورہ بالا

غریب بیچارے آفت کے مارے دانے دانے کو ترس رہے تھے اہل منعم غریبوں تیئے ہاتھوں دن کو بھی دروازے بند رکھتے تھے۔ تاہم سخی دل دوسروں کی مصیبت میں اپنی امارت کا صحیح استعمال کرتے تھے اور فیاضی سے اناج بہم پہنچایا کرتے تھے۔

آپکو اِس مصیبت کے باعث کئی کئی دن تک پوری بھکشا نہ ملتی تھی اور صبر و استقلال سے سادھو دھرم پہ چلتے ہوئے منزل بمنزل کوچ کرتے جاڑے اور بھوک کی تکلیف اٹھاتے ہوئے جے پور پہنچے۔ اور یہاں سے دہلی بدھارے۔

آپ کا دہلی پہنچنا تھا۔ کہ سناتن جین سمپردائے کے لئے سورج نکل آیا۔ اور مخالفین کے حوصلے پست ہو گئے۔ دہلی میں بہت سے سہانگ واسی آپ کے پاس مورتی پوجا کے متعلق سوال و جواب کرنے آئے اور جواب باثواب پاکر آپ کے پیرو ہو گئے دہلی سے بطرف انبالہ روانہ ہوئے۔

پنجاب میں زور شور سے آپ کے استقبال کی تیاریاں ہونے لگیں۔ مخالفین اس کوشش میں تھے کہ جہاں تک ہو سکے استقبال رُک جائے اور ناکامی کا منہ دیکھیں مگر آسمان پر تھوکنے والے کے منہ ہی پر تھوک پڑا کرتا ہے۔ جوں جوں آپ انبالہ کے نزدیک پہنچے گئے عقیدت مندوں کے دل میں جوش بڑھتا گیا۔ چونکہ پانچ سالہ جدائی میں آپ کے دیدار کو ترس رہے تھے آخر وہ نیک ساعت آپہنچی۔ اور انبالہ میں بڑی دھوم دھام باجے گاجے سے استقبال ہوا۔ بازار مکانات لوگوں سے پُر تھے۔ پُرزور نعروں سے آسمان گونج رہا تھا۔ اُپاسرہ

جنکی تعداد چونتیس تھی مقررہ یوم مباحثہ سے پیشتر ہی شہر ہذا سے چلدیئے۔ ایک سادھو جس کا نام ہرش چندر تھا وہاں رہ گیا۔ اور مرد میدان بننے کے خیال سے وہاں ڈٹا رہا۔ وہ بھی مباحثہ کے دن سے پہلے ہی آپ کے ویاکھیان سنکر آپ پر ایمان لے آیا۔ اور آپ کے دست مبارک سے دکشا دھارن کر کے ہرش وجے کے نام سے موسوم ہوا۔

وقت تھا۔ کہ جودھپور اوسوال جاتی کا مرکز تھا۔ ماروا ڑ کا تمام علاقہ اوسوالوں سے بھرپور تھا۔ راجدھانی ہونے سے یہاں بہت امیر کبیر بارسوخ معززین سکونت رکھتے تھے۔ اور اعلیٰ عہدوں پر بھی ممتاز تھے۔ سماجک رسم و رواج بگڑ جانے اور دھرم اپدیش نہ ملنے کی وجہ سے غیر قوموں میں مل گئے۔ جاتی زوال ہو گیا۔ تعداد لاکھوں سے ہزاروں رہ گئی۔

موقع مناسب سمجھ کر آپنے بکرم سمت ۱۹۳۴ کا چوماسہ جودھپور میں ہی کیا۔ یہاں آپ نے پبلک میں ویاکھیان کھلے طور پر دینے شروع کئے۔ آپ کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ بہت سے جین جو غیر مذھبوں کا شکار ہو چکے تھے۔ واپس آئے۔ اور جین دھرم پر یقین لائے۔ صرف چار ماہ کے قلیل عرصہ میں ہی پچاس گھر سے پانسو گھر بن گئے۔ (کیوں نہ ہو۔ آپ جیسے مہاتما کے اپدیش سے اگر بھولا ہوا راہِ راست پر نہ آئے تو اور کونسا وقت نصیب ہو سکتا ہے)

چترماس ختم ہونے پر جودھپور سے بہار کیا۔ اِس سال غضب کی قحط سالی تھی۔ قلت بارش سے ہر طرف ویرانہ ہی ویرانہ نظر آتا تھا۔ خاص کر مارواڑ میں تو لوگوں کا بہت ہی برا حال تھا۔ فاقہ کشی سے

نکلوا کر ملاحظہ کئے۔ اور کئی ایک کی نقلیں بھی کرائیں۔ بہت شاستروں کی خراب وخستہ حالت دیکھ کر اُن کی حفاظت کیلئے تاکید کی۔

یہاں سے تارنگا جی پہنچے۔ مہاراج کمارپال کا بنایا ہوا جین مندر قلعہ کوہ پر استادہ ہے۔ سربفلک اُنچائی ہے۔ بتیس منزلیں ہیں۔ مندر کے قریب ہی دونوں طرف شمال اور جنوب دو نصف نصف میل بلند چوٹیاں ہیں۔ جن سے نہایت دل کش نظارا ہوتا ہے۔ ان دونوں چوٹیوں پر بھی چھوٹے چھوٹے مندر بنے ہوئے ہیں۔ جن کا نام سدھ شِلا اور کوٹی شِلا مشہور ہے مندر میں دوسرے تیرتھنکر بھگوان اجیت ناتھ جی کی منوہر پرتما براجمان ہے۔ یہاں کی یاترا کر کے پالن پور آئے۔ چند روز وہاں دھرم اُپدیش دے کر سروہی ہو کر آبو جی پہنچے وہاں سے دوبارہ پنچ تیرتھی کی یاترا کی۔ اور گاؤں گاؤں دھرم اُپدیش سناتے بالی پدھارے۔

یہاں پر ایک خط جودھ پور سری سنگ کی طرف سے آپ کو ملا۔ جس میں تحریر تھا۔ کہ یہاں پر استھانک واسی سادھو بغرض مباحثہ جمع ہوئے ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی شاسترارتھ کرنا منظور کریں گے۔ یہاں کے دیوان بجے سنگھ جی مہاراج معہ راج دربار کے پنڈتوں کے منصف ہونا منظور کرتے ہیں۔ خدمت والا میں عرض ہے کہ آپ جودھ پور جلد تشریف لاویں۔

آپ نے چیلنج منظور کر لیا۔ اور جلد جودھ پور آپہنچے۔ جین فلاسفی پر چند ویاکھیان ہوئے جسے سُن کر جین واجین ہر فرد بشر آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ جین مت کی عظمت اور آپکی علمیت کا سکہ جم گیا۔ مباحثہ کرنیوالے استھانک واسی سادھو

ہر جا کہ تو روز نے نفسے جلائے گرفتی آنجا بزم و شادی کناں جائے تو بوسم

بھاؤنگر میں آپ کی خدمت میں کئی خطوط لکھے جا چکے تھے جن میں آپ کو پنجاب واپس تشریف لانے کی التجا کی گئی تھی۔ اور حالات مفصل طور پر تحریر کئے جا چکے تھے۔

آپ نے بھی اپنے فرض کو محسوس کر کے سینکڑوں میلوں کے سفر کی چنداں پرواہ نہ کرتے ہوئے پنجاب کا رُخ کیا۔ شری سنگھ گجرات نے آپ کو گجرات میں ہی رہنے کے لئے بہت روکا مگر آپ نے پھر گجرات آنے و شری سنگھ کی خدمت کرنے نیز یاترا کرنے کا یقین دلا کر تسلی دی اور شری لکشمی وجے جی وغیرہ چیلوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ امر سنگھ جسراج بھورا کے سنگ کے ساتھ شامل ہو کر پالی تانا آئے۔ اور سدھا چل کی یاترا کر کے پربھاس پاٹن ویراول۔ مانگرول وغیرہ ہو کر جونا گڈھ گرنار جی کی یاترا کر کے جام نگر پہنچے۔ یہاں تک سنگ کے ساتھ ہی رہے۔ یہاں سے علیحدہ ہو کر مورو ہی جھنجھ واڑہ وغیرہ ہوتے ہوئے شری سنکھیشور گام جہاں بھگوان پارش ناتھ جی کی مورتی جو کرشن باسدیو کو دھرنندر دیوتا کی آرادھنا سے ملی تھی۔ اور جس کے سناتر (اشناں) جل کو (جراسندھ راجا جو پرتی باسدیو تھا اور اس نے کرشن باسدیو کی فوج کو اپنی منتر سادھنا سے نوجوان سے بوڑھوں کی طرح کر دیا تھا۔) چھڑک کر اپنی فوج کو از سر نو زندہ یعنی نوجوان بنایا تھا۔ درشن کر کے پاٹن میں پدھارے۔

چند یوم یہاں ٹھہرے اور کئی شاستر بھنڈاروں سے

گجرات سے واپسی اور پنجاب میں پانچ چترماس

مہاراج آتمارام جی کی پنجاب سے عدم موجودگی آپ کے سیوکوں کیلئے کڑی آزمائش تھی
آپ کی موجودگی میں مخالفین کو دم مارنے کی طاقت نہ تھی۔ لیکن
بطرف گجرات روانہ ہوتے ہی آپ کے پیروؤں کے خلاف کئی قسم کی
سازشیں کی گئیں۔ رشتہ داروں کو اکسا کر دباؤ ڈالے گئے۔ بائیکاٹ
کی دھمکیاں دی گئیں۔ ناطے رشتے توڑ دینے کا خوف وغیرہ دلایا گیا۔
بہت قسم کی چالیں چلائی گئیں۔ مگر جو مستقل مزاج اور عالی حوصلہ دھرم
پر پورا یقین رکھنے والے تھے۔ وہ اُن گیدڑ بھبکیوں سے نہ ڈرے۔ اور
سچائی پر مستحکم رہ کر آپ کی یاد میں مشغول رہے۔ جو کمزور دل ڈرپوک
ضعیف الاعتقاد تھے۔ وہ اُن کی دھمکیوں سے تتر بتر ہو گئے۔ اور پھر
چاہ ضلالت میں گر گئے۔ مخالفین کے لئے میدان وسیع تھا۔ من مانی
افواہیں آپ کے متعلق اُڑا رہے تھے۔ کوئی کہتا۔ ڈر کر پنجاب سے بھاگ
گئے ہیں۔ دُھند کے بادل تھے کب تک رہ سکتے تھے۔ مورتی پوجا کا شجر
اب پھل چکا۔ اِن چند دنوں میں ہی مرجھا یا دیکھو۔ وغیرہ وغیرہ مخالفین
خوشی سے اُچھلتے اور بغلیں بجاتے تھے۔ مگر سچے عقیدت مند شراوک
دست بدعا۔ اور جویانِ راہ صداقت تھے۔ اشعار

خوش آنکہ تو باز آئی و من پائے تو بوسم　　　در سجدہ فتم خاکِ قدم ہائے تو بوسم

بچے پر ضرور پڑتا ہے۔ جب وہ نیک چلن نہ ہونگے تو اولاد سے کیا امید رکھ سکتے ہیں۔ وہ بھی زمانہ تھا جب کہ نانک کیتو جیسے بالکوں کو جاتی سمرن گیان ہو کر دھرم کی لگن لگ جاتی تھی۔ بحبر سوامی جی نے چھوٹی عمر میں ہی عمدہ عمدہ کھلونوں اور لذیذ کھانوں کے مقابلے میں رجوہرن اور منہ پتی کو ترجیح دی تھی۔ یہ سب سنسکاروں کا ہی نتیجہ ہے۔

شاستر بھنڈاروں کے متعلق پُر زور ہدایت کی کہ عدم حفاظت سے سب کے سب ضائع ہو رہے ہیں انھیں نقل کرایا جاوے۔ ورنہ بعد میں پچھتانا پڑے گا اور ایسے نایاب رتن کو کھو کر حسرت کے گڑھے میں گرنا ہوگا۔

ان دنوں پنجاب سے مکرر خطوط آنے شروع ہوئے جن میں تحریر تھا۔ کہ آپ کے سیوکوں پر ظلم و ستم ہو رہے ہیں کئی ایک دھمکیوں سے ڈر کر سچے دھرم کو چھوڑ کر پھر گمراہ ہو رہے ہیں۔

اگرچہ گجرات میں کام کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اور اُن کی اصلاح کا از حد خیال تھا مگر آپ کو پنجاب کے جینیوں کا اس سے زیادہ خیال تھا پنجابی بھی دل و جان سے مہاراج صاحب پر فدا تھے۔ مہاراج صاحب کو بھی خطوط پے در پے آنے سے یقین ہو گیا۔ کہ ضرور پنجابی سیوکوں پر ڈھونڈکوں کی طرف سے سختی ہوئی ہوگی۔ اور سادھوؤں کی عدم موجودگی میں اُن کو خوف زدہ کیا گیا ہوگا اس لئے گجرات کے کام کو چھوڑ کر واپس پنجاب آنے کا ارادہ مصمم کر لیا اور بعد اختتام چوماسہ بھاؤنگر سے ادھر کو کوچ کیا

اور پریم سے یاترا کر کے گرنار جی کی طرف روانہ ہوئے۔ کئی ایک گاؤں شہروں سے ہوتے ہوئے۔ جوناگڈھ آپہنچے۔ شری گرنار تیرتھ بائیسویں تیرتھنکر بھگوان نیم ناتھ جی کے نام سے وابستہ ہے۔ نیم ناتھ بھگوان کی دیکشا کیول گیان اور موکش تین کلیانک یہاں ہوئے ہیں۔ شترونجے تیرتھ کی طرح اس تیرتھ کی عظمت بھی جین شاستروں میں بہت لکھی ہے یہاں کی خوب یاترا کی۔ شہر کے باہر جہاں سے پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے وہاں سے پختہ سیڑھیاں اوپر تک بنی ہوئی ہیں جو تعداد میں دس ہزار ہیں۔ پانچ پہاڑیوں پر مندر بنے ہوئے ہیں۔ بہت سی غاریں ہیں جہاں رشی منی تپ کرتے رہے ہیں۔

اس طرح تیرتھ یاترا کرتے اور دھرم اپدیش سناتے ہوئے بکرم سمت ۱۹۳۳ کا چوماسہ آپ نے بھاونگر میں کیا احمد آباد کی طرح بھاؤنگر میں بھی جین آبادی کافی ہے۔ اور لوگوں کو بھی دھرم سے پریم ہے۔ آپ کے یہاں تشریف لانے سے پبلک کو از حد خوشی ہوئی۔ آپ نے بذریعہ اپدیش اشاعت تعلیم پر زور دیا۔ اور اپدیش سے متاثر ہو کر شراوکوں نے ایک پاٹھ شالہ جاری کر دی اور ایک نے و مالدار اصحاب نے تمامتر ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔

ایک شخص نے آپ سے ویاکھیان میں سوال کیا۔ آج کل نوجوانوں کو جس قدر ناول پڑھنے کا شوق ہے مذہبی کتب میں ویسا ہی کیوں نہیں شری جی نے فرمایا۔ یہ سب کچھ سنسکاروں کا اثر ہے۔ اگر بچے کی شروع سے ہی تعلیم و تربیت درست طریقہ سے کی جاوے تو اس کے خیالات ہمیشہ نیکی کی جانب مائل رہیں گے۔ دوم ماں باپ کے خیالات کا اثر

مذمت بھی آپ خوب کرتے تھے۔ دو بیویاں کرنے کی خرابیوں پر آپ نے ایک دفعہ ویاکھیان میں پنجابی زمیندار کا قصہ سنایا۔ جو بچے بچے کی زبان تک چڑھ گیا تھا۔ کسی زمیندار نے دو بیویاں کی تھیں۔ ایک دن وہ غلہ وغیرہ فروخت کر کے مبلغات گھر لایا۔ چور تاک لگائے پیچھے ہو لیا۔ اور ایک طرف کونے میں چھپ رہا۔ رات کا وقت تھا۔ ایک بیوی زیرین منزل میں تھی۔ دوسری اوپر۔ نیچے والی بیوی سے ملکر زمیندار اوپر جانے لگا۔ سیڑھی چوبی تھی۔ اس بیوی نے ٹانگوں سے پکڑ کر نیچے کی طرف کھینچنا شروع کیا۔ اوپر والی کو شک ہوا مبادا سب کچھ نیچے ہی نہ رہ جائے کیس (بال) پکڑ کر اوپر کھینچنا شروع کیا اور روپیہ اوپر لانے پر بضد ہوئی۔ دھکم دھکا رِیل پیل میں بیچارے کی بُری گت ہوئی۔ چور بھی تماشا دیکھتا رہا۔ شور وغل سنکر ہمسائے مدد کو آئے۔ اس اثنا میں چور بھاگنے لگا مگر پکڑا گیا۔ اور پنچایت میں پیش ہوا۔ زمیندار سے پوچھا اسے کیا سزا دی جاوے۔ کہا کہ جس روپیہ کے لالچ سے یہ چوری کرنے آیا تھا اس زر سے اس کی دو شادیاں کر دی جائیں۔ چور چلا اُٹھا۔ ہائے اس سزا سے مجھے معاف رکھا جائے اور جو سزا دل میں آئے دی جائے۔ دو بیویاں کرنے والے پر خدا کی لعنت۔

چترماس ختم ہو چکنے کے بعد آپ کا ارادہ دوسری دفعہ شری شترنجے گرنار جی وغیرہ تیرتھوں کی یاترا کرنے کا تھا مگر گجرات کاٹھیاواڑ کے چھوٹے بڑے شہروں کے سرکردہ اصحاب اپنے اپنے شہر میں لیجانے کے لئے درخواستیں کرنے لگے۔ احمدآباد نواسی یہاں سے جانے ہی نہ دیتے تھے تاہم آپ نے پالی تانا کی طرف بہار کر دیا۔ اور سدھاچل جی کی بڑے آنند

سورج دیوتا اپنا پرکاش ڈالتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے نہ کہ مغرب کی طرف جدھر غروب ہوتا ہے۔ عیسائی مشنریوں کی چکنی چپڑی باتوں میں مت آؤ۔ وہ تمہارے دھرم کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور تمہاری تہذیب کا خاکہ اڑا رہے ہیں اُن کی غلط بیانیوں سے بچنے کے لئے دھرم اُپدیش سنو اور اپنی دھارمک پشتکوں کا بغور مطالعہ کرو۔

سیٹھ دلپت بھائی کی دوستی ایک رئیس سے تھی۔ جو کہ وشنو تھا۔ اُس کا بڑا لڑکا گریجوایٹ تھا اور فیشن کا دلدادہ ہو کر پادریوں کے دام میں پھنس گیا تھا۔ اور اُن کی صحبت سے شرابنوشی گوشت خوری کا عادی ہو گیا تھا۔ اوّل میں راز پوشیدہ رہا بعد میں علانیہ کھانے پینے لگ گیا۔ اِس طرح دھرم بھرشٹ ہوتے بیٹے کو دیکھ کر والدین از حد دُکھی ہوئے۔ اور سیٹھ دلپت بھائی سے اپنا دُکھڑا سنایا۔ سیٹھ جی نے آپ سے تذکرہ کیا۔ فرمایا۔ کہ کسی طرح اُسے یہاں لاؤ۔ اُس کی قسمت اچھی ہوگی سدھر جائے گا۔ سیٹھ صاحب اُسے آپ کے پاس لے آئے۔ نوجوان نے آپ کا نام تو پہلے ہی سے سنا ہوا تھا۔ چند منٹ ہی آپ کا دھرم اُپدیش سننے سے آپ کا تابع فرمان ہو گیا۔ اور تا زندگی اُس بد صحبت سے دور رہنے کی پرتگیا کر گیا۔

آپ کا طرز فہمایش اِس قسم کا تھا۔ کہ سننے والے کو کوئی بات بھی نہ چبھتی تھی۔ بلکہ وہ اُسے پریم سے سنتا تھا اور آپ کو سچا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھنے لگ جاتا تھا۔ اور برائی کو ترک کر کے راہ راست پر آ جاتا تھا۔

اِس چوماس میں آپ نے بہت سے جین واجین نوجوانوں کو شراب نانس کی بُری لت سے بچایا۔ کثرت ازدواج کا بھی یہاں رواج تھا۔ اسکی

ادسوال شرمایاں پوروال ایک ہی تیرتھ بھگوان کی پرستش کرتے ہوئے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔ سب کو شیر و شکر ہو کر جین لٹریچر کی سنبھال کرنی چاہیے۔ پاٹھ شالائیں جاری کرنی چاہئیں۔ جن سے نوجوان تعلیم حاصل کر کے پنڈت بن سکیں اور عیسائی مشنریوں کا شکار ہونے سے بچیں کیا ہی اچھا ہو کہ نکما پڑا روپیہ مندروں کی مرمت میں صرف ہو اور اشاعت تعلیم میں خرچ ہو۔

اِس چوماس میں چند معزز شراوکوں کی التجا پر آپ نے چند پبلک تقریریں گوشت خوری اور شراب نوشی کے خلاف کیں احمد آباد جیسے شہر میں ہزاروں کا مجمع معمولی بات ہے۔ آپ کا رجحان مغربی تہذیب کے نقائص بیان کرنا تھا۔ گوشت خوری شراب نوشی وغیرہ کی تردید کرتے ہوئے عیسائی مشنریوں کی پوشیدہ کارروائیوں کا پول اچھی طرح ظاہر کرتے تھے۔ بہت انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان بھی آپ کا لیکچر سننے آتے تھے اور آپ کی وزنی اور مدلل دلائل سے دھرم سے بھرشٹ کرنے والی زہریلی لہر کے اثر سے بچ گئے۔ چند ایک آپ کے پاس تبادلۂ خیالات کے لئے آئے اور آپ کے اُپدیش سے راہ ہدایت پر آگئے۔

آپ اکثر انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں سے کہا کرتے تھے۔ کہ ہوش میں آؤ۔ تم کون ہو کدھر جا رہے ہو تمہارے بزرگوں کا کیرکٹر تمہارے لئے روشن مشعل کی مانند ہے۔ اُن کے کارہائے نمایاں پڑھو تب تم کو معلوم ہوگا۔ کہ مشرق نے مغرب کو اپنی روشنی سے کسقدر فیضیاب کیا ہے۔ تمہاری آنکھیں سنک پر ہیں اور تمہیں مشرق کی طرف جدھر سے

گجرات میں دو چترماس

بکرم سمّت ۱۹۳۲ کا چترماس آپ نے احمد آباد میں کیا۔ یہاں پر آپ کی زیادہ تر کوشش لوگوں کا چال چلن سُدھارنے کی جانب تھی۔ شانتی ساگرجی کو شکست دینے سے آپ کا سکّہ قریبًا تمام سادھوؤں اور شراوکوں پر بیٹھ گیا تھا۔ اب آپ کی انتہائی کوشش یہ تھی۔ کہ سادھوؤں کا جیون آگم انوسار بنایا جاوے۔ اور سچّے گیان کی اشاعت سے لوگوں میں دھارمک جیون پیدا کیا جاوے۔ آپ کہا کرتے تھے۔ کہ کیریکٹر سے گرا ہوا سادھو سماج کے لئے خطرناک ہستی ہوتا ہے۔ پھولوں کی مالا میں ایک پژمردہ پھول بھی سڑ جاوے تو مالا نکمّی ہو جاتی ہے۔ اِس لئے نہ صرف سادھوؤں بلکہ سمجھدار گرہستیوں کا بھی یہ ضروری فرض ہے کہ وہ جہاں بھی کسی سادھو کو خلاف قانون کام کرتے دیکھیں اُس کو روکیں یا اُسکے گُرو کو کہہ کر سمجھاویں۔

آپ جینیوں کو مجلسی سدھار دھارمک تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کے لئے از حد زور دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے ویاکھیان میں کہا کہ یہاں قوم میں ہر طرح خوشحالی اور فارغ البالی ہے۔ آبادی بھی کافی ہے۔ مگر مندروں کے حساب کتاب میں بہت گڑبڑ ہے۔ قیمتی شاستر بھنڈاریاں موجود ہیں۔ مگر اُن سے فائدہ اٹھانے والا ایک بھی نہیں

رکھا گیا - اور آپ کے چیلے موہنچند جی کا نام مکتی وجے جی اور بردھی چند جی کا وردھی وجے جی نام رکھا گیا۔ گجرات میں جاکر آپ نے جین شاستروں میں بہت کچھ واقفیت حاصل کرلی - آپ کا گجرات جانا از حد مفید ہوا جہاں کہ آپ کو مندرجہ دو چیلوں کے بعد مہاراج آتمارام جی کا گورو بننے کا فخر حاصل ہوا - اِسوقت مہاراج بوٹا رائے جی کا پروار (چیلے اُن کے چیلے وغیرہ) جین سماج کی خدمت کر رہا ہے - ایک طرف تو مہاراج آتمارام جی کی پھلواڑ نے مہکتے ہوئے پھول پیدا کئے - دوسری طرف مہاراج بردھی چند جی کے شسشیہ رتن وجے دھرم سوری جی نے جین لٹریچر کی قدر و منزلت کو بڑھایا۔

مہاراج بدھی وجے جی اپنے ہونہار فرمانبردار شسش آنند وجے جی کی بہت عزت اور تعریف کیا کرتے تھے اور سادگی سے کہدیا کرتے تھے - کہ تم بڑے عالم ہو اور موثر اُپدیش دینے والے ہو - آپ جواب میں عرض کیا کرتے تھے کہ میں نے اپنے آپکو ایک عامل سادھو کے چرنوں میں اسی لئے گرایا ہے - کہ گورو جیسا ہی باعمل بن سکوں۔ عامل کو درجہ عالم سے بدرجہا بہتر ہے - عاملوں کے سادہ لوح دل سے نکلے ہوئے الفاظ عالموں کی فصیح تقریروں سے زیادہ موثر ہوتے ہیں -

لیکر آپ صبح سے شام تک بھکشا کے لئے گھومتے رہے ہر ایک جگہ آپ کوئی نہ کوئی نقص نکال دیتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے۔ کہ دوش نقص ہوتے ہوئے انھیں نہ دیکھنے میں کوئی عقلمندی نہیں ہے۔ البتہ زمانہ کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے معمولی نقصوں کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ امر مجبوری ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ فلاں شخص آپ کو نمسکار نہیں کرتا۔ جواب دیا۔ ہر ایک شراوک روزمرہ نمسکار منتر (نوکار منتر) پڑھتا ہے اُس میں (نمولوئے سب ساھو ننگ) سب سادھوؤں کو نمسکار ہو ایسا پاٹھ آتا ہے اگر میں سادھو والے گن رکھتا ہوں تو مجھ کو بھی نمسکار ہو جاتی ہے اگر میں سادھو دھرم سے گرا ہوا ہوں تو وہ نمسکار نہ کرنے میں حق بجانب ہے۔ اور اُس سے مجھے کوئی گلا شکایت نہیں۔

چونکہ آپ کے پیر خیدہ ہی تھے اور آپ کے مخالفین آپ کو بہت تکلیف دیا کرتے تھے۔ آپ نے پنجاب سے گجرات کی طرف جانیکا ارادہ کیا۔ آپ کے بھگت رنجیدہ خاطر ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بے بسی کا اظہار کرنے لگے۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلا۔ ویر بھگتو گھبراؤ مت بھگوان کی دیا سے کوئی شیر مرد آپ کی رکھشا کے لئے میدان میں جلد آئے گا۔ مہاراج بوٹے رائے جی کو گجرات میں گئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ کہ پبلک میں یہ خبر نہایت حیرانگی سے سنی گئی کہ آتمارام جی سولہ سادھوؤں نے منہ پتی اتار دی ہے۔ اور مورتی پوجا کا پرچار کر رہے ہیں۔

مہاراج بوٹا رائے جی نے دو چیلے کئے اور اُن کو ساتھ لے کر جن کا نام موہچند اور بردھی چند تھا گجرات پہنچے اور تیرتھ یاترا کر کے دادا گورو منی وجے جی سے سمبگی وکھشا لی۔ اور آپ کا نام بوٹا رائے جی سے بدھی وجے جی

ایک دن ایک پستک پڑھنے سے آپ کے دل میں شک پیدا ہوا۔ کہ گوتم سوامی جی (جو چوبیسویں تیرتھنکر بھگوان مہابیر سوامی کے بڑے چیلے تھے) منہ پر منہ پتی کپڑا نہیں باندھتے تھے۔ اِس مضمون کو بہت سے سادھوؤں کو دکھایا۔ مگر اُن کی طرف سے وہی دقیانوسی جواب ملا کہ بغیر منہ پتی کے سادھو دھرم نہیں رہ سکتا۔ آپ کی اِس سے تسلی نہ ہوئی۔ حتّٰی کہ آپ کا اعتقاد منہ پتی باندھنے سے ہٹ گیا۔

اِس طرح ہی آپ کے مطالعہ سے ہی ایک پستک میں مورتی پوجا کا مسئلہ تھا۔ اُس کی تحقیق سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مورتی پوجا شاستروں میں تحریر ہے مگر یہ منہ بندھے برخلاف پرچار کر رہے ہیں۔ اب آپ کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہو گئی اور اِس کا اظہار شروع شروع میں آپ نے گوجرانوالہ میں کیا۔ اور اپنے تپ اور سنجم کے پربھاؤ سے کئی سمجھدار آدمیوں کو اپنا ہمخیال بنایا۔ رفتہ رفتہ گوجرانوالہ کے گرد و نواح میں بہت لوگوں میں اپنا پرچار کیا اور اپنا معتقد بنایا۔ آپ کے خیالات نہایت مضبوط تھے۔ باوجود سخت مخالفت کے آپ اپنے عقیدوں میں ثابت قدم رہے۔ اور تن تنہا پرچار کرتے رہے۔ کئی ایک مباحثوں میں نام حاصل کیا۔

آپ کے خیالات نہایت پاک اور شستہ تھے۔ جب کوئی آپ سے کوئی بات دریافت کرتا تو آپ سچ سچ کہدیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ سادھو دھرم کے مطابق بیالیس نقص رفع کر کے آہار پانی لایا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اِس زمانہ میں یہ امر نہایت دشوار ہے تاہم سادھو کا فرض ہے کہ حتی الوسع احتیاط سے کام لے۔ کئی ایک سادھو جو اِس بات پر فخر کیا کرتے تھے اُن کو ساتھ

بیٹے کے دلی خیالات سمجھ کر سادھو ہونے کی اجازت دے دی - اور نصیحت کی کہ بیٹا تم گرہستھ کو چھوڑ کر سادھو ہونے لگے ہو - خبردار ایسا نہ ہو کہ ایک گھر چھوڑ کر کئی گھر بنا لو اور منہ پر خاک لگا کر ڈیرا دھاری سادھو نہیں سوا دو بن جاؤ - کسی تیاگی نفس کش وِدوان سادھو کی تلاش کر کے اور میری رائے لیکر اُس کا چیلہ بننا -

کئی سال تک بوٹا سنگھ لایق اور سچے سادھو کی تلاش میں سرگرداں پھرتا رہا - سینکڑوں سادھوؤں سے ملا مگر اُن کا عمل درست نہ پاکر کسی کا بھی چیلہ نہ بنا - اِس جستجو میں آپ کی عمر ۲۵ سال کی ہو گئی - آخر کار ایک جین سادھو ستھانک واسی سے سنگت ہوئی - بکرم ۱۸۸۸ میں دہلی کے قریب ایک گاؤں میں دکھشا لے لی اُس وقت سے آپ کا نام بوٹا سنگھ کی بجائے بوٹا رائے رکھا گیا -

آپ اپنے گورو کے ساتھ پنجاب مارواڑ وغیرہ میں گھومتے رہے مارواڑ میں جین مندر دیکھنے سے آپ کے دل میں اس طرف رغبت ہو گئی بکرم سمت ۱۸۹۲ میں آپ اپنے گورو ناگر مل کے سورگ واس ہونے کے بعد پٹیالہ میں آ گئے - اور اِس جگہ آپ نے سخت ریاضت شروع کر دی موسم سرما میں آپ ایک ہی کھدر کی چادر میں گذارہ کرتے تھے تیسرے چوتھے روز کھانا کھایا کرتے تھے - بعد پندرہ پندرہ یوم کا برت کرنا شروع کیا اِس کے بعد پرتگیا کی کہ چھ ماہ تک دن میں ایک دفعہ ایک جگہ سے بھیک مانگنا خواہ کم ملے یا نہ ملے - اُس سے گذران کرنا - ساتھ ساتھ پڑھنے کی مہارت بھی جاری رکھی - اِس طرح تپ کرنے سے آپ کی شہرت بہت دور تک پھیل گئی - اور جین سادھوؤں میں آپ کا نام بہت مشہور ہو گیا -

یوم بعد ہی گذر جاتا تھا۔ آپ کی پیدائش سے پیشتر سردار جی نے ایک تپسوی سادھو سے دریافت کیا۔ کہ کیا میرے ہاں کوئی بچہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ سادھو نے بذریعہ جوتش وقرعہ اندازی جواب میں کہا۔ کہ اب کے لڑکا پیدا ہوگا۔ عمر دراز پائے گا۔ مگر گھر کو چھوڑ کر سادھو ہو جائے گا سردار صاحب خوش ہوئے۔ اور دل کو قرار ہوا۔ کہ خواہ سادھو ہی ہو جائے مگر زندہ تو رہے گا۔

اس ہونہار بچے کے پیدا ہونے سے والدین کو انتہائی خوشی ہوئی۔ اور پیدائش پر حسب توفیق دان پن کیا اور نام بوٹا سنگھ رکھا۔ ماں باپ کو سادھو کی کہی ہوئی بات پر یقین تھا۔ مگر یہ بات وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ کہ یہ ننھا سا بچہ جین سادھو بنے گا۔ اور جین آچاریہ شری مد وجے آنند جی کا گورو بننے کا فخر حاصل کرے گا۔

شروع سے ہی بوٹا سنگھ کو دنیاوی اشیاء سے رغبت کم تھی۔ عمر ابھی سات برس کی ہی تھی۔ کہ سایہ پدری اٹھ گیا۔ اوائل عمر میں ہی آپ نے اپنے گاؤں میں گورمکھی پڑھنی شروع کی۔ اور گرنتھ صاحب کا مطالعہ کرنے لگ گئے۔ گورو نانک صاحب کی پوتر بانی پڑھنے سے آپکے دل میں بیراگ کا جذبہ پیدا ہو گیا اور والدہ سے سادھو بننے کی اجازت چاہی۔ والدہ نے غمگین ہو کر کہا۔ بیٹا میں جانتی ہوں کہ تو سادھو ضرور بنے گا۔ میں بوڑھی ہو گئی ہوں اِس لئے میری زندگی میں تم سادھو مت بنو اور میری خدمت کرو بعد وفات کے جو تمہارا دل چاہے کرنا اب بھی تم گھر میں سادھو کی سی زندگی بسر کر رہے ہو۔ اور کوئی جنجال گرہستھ کا تمہارے گلے میں نہیں ہے بوٹا سنگھ جواب میں خاموش ہو رہا۔ کچھ عرصہ بعد والدہ نے فرمانبردار

(۳) ضیا لال جی	کمد وجے جی	(۱۰) کلیان چند جی	کلیان وجے جی
(۴) علم چند جی	رنگ وجے جی	(۱۱) نہال چند جی	ہرکھ وجے جی
(۵) سلامت رائے جی	چاتر وجے جی	(۱۲) ندہان مل جی	ہیر وجے جی
(۶) حاکم رائے جی	رتن وجے جی	(۱۳) رام لال جی	کمل وجے جی
(۷) خوب چند جی	سنتوش وجے جی	(۱۴) دھرم چند جی	امرت وجے جی
(۸) گھنیا لال جی	کوشل وجے جی	(۱۵) پربھدیال جی	چندر وجے جی
(۹) تلسی رام جی	پرمود وجے جی	(۱۶) راجی لال جی	رام وجے جی

باقی پندرہ سادھوؤں میں سے کئی ایک آپ کے شش (چیلے) ہوئے اور کئی ایک بشن چند جی مہاراج کے چیلے ہوئے۔

حالات زندگی شری بدھی وجے جی مہاراج

مہاراج بدھی وجے جی گنی جن کے آپ شش ہوئے اُن کے حالات زندگی مختصر طور پر اس طرح ہیں۔

آپ کا جنم بکرم سمت ۱۸۶۳ میں سرہند بسی کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں موضع دھوبیا میں ہوا۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی سردار ٹہل سنگھ زمیندار تھا۔ اپنے گاؤں میں نمبردار تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام شریمتی کرم دیوی تھا۔ اور وہ ایک ذیلدار کی دختر نیک اختر تھیں۔ سردار ٹہل سنگھ نصف گاؤں کا مالک تھا۔ اور راج دربار میں بہت عزت آبرو تھی مگر اولاد نہ ہونے سے ہمیشہ غمگین رہتا تھا۔ بچہ پیدا ہو کر دس پندرہ

کے فرمان پر عملی جامہ پہنانا اچھی طرح واضح ہوتا ہے۔ آپ اپنی خوبیوں کی بدولت
ہر لحاظ سے بے مثال سادھو سمجھے جاتے تھے۔ اگرچہ آپ ستھانک واسی
سادھوؤں کا لباس ترک کر کے سمبگی لباس زیب تن کر چکے تھے اور آپ
کا نت کرم مورتی پوجک شوتیامبر سادھوؤں کی طرح تھا۔ لیکن شاستر
انوسار گرو کے پاس دکھشا لیکر واس کھشیپ سر پر نہ ڈلوایا تھا۔ اگر آپ چاہتے
تو از سر نو دیکشا لئے بغیر ہی اپنا کام چلاتے رہتے۔ مگر آپ نے ستیہ چار تر
سے مزین پاک صورت نیک سیرت گرو کا چیلہ بنکر دکھشا گرہن کرنے
میں گہری دور اندیشی سے کام لیا۔ سادھو دھرم کیمطابق اپنے سے پہلے سنیاس
لئے ہوئے سادھو کو بندنا کرنی پڑتی ہے۔ گرو کے تابع فرمان ہر ایک کام
کرنا پڑتا ہے۔ اور اپنے سے بڑے سادھوؤں کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔ آپ
کو اپنی لیاقت علمیت شہرت کا ذرا بھی تکبر نہ تھا۔ ورنہ آپ کبھی دکھشا نہ لیتے
آپ اپنے زمانہ کے پہلے سادھو نہ تھے جو پنجاب سے گجرات آئے
تھے اس سے پیشتر بھی کئی سادھو ادھر آتے رہتے تھے۔ ان دنوں چند سال
پیشتر سے مہاراج بدھی وجے جی گنی (بوٹا رائے جی جنھوں نے شری
منی وجے جی المعروف وادا جی سے ڈھونڈک مت تیاگ کر شدھ سمبگی
دکھشا دھارن کی تھی) یہاں دھرم اپدیش دیتے اور یاترا کرتے پھرتے تھے۔
احمد آباد میں موجود تھے۔ ان کو گرو بنا کر ان سے واس کھشیپ حاصل کیا۔
دکھشا لینے کا موزوں کام نہایت ٹھیک وقت پر کیا۔ اس سے آپ کے
نام کو چار چاند لگ گئے اور لوگ پیشتر سے زیادہ آپ کی عزت کرنے لگے
آپ اور آپ کے ہمراہی سادھوؤں کے نام حسب ذیل رکھے گئے۔

(۱) آتمارام جی ۔ آنند وجے جی۔ (۲) بشن چند جی۔ لکشمی وجے جی۔

(۷) جیو جگدیشور توں پرمیشر پورب ننیانویں وار بھیوے
سموسرن رائن تلے تیر و۔ نرکھی انگھ مم دور گیوے

(۸) شری بملاچل مجھ من بسیو۔ مانو سنسار توں انت بھیوے
یاترا کری من توش بھیو اب جنم مرن دکھ دور کیو رے

(۹) نرمل منی جن جو تیں تار یا۔ تے تو پر سدھ سدھانت گیوے
مجھ سر کھاندک جو تار و۔ تارک ور دھاے یاح لیو ے

(۱۰) گیان ہین گن رہت ور دو ھی لیپٹ ڈیٹھ کشٹ لے کھر و رے
تجھ بن تارک کو ئی نہ دیسے جیوں جگدیشور سدھ کھرورے

(۱۱) رتن پنج نرک گتی دور نواری بھو ساگر کی پیڑ سر ورے
آتما رام انگھ پدپامی۔ موکش دو ھو تن ویگ رو ے

اس طرح شام تک بہت مندروں کے درشن کئے۔ چند روز متواتر بھگتی بھاؤ سے یاترا کر کے پالی تانہ سے گھوگا بندر میں آکر شری نوکھنڈا پارشناتھ جی کے درشن کئے۔ اور ایک بھجن بھگوان کی تعریف میں بنا کر پر بھو کی بھگتی میں از حد مسرور ہوئے۔ وہاں سے آپ بہاؤنگر تشریف لے گئے چند روز وہاں ٹھہر کر منزل بمنزل سفر طے کرتے ہوئے چترماس سے پہلے احمد آباد آگئے اور یہاں آکر شری منی وجے جی مہاراج کے ششش رتن گنی شری بدھی وجے جی مہاراج کے پاس آکر ٹھہرے۔

اس چوماس کے شروع ہونے سے پیشتر آپ نے نہایت قابل تحسین کام کیا۔ جس سے آپ کا سادھو دھرم میں مضبوط ہونا صاف عیاں ہوتا ہے۔ اور آپ کے دل میں جین سدھانت سے الفت اور شاستر

آپ معہ ہمراہی سادھوؤں کے اس مقدس تیرتھ کی یاترا کرنیکے لئے علی الصباح پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ کُل نو ٹونکیں (۹ حصے) ہیں۔ ان تمام میں چھوٹے بڑے ستائیس سو مندر ہیں۔ سب سے بڑے مندر میں آدیشور بھگوان کی منوہر مورتی کے درشن کر کے دل نہایت شاد ہوا۔ اور وہاں خود ساختہ بھجن سے بھگوان کی استتی کی۔

بھجن

اب تو پار بھئے ہم سادھو شری سدھاچل درشن کرے رے

(۱) آدیشور جن مہر کری اب پاپ پٹل سب دور بھیو رے
تن من پاون بھوی جن کیرو۔ نرکھی جنند چند سکھ تھیو رے

(۲) پنڈریک پرمو ہامنی ہو سید ہا۔ سدھ کھشیتر ہم جانیو رے
پشو پکھشی جیہان چھنک میں تریا تو ہم ورڑھ وسواس کیو رے

(۳) جن گندھرا ودھی منی ناہیں۔ کس آگے میں پکار کروں رے
جم ہم کر بملاچل بھیٹیو۔ بھو ساگر سے ناہیں ڈروں رے

(۴) دور دیشا نتر میں ہم آئے کو گورو کو نیتھ کو جال پڑیو رے
شری جن آگم ہم من مانیو۔ تب ہی گو نیتھ کو جال جریو رے

(۵) تو تم شرن وچاری آیو۔ دین اناتھ کو شرن دیو رے
جیون بملاچل پورن سوامی جنم جنم کا پاپ گیو رے

(۶) دُور بھوی ابھو نہ دیکھے سوری دھنیسر ایم کہیو رے
بملاچل پھر سے جو پرانی۔ مو کش محل تن ونگ لیو رے

چاہئیے۔ شانتی ساگر کچھ جواب نہ دے سکے اور اپنا سا منہ لیکر اپاسرہ کو چلے گئے تمام لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور آپ کی علمیت اور حاضر جوابی کی تعریف کرنے لگے۔ احمد آباد کے جینیوں پر اس مُباحثے کا اثر نہایت گہرا ہوا۔ الغرض شانتی ساگر کا جادہ ٹوٹ گیا۔ اور آپ کی شہرت کی دھاک بندھ گئی۔

شری شترنجے جی کی یاترا

آپ اور آپ کے ہمراہی سادھو شری شترنجے تیرتھ کی یاترا کے لئے بیقرار تھے باوجود احمد آباد نواسیوں کی درخواست کے آپ نے جلد پالی تانہ کا قصد کر لیا۔ اور منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے پالی تانہ جا پہنچے۔

جین شاستروں میں شری شترنجے تیرتھ کی بہت فضیلت بیان کی ہے۔ اور اسے شاشوتا (ہمیشہ قایم رہنے والا) تسلیم کیا ہے۔ لاانتہا مرد و زن نے شترنجے پہاڑ پر تپ جپ کر کے موکش پراپت کیا ہے۔ اوّل تیرتھنکر شری آدیشور بھگوان کے نام سے یہ تیرتھ خاص وابستہ ہے۔ کیونکہ آپ وہاں ننانوے ۹۹ دفعہ تشریف لائے اور چترماس کئے۔ ان کے فرزند ارجمند راجہ بھرت پہلا چکرورتی جس کے نام سے بھارت ورش نام رکھا گیا ہے۔ رین رکھ (کھرنی کا درخت) جس کے نیچے عموماً آدیشور بھگوان تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک خوبصورت اور وسیع مندر بنوایا۔ بھرت چکرورتی کے بعد بہت سے نامی گرامی راجاؤں سیٹھوں نے مختلف وقتوں میں اس کی مرمت کرائی۔ مہاراج شری رام چندر جی و پانڈو راجہ وغیرہ کے نام خاص قابل ذکر ہیں غرض جین سماج کے نزدیک یہ نہایت ہی متبرک تیرتھ ہے۔ اور مشہور آچاریوں نے اس کی تعریف میں بہت سی نظم اور نثر لکھی ہیں۔

اور آپ لوگوں کو اس کے بُرے اثرات سے بچانے کی تجاویز سوچنے لگے۔ آپ نے اوشک سوتر سنانا شروع کیا۔ جس میں سادھو کے کریہ کانڈ کا ذکر ہے۔ آپ نے مفصل دشرح دیاکھیانوں میں واضح طور سے بتایا کہ جین سادھو کی کیا صفات ہیں اور گرہستیوں کو کس طرح اور کیسے گوروؤں کو بندنا کرنی چاہیئے۔ آپ کی تقریر نہایت فصیح تھی۔ جو موثر ثابت ہوئی۔ آہستہ آہستہ لوگوں پر شانتی ساگر کی کمزوریاں ظاہر ہو گئیں۔ اس کا رسوخ دن بدن کم ہونے لگا۔

شانتی ساگر بہت دیر تک خاموش نہ رہ سکا۔ اُس نے جلدی آپکو مباحثہ کے لیئے چیلنج دیا۔ آپ نے موقع کو غنیمت سمجھکر فوراً منظور کر لیا۔

یہ خبر جلدی ہی پھیل گئی اور مباحثہ کے روز ہزاروں لوگ سیٹھ دلپت بھائی کے بنگلے میں اکٹھے ہو گئے۔ شانتی ساگر کے مداح طرح طرح کی باتیں اڑا رہے تھے اور کہتے تھے۔ کہ پنجابی سادھو کی کیا طاقت ہے جو ہمارے گرو کا مقابلہ کر سکے مباحثہ بہت دیر تک ہوتا رہا۔ شانتی ساگر نے مشکل ترین سوالات کئے مگر سب کا جواب تسلی بخش پایا۔ اب تو گیان کو چھوڑ کر سادھوؤں کے چارتر کے بارہ میں سوال و جواب ہونے لگے۔ جب سوتروں کے حوالجات سے آپ نے جین سادھوؤں کے کرتویہ لوگوں کو سنائے تو شانتی ساگر جی کے پاؤں تلے سے زمین نکلنے لگی اور وہ اپنے روزمرہ کے کرتویہ کو شاستروں کے مطابق صحیح ثابت نہ کر سکا۔

آپ نے للکار کر کہا۔ کہ چارتر کے بغیر گیان لنگڑا ہے۔ اگر عالم شخص باعمل نہ ہووے تو اُس پر سخت افسوس ہے۔ ہٹ دھرم عاقبت کو بگاڑ دیتا ہے۔ اِس لئے ہر ایک کو سچائی کی شرن لیکر جھوٹ تیاگ دینا

انتہائی کوشش میں تھے۔ کہ آپ کو اپنا ہمخیال بنا لیں۔ دیگر تپسوی منی وجے
جی جو ہمیشہ دن بھر ایک ہی دفعہ آہار اور ایک ہی دفعہ پانی پیتے تھے اس
کوشش میں تھے کہ کہیں آتما رام شانتی ساگر کا ہمخیال نہ ہونے پاوے
کیونکہ اگر یہ دونوں وددان مل گئے تو گجرات میں جین دھرم کو دھکا لگنے کا اندیشہ
ہے۔ منی وجے جی نے جوہر ساگر کو جو ایک مشہور اور وددان سادھو تھے بلوایا۔
وہ سیدھے آپ کے پاس آکر ٹھہرے اور آپ کے خیالات کی جانچ
کرنے لگے۔ تھوڑے دنوں میں انھیں آپ کے اور شانتی ساگر کے
خیالات میں زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوا۔ بس جلد ہی آپ کا شری
منی وجے جی تپسوی د بوٹے رائے جی مہاراج وردھی چند جی۔ مولچند جی سے
میل جول ہو گیا وہ اُن دنوں ہاتھی پول میں قیام پذیر تھے آپ اکثر بنیا میں
رتن وجے جی بنیا میں ودیا بل جی سے جوڈوسی واڑہ کی پول میں تھے
ملا کرتے تھے۔ شانتی ساگر جی اپنے اپاسرہ واقعہ پنجرہ پول میں
رہتے تھے۔ آپ اُن کے درشن کے لئے بھی تشریف لے گئے بتلاشی
حق کو ہر ایک سے ملنے میں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوتا ہے۔ وہاں جاکر عجیب
ماجرہ دیکھنے میں آیا۔ شانتی ساگر جی جین سادھوؤں کے اصول کیخلاف
معہ چند آدمیوں اور عورتوں کے ایک ہی دری پر بیٹھے تھے۔ قریباً دو گھنٹے
تک آپ کی اور شانتی ساگر جی کی گفتگو ہوتی رہی۔ آپکو شانتی ساگر جی کی واقفیت
اور علمیت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ تھا۔ مگر وہ نت کرم میں بہت گرا
ہوا تھا اسلئے آپ کے لئے وہ پوری عزت کا مستحق نہ تھا۔ چارتر دھرم
نہایت ضروری ہے بغیر باقاعدہ کیرکٹر کے سادھو کا جیون نِشپھل ہے
شانتی ساگر کے چارتر کو بچشم خود دیکھ کر آپ کا دل اُس سے برگشتہ ہو گیا

مگر مضمون اسقدر دلچسپ اور آواز میں وہ مٹھاس تھی۔ مضمون اس طرح خلاصہ کیا گیا تھا۔ وہ لوگ گجراتی ہوتے ہوئے بھی بخوبی سمجھتے تھے۔ جب تک آپ بولتے رہے حاضرین مکمل خاموشی سے سنتے رہے۔ اِس پہلے ہی ویاکھیان سے لوگ آپ کی علمیت اور شخصیت پر شیدا ہو گئے۔ سوامی آتمارام جی کا پہلا کام جین مندروں[1] کے درشن کرنا۔ اور وہاں کے چیدہ چیدہ جین شراوکوں سے واقفیت پیدا کرنا تھا۔ آپ کو احمد آباد کے تواریخی حالات سنکر بہت خوشی ہوئی۔ جب شہنشاہ اکبر نے شری ہیروجے سوری جی جنکی تعریف سنکر جین دھرم کی واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے انھیں دہلی آنے کی درخواست کی تھی۔ اور اُن دنوں گجرات میں براجمان تھے صوبہ دار احمد آباد نے بموجب حکم اکبر بادشاہ بہت عزت و تعظیم سے سوری جی کو بحفاظت تمام دہلی پہنچایا تھا۔ اُس زمانے کی ہیروجے سوری جی کی مورتی ڈوسی واڑہ میں اشٹاپدجی کے مندر میں موجود ہے آپ نے درشن کئے صبح و شام آپ کے پاس لوگوں کا جمگھٹا رہتا تھا۔ آپ ہر ایک کے سوالات کا جواب اس خوبی سے دیتے تھے۔ کہ تمام شہر آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ احمد آباد پڑھے لکھے جانکار شراوکوں کا گھر ہے۔ وہاں دو ہی قسم کے سادھو ٹھہر سکتے ہیں۔ اوّل وِدوان۔ دوئم روٹی کھا کر بھجن کر کے چپ رہنے والا اُن دنوں احمد آباد میں کئی پرسدھ سادھو تھے۔ اور وہ علیحدہ علیحدہ خیال رکھتے تھے ہر ایک یہی چاہتا تھا۔ کہ آتمارام ہماری پارٹی میں شامل ہو جاوے تاکہ ہمارا پکش زبردست ہو جاوے۔ خصوصاً شانتی ساگر جی اس بات کی

---

[1] احمد آباد میں پانچسو شِکھر بند جین مندر ہیں ۱۲

اور خصلتوں سے واقف ہوتے بغیر احمد آباد کی دھارمک سماجک حالت کا بچشم
خود ملاحظہ کئے بغیر ہی وعدے کر بیٹھتے آپ کا صرف یہی جواب تھا۔ کہ احمد آباد
گجرات کا مرکز اور جینیوں کا شرومنی نگر ہے۔ وہاں پہنچے بغیر ہم اپنی کوئی رائے
قایم نہیں کر سکتے۔ وہاں پہنچکر جیسا مناسب ہوگا۔ ویسا ہی عمل میں لایا جاوے۔

احمد آباد

اس وقت تک آپ احمد آباد کی تمام پارٹیوں اور دھڑہ بندیوں سے
بالاتر تھے مگر ہر ایک فریق اس بات کا خواہشمند تھا۔ کہ آپ اُن کے ساتھ
شامل ہو کر اُن کی پارٹی کی عزت افزائی کریں۔ چنانچہ استقبال کے لئے
ہزاروں کی تعداد میں مرد و زن بلا امتیاز فرقہ بندی احمد آباد سے باہر تین چار
کوس تک معہ باجے گاجے کے پہنچگئے۔ اُن میں نگر سیٹھ پریما بھائی و دلپت بھائی
اور بڑے بڑے سیٹھ اُمراء و رؤساء لوگ شامل تھے۔ آپ کے درشن
کرتے ہی جے کے نعرے بلند کرنے لگے۔ نہایت نمرتا سے قدمبوسی کرنے لگے
آپ نے بھی دھرم لابھ دیکر مختصر و پرمعنی اُپدیش دیا۔
شہر تک پہونچتے پہونچتے ہجوم از حد بڑھ گیا۔ آپکا قد و قامت رعب
داب شکل و صورت دیکھ کر ہر کہ ومہ شاداں ہوتے۔ شاندار جلوس کے
ساتھ شری سنگ نے آپ کو بمعہ سولہ سادھوؤں کے سیٹھ دلپت بھائی
جی کے وسیع بنگلے میں ٹھہرایا آپ کے تشریف فرما ہوتے ہی ہزارہا لوگ
ایک پنجابی منی راج کا اُپدیش سننے کے لئے جمع ہو گئے۔ اپنی تھکاوٹ کی
پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ دھرم کیا چیز ہے۔ اِس مضمون پر آپ نے دو گھنٹہ
تک زبردست اُپدیش دیا۔ اگرچہ آپ ہندی عام بھاشا میں بول رہے تھے

کھینے کی اجازت نہیں۔

احمد آباد اور شری شانتی ساگر جی

اُن دنوں گجرات میں شری شانتی ساگر جی مہاراج کا طوطا بولتا تھا۔ اور اُن کی تعریف ہو رہی تھی۔ بیشک وہ بڑے وِدوان اور پنڈت تھے۔ اور اُن کی تقریر اور تحریر زوردار تھی۔

گجرات بھر میں کوئی سادھو اُن کے مقابلے میں نہ تھا۔ وہ جین دھرم کا پیرو تو ضرور تھا لیکن بہت کارروائی جین شاستروں کیخلاف کر رہا تھا۔ سادھو دھرم اختیار کر کے گرہستیوں سی عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ اپنے عقیدوں کی خوب زور شور سے اشاعت کر رہا تھا۔ بہت سے شرادک لوگ اسکی علمیت کے دلدادہ ہو کر اُس کے جال میں پھنسے ہوئے تھے۔ جب شانتی ساگر جی نے آپ کی آمد کی خبر سُنی تب نہایت ہوشیاری سے چند چالاک جاسوس آپ کی خدمت میں روانہ کر دئے۔ جنھوں نے کمال صفائی سے شانتی ساگر جی کی علمیت کیر کٹر اور رسوخ کی تعریف کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

ان جاسوسوں نے آپ کو شری شانتی ساگر جی کے پاس ٹھہرنے کی دعوت دی اور یقین دلایا کہ وہ آپ جیسے وِدوان سادھو کی عزت اور تعظیم کریں گے۔ اور اپنا تمام رسوخ آپ کی نیک نامی بڑھانے میں صرف کر دیں گے۔ اِس طرح بہت سی چالیں آپ کو قابو میں لانے کے لئے چلائی گئیں مگر آپ کوئی ناتجربہ کار شخص نہ تھے۔ کہ گجراتیوں کی عادت

ایسا خوبصورت سنگ مرمر کا بنا ہے۔ جو آبوجی کے مندروں کو چھوڑ کر اور سب سے سبقت لیگیا ہے۔ آپ نے اُسوقت وہاں یہ بھجن شری ملی ناتھ بھگوان کی تعریف میں نیا تصنیف کر کے گایا۔

بھجن

انچلی۔ جن راجہ تاجہ ملّی براجے بھونی گام میں

(۱) دیش دیش کا یا ترو آوے۔ پوجا سرس رچاوے۔
ملی جنیشر نام سمر کے من وچھت پھل پاوے جی۔ جن راجہ
(۲) چتر ورن کے نر ناری مل منگل گیت کرا دیں
جے جے کار پنچ دھنی بلجے۔ سر پہ چھتر دھراوے جی۔ جن راجہ
(۳) ہنسک جن ہنسا تجی پوجے۔ چرنین سیس نواوے
تو برھا تو ہری شنکرا ور دیو نہیں بھاوے جی۔ جن راجہ
(۴) کرونا رس بھرے نین کٹورے۔ امرت رس برساوے
ودن چند چکور جو نرکھی۔ تن من اتی ہلساوے جی جن راجہ
(۵) آتم راجہ تربھون تا جا چدانند من بھاوے
ملی جنیشر من ہر سوامی۔ تیرا درشن سوہاوے جی جن راجہ

یہ مقام مہسانہ سے آجکل بھونی روڈ اسٹیشن پر واقع ہے۔ اس علاقہ کے اجین لوگ آجکل بھی فصل آنے پر پہلے بھیٹ چڑھا کر پھر غلہ گھر لے جاتے ہیں۔ اِس گاؤں کے قرب و جوار میں کسی جیو کو مارنے اور شکار

قیام کر کے احمد آباد کا راستہ آپ نے اختیار کیا - سدھپور - پاٹن مہسانا وغیرہ کئی ایک شہروں سے ہوتے ہوئے اور متبرک تیرتھ اور جین مندروں کے درشن کرتے ہوئے آپ بھونی گام پدھارے -

بھونی گام شری ملی ناتھ جی - اُنیسویں تیرتھنکر کا تیرتھ ہے - اِسکے متعلق دلچسپ واقعات آپ کے سننے میں آئے - شری ملی ناتھ جی کی مورتی ایک ٹھاکر کو جب کہ وہ ایک کنواں کھودتے تھے - دستیاب ہوئی تھی - جب مورتی کو گرد و غبار سے صاف کیا گیا اور دودھ سے اشنان کرایا گیا - اور بغور دیکھا گیا - تو شری ملی ناتھ بھگوان اُنیسویں جین تیرتھنکر کے درشن ہوئے اُس وقت ہزارہا مرد و زن جائے وقوع پر جمع ہو گئے - یہ مقام دو قصبوں کے درمیان واقع تھا ایک طرف قصبہ جہاں بہت جینیوں کی آبادی تھی - دوسری طرف بھونی گام جہاں صرف ایک جینی گھر تھا - ان ہر دو مقامات والے اپنے اپنے گاؤں میں لیجانے پر مصر تھے - ہر ایک اپنا اپنا حق فائق تبلاتا تھا - اس تکرار کو بڑھتا دیکھ کر اجین و جین ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے فیصلہ کیا کہ بھگوان کو رتھ پر بٹھا دیا جاوے - چونکہ یہ مورتی بہت چمکاری معلوم ہوتی ہے - جس طرف آپ کی اچھا ہو گی ایک قدم چلے گی - الغرض بھگوان کے رتھ کو بغیر بیل جوتنے چھوڑ کر عوام پرارتھنا میں مشغول ہو گئے - دیوکارن رتھ کا رُخ دوسری طرف سے پلٹ کر بھونی گام جہاں صرف ایک ہی شراوک کا گھر تھا - خود بخود ہو گیا - اُسی وقت جے کاروں کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے بھونی جی لا کر ایک معمولی مکان میں رکھی گئی - دور دراز مقامات سے شردھالو لوگ آنے شروع ہو گئے - اور مندر کی عمارت شروع ہو گئی - اِس وقت وہ مندر

اُن مندروں کے درشن کرکے آپ اور آپ کے ہمراہی ازحد شاداں ہوئے۔ وہاں سے تین کوس کے فاصلے پر اچل گڈھ گئے یہ کوہ آبو کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔ اس پر ایک عالیشان جین مندر عین چوٹی کے اوپر بنا ہوا ہے۔ جہاں ۱۴ پرتما سونے کی ۱۴۴۴ من کی کہی جاتی ہیں درشن کئے۔ اُن کے درشن سے ازحد خوشی ہوئی۔ وہاں سے واپس کوہ آبو سے اُتر کر کئی ایک گاؤں سے ہوتے ہوئے۔ دیس گجرات کی حد پر پالن پور ریاست میں پدھارے۔ آپ کی علمیت طرز اُپدیش آپ کے نئے پروانہ راہداری تھا۔ جس جگہ آپ جاتے لوگ آپ کی شخصیت کی بدولت کھچے چلے آتے تھے۔ اور آپ سے دہرم اُپدیش سنکر نہایت مسرور ہوتے تھے۔ چونکہ آپ کی شہرت پالن پور میں پہلے ہی پہنچ چکی تھی جوق در جوق لوگ آپ کے استقبال و درشن کو آئے اور نہبت آنند ہوئے۔ شری سنگ کی التجا سے آپ یہاں چند روز ٹھہرے رہے۔ روز بروز آپ کی شہرت پھیلنے لگی۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ یہ پورنماشی کا چاند ہے۔ دوسرا بولتا نہیں ماہتاب نہیں آفتاب ہے۔ یہ سورج کی مانند اندھکار کو ناش کرنے والا ہے۔ ہمارے ملک سے جہالت کو دور کرنے والا ست جگ کا نمونہ پنجاب سے آیا ہے۔

آپ ابھی پالن پور میں تھے۔ کہ احمد آباد کے معزز بھائیوں کیطرف سے تشریف آوری کے لئے پتر پر پتر آنے لگے۔ کیونکہ وہانکے شراد کوں کو آپ کے درشن کا کمال اشتیاق تھا۔

احمد آباد کے نگر سیٹھ پریما بھائی۔ دولپت بھائی نے اپنا خاص آدمی آپکی خدمت میں بدیں غرض روانہ کیا کہ آپ جلد احمد آباد پدھاریں۔ چنددیوم پالن پور

درشن کرتے ہوئے سروہی۔ جہاں چار سَو گھر شراوکوں کے اور چودہ شری
جین مندر ایک ہی بنیاد پر کھڑے ہیں۔ تشریف لائے۔ یہاں چندیوم آرام
کرکے کوہ آبو تشریف فرما ہوئے۔ دیول واڑہ میں چار مندروں کے
درشن کئے۔ ایک مندر بملا شاہ کا بنوایا ہوا ہے۔ ایک مندر وستوپال
تیج پال کا بنوایا ہوا ہے۔ اور دو مندر اور باہر ہیں۔ مذکورہ نمبر ا و نمبر ۲
وضع قطع کے لحاظ سے روئے زمین پر لاثانی ہیں۔ سنگ مرمر کا بنا ہوا
ہے۔ اور نقش و نگار و گل کاری کا یہ عالم ہے۔ کہ انسان کی عقل دیکھکر
دنگ رہ جاتی ہے۔ کیا اِس کے بنانے والے انسان تھے یا دیوتا۔
اگرچہ اِن میں ہیرا۔ نیلم۔ پکھراج جڑا ہوا نہیں ہے۔ تاہم سنگ تراشی
دل کو محو حیرت بنا دیتی ہے۔ اِن مندروں کے دیکھنے کے لئے جین یاتروں
کے علاوہ سینکڑوں سیّاح ہر ایک مذہب اور ملّت کے ہندوستانی
صنعت اور حرفت کا ملاحظہ کرنے والے دور دراز سفر طے کرکے یہاں
آتے ہیں۔ بذریعہ خوردبین لیٹ کر چھتوں کی صنعت کاری کو دیکھکر حیران ہوتے
ہیں۔ یہ عمارتیں جین قوم کی بزرگی و فضیلت کی بہترین یادگار ہیں۔ اِن
عمارتوں سے جینیوں کی فن تعمیر کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔

وہ گھوڑا جس پر بملا شاہ سوار ہے۔ اور بارہ ہاتھیوں پر وہ مہاراجے
جو بملا شاہ کے مفتوحہ[1] تھے سوار ہیں اِن کی کاریگری اور بناوٹ بھی کمال ہے۔
ٹاڈ صاحب نے ٹاڈ راجستھان میں اس بارے میں مفصل طور
پر مضمون تحریر کیا ہے۔

---

[1] جن کو بملا شاہ نے بروقت وزارت فتح کیا تھا ۱۲

باون چھوٹے بڑے مندر ہیں۔ لاکھوں روپیوں کی لاگت سے عظیم الشان نہایت خوبصورت قابل دید تیرتھ کے درشن کرکے پرسن ہوئے۔ موجودہ وقت میں یہ مندر دامن کوہ میں جھاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ مگر جسوقت یہ مندر تعمیر ہوا تھا۔ اُن دنوں اِس گرد و نواح میں لاکھوں جینیوں کی آبادی تھی اور ہزارہا جینی پوجا کرتے تھے مگر زمانہ کے انقلاب سے وہاں کھنڈرات ہی نظر آتے ہیں۔ چاروں طرف جنگل بیابان ہے۔ صرف ایک دھرم شالہ جہاں یاتری آکر ٹھہرتے ہیں آبادی کا کوئی نام نشان نہیں۔ اسکو دیکھ کر سب سادھو باغ باغ ہو گئے۔ اس طرح پانچ تیرتھی کی یاترا کرکے آپ سب منی راجگان کے ہمراہ بالی گام جہاں پانچسو گھر شراوکوں کے اور دو مندر جینشر بھگوان کے ہیں تشریف لائے۔ یہاں سے رفتہ رفتہ بہار کرتے ہوئے شوگنج پہنچے۔ اور وہاں سے بطرف سروہی بہار کیا۔

وہ راستہ ایسا پُرخار اور جھاڑیوں سے اٹا ہوا تھا۔ جہاں سے گزرتے ہوئے پاؤں چھلنی ہو گئے۔ بدن پر خراشیں آگئیں کپڑے پھٹ گئے اس پر طرّہ یہ کہ ینگ و شیر و بھیڑیئے وغیرہ درندوں کی خوفناک آوازیں دل کو دہلا رہی تھیں۔ قدم قدم پر پاؤں سے کانٹے نکالنے پڑتے تھے کئی جگہ سے خون ٹپک رہا تھا۔ مگر اس تکلیف میں کچھ مزا بھی تھا۔ جو دُکھ کو یکدم بھلا دیتا تھا اور آگے بڑھنے کا شوق دلاتا تھا۔ وہ کیا تھا۔ کوس دو کوس سفر کرنے میں جین مندر دیکھنے میں آجاتا تھا۔ دل کو شانتی اور غم غلط ہو جاتا تھا کسی زمانے میں تقریباً تین لاکھ جین اوسوالوں کی آبادی اور سینکڑوں مندر اس علاقہ میں تھے۔ مگر اب بجائے لاکھوں کے ہزاروں گھر اِس وقت رہ گئے ہیں۔ مندر اب بھی سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اِسطرف

اوّل ورکا ناجی۔ بھگوان پارشن ناتھ جی کے درشن کئے۔ وہاں سے ناڈول جہاں سمپرتی[1] راجہ کا بنایا ہوا شری شانتی ناتھ جی کا بہت پرانا مندر ہے درشن کئے۔ بکرم سمت کی تیسری صدی میں شریمان دیو سوری جی نے لگھو شانتی ستوتر ایک گپھا میں بیٹھ کر بنایا تھا۔ جواب بھی موجود ہے۔ ملاحظہ کی۔ اس طرح جین دھرم کے تواریخی حالات کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے۔ ناڈلائی بھگوان رشبھ دیو جی کے درشن کئے۔ جہاں کے مندر بھی بہت قدیم ہیں وہاں سے گھانے راؤ وغیرہ بیسیوں پراچین جین مندروں کے درشن کرنے سے سادھوؤں کو بڑا آنند ہوا۔ وہاں سے رانک پور جی کا مندر جو دھنّا سیٹھ پورواں کا بنوایا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ مندر بہت پرانا نہیں ہے۔ لیکن وضع قطع میں بے مثال ہے۔ اِس کی پرتشٹھا بکرم سمت ۱۴۹۶ میں سوم دیو سوری نے کرائی تھی۔ روایت ہے کہ اس کی بنیاد اشٹ دھات کی اینٹوں سے جو چکیشوری دیوی کے طفیل سے دستیاب ہوئی تھیں رکھی گئی تھی۔ چار مورتیاں چاروں طرف میں ایک جیسی ہیں۔ مندر بہت عالیشان اور کشادہ سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ ۱۴۴۴ استونوں پر کھڑا ہے۔ درمیان میں کوئی دیوار نہیں ستون اور چھت پر سنگ تراشی بہت عمدہ ہے۔ اور مندر کے نیچے چوراسی تہ خانے ہیں۔ سب ایک دوسرے سے جُدا جُدا ہیں

[1] سمپرتی راجہ بڑا مشہور جینی راجہ ہوا ہے جس نے ایک کروڑ سے زائد جین مورتیاں نئی بنوائیں تھیں

[2] لگھو شانتی ستوتر کے مصنف کے وقت سخت مہاماری پڑی اُس مصیبت کو سنگھ سے دور کرنے کیلئے مان دیو سوری نے تصنیف کی اسکے پڑھنے اور سننے سے شانتی ہوگئی۔ وہ آجکل عام طور پر بیدوانہ پرتی کرن کے اخیر میں پڑھی جاتی ہے

کاٹھیاواڑ گجرات کو روانگی

بکرم سمت ۲۲ ۔ ریل میں سفر کرنے والے جو رات کو ٹرین میں سوار ہو کر سو جاتے ہیں صبح آنکھ کھلنے پر وہ سینکڑوں میل پر پاتے ہیں۔ وہ پیدل سفر کرنے والوں کی دقتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ موجودہ زمانے میں پیدل سفر بھی اتنا خطرناک نہیں کیونکہ سڑکیں اور راہ گذر بہت صاف ہو گئی ہیں۔ مگر ان دنوں مسافروں کو مردم آزار ڈاکوؤں لٹیروں کا ہی ڈر نہ تھا بلکہ خونخوار جنگلی جانوروں کا بھی خوف تھا۔ سوائے مسلح انسان کے اتنا دور دراز سفر اختیار کرنا سخت مشکل تھا۔ پھر ان بے سروسامان یا پیادہ جین سادھوؤں کا۔ جو اس دیش کا راستہ نہ جانتے ہوں۔ وہاں کوئی شناسائی بھی نہ ہو صرف تیرتھ یاترا اور سچے گورو کی تلاش میں قدم ہمت رکھ کر روانہ ہونا یہ مردانگی آپ کا ہی کام تھا وہ شیر دل نڈر مرد راستہ کی تکلیفات آہار پانی کی تنگی عدم واقفیت سے بالکل ہراساں نہ ہوئے۔ لدھیانہ سے سولہ سادھو کے ہمراہ آپ میرٹھ کے راستے پالی میں تشریف لائے اور یہاں آکر آپ نے منہ پتی منہ سے اتار دی اور جین شاسترانوسار لباس دھارن کیا اور سفر کی صعوبت اور ماندگی دور کرنے کے لئے دو ہفتے تک یہاں قیام کیا پالی کے پاس پانچ قدیم جین تیرتھ۔ ورکانا۔ ناڈول۔ ناڈلائی۔ گھانے راؤ رانک پور۔ جو پنچ تیرتھی کے نام سے مشہور ہیں ان کی یاترا کے لئے روانہ ہوئے

طرح مضبوط رہنے کی ہدایت کی۔ انھیں اُن کی آنے والی تکالیف پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ جو شخص امتحان میں کامیاب نکلتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے مضبوط ہو جاتا ہے سادھوؤں کی عدم موجودگی کا زمانہ گرہستھیوں کے لئے ایک امتحان ہوگا۔ جس سے یہ پتہ لگے گا کہ ستیہ دھرم میں لوگوں کی شردھا کہاں تک ہے۔ آپ نے جلد گجرات سے واپس آکر اُن کی خبر گیری کرنے کا وعدہ کیا۔ فراہم شدہ برگزیدہ اصحاب نے آپ کو اچھی طرح اِس بات کا اطمینان دلایا کہ وہ آپکی عدم موجودگی میں ہر طرح مضبوط رہیں گے۔ اچھی طرح تسلی کر لینے کے بعد سوامی آتمارام جی مع بیس بائیس سادھوؤں کے لدھیانہ سے گجرات کی جانب نہایت کر و فر کے ساتھ شرادکوں کے جے کاروں کے درمیان روانہ ہوگئے۔

سے تمام رکاوٹوں کا مقابلہ کرتے ہوئے دو سال کے قلیل عرصہ میں سات ہزار
سے زائد شراوکوں کو اپنا ہمخیال بنایا۔ بکرم سمت ۱۹۳۱ کے چیتر ماس
کے بعد تمام آپ کے ہمخیال سادھو آئندہ پروگرام مرتب کرنے کے لئے
لدھیانہ اکٹھے ہوئے۔

لدھیانہ کی اس میٹنگ میں چند برگزیدہ سادھوؤں نے آپ سے
درخواست کی کہ قریباً ہر جگہ مورتی پوجا کے حامی پیدا ہو گئے ہیں۔ اب آپکو
دلی ارادہ پورا کرنے کے لئے گجرات کی طرف روانہ ہونا چاہیئے۔

آپ نے خوب غور وخوض کے بعد فرمایا کہ ابھی دو سال تک اور
پنجاب میں شراوکوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ
پنجاب سے چلے جانے کے بعد ان پر ظلم وستم ہوں اور برادری میں انھیں
تنگ کیا جاوے۔ ابھی ترتیب دینے کا کام باقی ہے۔ اور شراوکوں
کی تعداد میں اضافہ کرکے اُن کے رُعب داب کو قائم کرنے کی ضرورت
ہے۔ لیکن بہت سے سادھوؤں کے اصرار کرنے پر کہ وہ تیرتھ یاترا
کا جلد لابھ اٹھانا چاہتے ہیں کیونکہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ آپ
گجرات کی طرف جلد روانہ ہونے کے لئے مجبور ہو گئے۔ جلد ہی لدھیانہ
میں پنجاب کے ہر ایک شہر اور گاؤں سے چیدہ چیدہ شراوکوں
کو لدھیانہ اکٹھے ہونے کے لئے خط لکھے گئے۔ آپ کا حکم پاتے ہی
۲۷ شہروں سے پانچسو سے زیادہ شراوک لدھیانہ اکٹھے ہو گئے۔
ان سب کے روبرو سوامی آتمارام جی نے ڈہائی گھنٹے تک نہایت موثر
دھرم اُپدیش دیا۔ اور سادھوؤں کے ساتھ گجرات کی طرف
اپنی روانگی کا خیال ظاہر کرکے اُنھیں اپنے عقیدوں میں چٹان کی

انھیں سنگھاڑے سے باہر کر دیا گیا ہے۔ شراوک لوگ ہرگز انکا استقبال نہ کریں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے انھیں آہار پانی سے محروم رکھا جائے۔ اور قیام کو مکان تک مہیا نہ کیا جائے۔ اِس مکمل بائیکاٹ کر دینے سے اُن کا خیال تھا کہ آپ کے ساتھی جلد ہی پوج جی صاحب کے قدموں پر گر کر معافی کے طلبگار ہوں گے۔ جگہ بجگہ خطوط لکھنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بہت سے مقاموں پر جین شراوکوں نے آپ کو اور آپ کے ہمخیال سادھوؤں کو بندنا نمسکار کرنا بند کر دیا۔ چند ایک جگھوں پر شروع میں آہار پانی اور رہنے کو جگہ میسّر نہ ہونے سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ سچی مردانگی اور عقیدت کا امتحان مصیبت کے وقت ہوتا ہے۔ اشاعت دھرم کے جوش نے آپ کے ہمراہیوں میں قوتِ برداشت پیدا کر دی اور وہ تمام مصائب و تکالیف کا مقابلہ کرتے ہوئے اور آہار پانی میسّر نہ ہونے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے گاؤں گاؤں میں گھوم گئے۔ اور جین دھرمیوں کو صحیح واقعات سنا کر اُنھیں شاستروں کا مطالعہ کرنے کی ہدایت کرنے لگے۔ وہ سچائی کی چٹان پر کھڑے تھے۔ اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے تھے۔ اُن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ جلد ہی ظاہر ہو گیا شری پوج جی مہاراج کے اعلان کے برخلاف کھلبلی مچگئی اور بہت لوگ خطوط کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کے معتقد بن گئے۔ جہاں پہلے آپ کے ہمراہی آہار پانی سے محروم رہتے تھے وہاں اُن کا پُرتپاک استقبال ہونے لگا۔ جو ذرائع آپ کو اور آپ کے ہمخیال سادھوؤں کو بدنام کرنے کیلئے اختیار کئے گئے۔ اُن کا اِس جگہ دھرانا بھی خلاف تہذیب ہے اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ آپ کی زیر سرکردگی قریباً بیس سادھوؤں نے اپنی انتھک کوششوں

وہ آکر معافی کے طلبگار ہوں گے۔ مگر یہ صرف وہم تھا۔ اور خیالی پلاؤ تھے۔
جب بشن چند حاکم رائے وغیرہ بارہ سادھو آپ سے آکر ملے اور آپ کے ساتھ پیشتر آٹھ سادھو تھے کل بیس سادھو ہو گئے۔
سوامی آتمارام جی نے نہایت دور اندیشی سے حالات جانچ لئے۔ اور بشن چند جی و اُن کے ہمراہی سادھوؤں کو تسلّی دیتے ہوئے کہا کہ میں اچھی طرح محسوس کرتا ہوں کہ اب آپ کے لئے باعزّت طریقہ سے اُن کے درمیان رہنا مشکل تھا آپ کے دلیرانہ جواب سے میں خوش ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔ کمر ہمت کس کر میدان عمل میں نکلو اور پنجاب کے تمام جینیوں کو سچے دھرم سے بہرہ اندوز کر کے دیو پوجا پرچار کر دو۔ جین سماج میں اتفاق اور اتحاد قایم کر کے اس کی کمزوریوں کو دور کرنے میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ اور اصلاح کی زبردست لہر پیدا کر دو۔ اب ہمیں کام کا پروگرام فوراً بنا لینا چاہیئے۔ آپ کی علیحدگی سے مخالفت کھلے زور سے ہوگی۔ اب ہمیں بڑی ہمت اور حوصلے کے ساتھ کام کرنا ہے۔ بشن چند جی وغیرہ سب نے یکزبان جواب دیا کہ ہم سب آپ کے فرمان کی بسرو چشم تعمیل کریں گے۔ پس آپ نے سب کو مستعدی سے پرچار کرنے کی ہدایت کی۔ بیس سادھوؤں کے تین۔ تین چار چار کے جتھے بنا دیئے اور باقاعدہ پروگرام بنا کر وہ سب چاروں طرف پنجاب میں پرچار کرنے لگے۔
دوسری طرف پوج جی نے باقیماندہ سادھوؤں سے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ پنجاب کے ہر شہر اور گاؤں میں شراوکوں کے پاس بدیں مضمون خطوط روانہ کئے جائیں۔ کہ آتمارام وغیرہ بیس باغی سادھو دھرم بھرشٹ ہو گئے ہیں اور جین سادھو کے آچار سے گر کر مورتی پوجا کا پرچار کرنے لگ گئے ہیں

سادھوؤں کا سنگھاڑے سے باہر کردینے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ اور جگراؤں میں ایک سادھو کو بلایا۔

بشن چندجی کو بلاکر تمام نشیب فراز واضح کرکے سوامی آتمارام جی کا ساتھ چھوڑ دینے کی ہدایت کی اور کہا کہ اگر تم آپ کی پیروی کرنے میں بضد رہوگے تو جلد خمیازہ اوٹھاؤگے۔ بشن چندجی نے نہایت دلیری سے جواب دیا کہ ہم سچائی کے اظہار سے ہرگز باز نہیں رہ سکتے۔ آپ کو سنگھاڑے سے باہر کردینے کا اختیار ہے مگر شاستروں کے برخلاف کوئی کارروائی عمل میں لانا آپ کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ اگر کوئی کام آپ بغیر سوچے کریں گے تو آپ کو پچتانا ہوگا۔ پوج جی صاحب نے انھیں خفا ہوکر اپنی طرز تقریر بدلنے کا حکم دیا مگر بشن چندجی نے کہا کہ ہم آتمارام جی کی پیروی کریں گے اور ہر ایک مصیبت کے لئے تیار رہیں گے۔ اور اپنے ارادے میں چٹان کی طرح قایم رہیں گے۔ پوج جی صاحب نے انھیں اُپاسرہ سے چلے جلنے کا حکم دیا۔ بشن چندجی فوراً وہاں سے نیچے اُتر گئے۔

پوج جی صاحب نے یہ دباؤ دکھاکر دوسروں کو بھی مرعوب کرنا چاہا مگر وہاں تو ایک تار نہیں بلکہ سارا تانا ہی بگڑا ہوا تھا۔ حاکم رائے حکم چندجی وغیرہ سرگوشیاں کرنے لگے۔ پوج جی صاحب نے اُن سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ جواب دیا کہ ہمارا بشن چندجی بغیر دل نہیں لگتا۔ پوج صاحب بولے تم بھی جاؤ۔ اِس طرح رفتہ رفتہ بارہ پڑھے لکھے سادھو اُپاسرہ سے اُتر گئے۔ اور ہر ایک جگہ حکمنامے جاری کرائے کہ آتمارام وغیرہ جیں سادھو دھرم سے بھرشٹ ہوگئے ہیں اُن کو رہنے کے لئے جگہ نہ دینا۔ روٹی پانی نہ دینا۔ بندنا نہ کرنا۔ اور مکمل طور سے ان کا بائیکاٹ کرنا۔ اُن کا خیال تھا کہ اس قدر سختی کرنے سے

آپ نے ہر ایک جگہ چھوٹے بڑے شہروں کا چکر لگا کر خوب عالمانہ تقریریں کیں۔ اور لوگوں کو دیو بھگتی کے فوائد بتا کر ست دھرم کے مطابق عملی جیون پیدا کرنے کا اُپدیش دیا۔ جگہ جگہ آپ کا پُر تپاک استقبال ہوا۔ اور دیا کھیان میں ہزاروں کا مجمع دیکھ کر مخالفین حیران رہ جاتے۔ آپ کے برخلاف مخالفوں نے کئی قسم کی بیہودہ افواہیں مشتہر کر رکھی تھیں۔ مگر جب لوگ اپنے شکوک رفع کرنے اور افواہوں کی تصدیق کے لئے آپ کے پاس آتے۔ تو آپ کی شانتی حلیمی سنجیدگی دیکھ کر مرحبا کہنے لگ جاتے۔ جو لوگ باعث تعصب آپ سے ملنا نہ چاہتے تھے۔ اور دور سے پوشیدہ طور پر برائی کرتے تھے۔ ان کی بدکلامی کی آپ نے ذرہ بھر پرواہ نہ کی اور نفرت کا جواب اُلفت سے دیتے ہوئے اپنے پاس بلا کر شاستروں کا بغور ملاحظہ کرنے کی صلاح دیتے۔ کئی ایک مباحثہ کے لئے آتے تھے اور اپنے سوالوں کا مدلل جواب پا کر راہ راست پر آ جاتے تھے۔ چند ایک سادھو تو پہلے ہی آپ کے ہمخیال تھے۔ رفتہ رفتہ اور بھی آپ کے ساتھ متفق ہو گئے۔ رفتہ رفتہ پنجاب کے جینیوں میں آپ کا اقتدار بڑھ رہا تھا۔ اُدھر رشن چند جی وغیرہ ظاہرہ پوج جی سے ڈرتے اور در پردہ مستعدی سے کام کر رہے تھے۔ پوج جی مہاراج کو بھی ان باتوں کا علم ہو گیا مگر پھر بھی انھوں نے ہمّت نہ ہاری۔ اور اپنے کام میں مشغول رہے۔ پوج جی صاحب بھی اس مورتی پوجا کی بڑھتی ہوئی لہر کو دیکھ کر نہ رہ سکے۔

آپ یہاں جگراؤں میں پوج جی صاحب اور رشن چند جی وغیرہ سادھوؤں میں کشمکش ہو گئی۔ اور پوج جی نے اُن کو نیچا دکھانے اور اس لہر کو دبانے کے لئے مصمم ارادہ کر لیا۔ اور آخری ہتھیار آپ کو اور آپ کے ہمخیال اور مددگار

کر رہا ہے۔ اگر تو اس کو صحیح ثابت کر دے تو بہتر ورنہ آٹھ برت کی سزا تجھے دی جائے گی۔ آپ نے جواب میں کہا کہ آپ کے شراوک موہن لال اور چھجو مل نے یہ بات کہی ہے اگر سچ ہے تو آپ سزا لے لیں اگر جھوٹ ہے تو وہ سزا لے لیں۔ میرا قصور نہیں۔ پوج جی غصّے میں بھرے ہوئے اُٹھ کر چل دیئے۔

زیرہ کے لوگوں کو پوج جی نے بہت پختہ کیا تھا۔ مگر آپ کے آتے ہی سب آپ کے عقیدت مند ہو گئے۔ چند لائق شراوکوں نے سوالات سے اپنی تسلی کر لی اور بعد ازاں آپ نے چند سوال لکھ کر اُن کو دیئے ان سوالوں کا جواب لانے کے لئے چند اصحاب پٹیالہ پہنچے۔ مگر وہاں سے اپنے سوالوں کا جواب رام بخش وغیرہ سادھوؤں سے نہ پا کر مایوس لوٹ آئے اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

زیرہ میں آپ نے کلیان جی سادھو کو ست اُپدیش دیا۔ اور سیدھے راستے پر لگایا۔ یہ خبر پوج امر سنگھ کو پہنچی تو انھوں نے حکم چند جی سادھو کو بھدوڑ میں بلایا اور دھمکایا۔ بشن چند حکم چند جی وغیرہ وہاں سے روانہ ہو کر جگراؤں آنے لگے تو اُن کو کہا گیا۔ کہ آتما رام زیرہ سے جگراؤں آنے والا ہے اُس سے مت ملنا۔ وہاں آتما رام جی خود اُن کے مکان میں جا پہنچے۔ اور ان سے کہا کہ اگر تم کو ملنے سے روکا گیا ہے تو مجھے تو نہیں روکا گیا۔ مہاراج بشن چند جی جواب میں بولے اپنی مطلب براری کے لئے فی الحال ہمیں علیحدہ علیحدہ ہی رہنا چاہیئے اور ستیہ پرچار کے ہر قسم کی تکلیف اٹھانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کچھ وقت مفید مطلب باتیں کر کے اپنی اپنی جگہ واپس آگئے

دہرم - اور میرا نصیب یہ ضرور مددگار ہوں گے۔

بڑوت سے بہار کر کے انبالہ پہنچے - اور بے دھڑک ہو کر ستیہ دہرم کا کھلا کھلا پرچار کرنا شروع کر دیا - دو چار دن ہی میں لالہ جمنا داس سرسوتی داس نانک چند - گوندا مل لال چند گنگا رام وغیرہ لکھمیا شراوک آپ کے معتقد ہو گئے - اب آپ کا بھی حوصلہ بڑھ گیا - سانچ کو کبھی آنچ نہیں ہوتی -

انبالہ سے بہار کر کے پٹیالہ - نابھہ ہو کر مالیر کوٹلہ پہنچے - اور سچے دھرم کا ڈنکا بجایا - جس کو بہت اصحاب نے منظور کیا - اور لوگوں نے چوماسہ مالیر کوٹلہ میں کرنے کی خواہش ظاہر کی - مگر آپ ابھی چوماسہ میں دیر ہونے کی وجہ سے لدہانہ میں آ گئے - اور شراوکوں کے دلوں سے اندھیرا دور کر کے انکو ست دھرم کی روشنی سے فیضیاب کیا - یہاں سے بہار کر کے بکرم سمت ۱۹۲۶ کا چوماسہ مالیر کوٹلہ میں کیا - یہاں سے بہار کر کے گاوں قصبوں میں ہوتے ہوئے بکرم سمت ۱۹۲۷ کا چوماسہ نولی میں کیا - یہاں ایک انکا چیلا ہوا اور ایک پستک آتم باونی تیار کی - اور ہر بشن چند جی وغیرہ سادھوؤں نے خوب پرچار کیا اور شراوکوں کی تعداد میں اضافہ کیا -

چوماسہ کے بعد بہار کر کے انبالہ - پٹیالہ - نابھہ - کوٹلہ - رائے کوٹ ہوتے ہوئے جگراؤں پہنچے - یہاں سے زیرہ کو بہار کیا - راستہ میں موضع کشن پور کے پاس آچانک پوج امر سنگھ جی بمعہ چیلوں کے آ رہے تھے ان سے ملاپ ہوا - آپ نے بندنا کی سکھ شانتی پوچھی - اور خوشدلانہ طریق سے پوچھا - آپ مجھ سے اس قدر کیوں ناراض ہیں - پوج جی نے کہا - کہ تو لوگوں سے کہتا پھرتا ہے - کہ پوج میری روٹی بندنا وغیرہ بند

یہاں سے فتحمندانہ بہار کر کے موضع لوہارہ میں پہنچے۔ رات کو جیون رام آپ کے پاس بیٹھے زار زار رونے لگے۔ آپنے وجہ دریافت کی۔ جیون رام جی نے کہا۔ کہ میں محضر نامہ پر دستخط کرانے کی بات کو یاد کر کے شرمسار ہو رہا ہوں۔ اور جو کچھ کیا ہے وہ امر سنگھ کی ترغیب سے دھوکے میں آ کر کیا ہے اور مجھ سے لائق چیلے کے ساتھ بگاڑ پیدا کیا ہے۔ اتنا کہا اور پھر رونے لگ گئے۔

آپ نے حوصلہ دلایا۔ کہ میری طرف سے آپ ذرّہ بھر بھی رنج دل میں نہ لاویں۔ اور بے فکر رہیں میں آپ کا اُسی طرح تابع فرمان ہوں جیسا اِس سے پہلے تھا۔ مگر یوج امر سنگھ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ جب تک سچا دھرم میری سہاتیا کرتا ہے۔ اگر امر سنگھ نے آپ سے دستخط کرائے ہیں تو میں خود اُن سے سمجھ لوں گا۔ جیون رام جی یہ سُن کر چُپ ہو رہے۔

موضع لوہارہ سے بروت پہنچے۔ اب آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ امر سنگھ نے ہر ایک گاؤں۔ قصبہ۔ شہر میں حکمنامے بھیج دیئے ہیں۔ جن میں تحریر ہے۔ کہ

آتمارام کی شردھا جین دھرم سے بھرشٹ ہو گئی ہے۔ اور اِن کو سنگ سے باہر نکال دیا ہے۔

آپ نے اس بات پر اچھی طرح وچار کیا۔ کہ جہاں جاؤں گا۔ وہاں پیشتر ہی اُس خط کی نقل پہنچ چکی ہو گی۔ اس طرح تو کسی جگہ بھی رہنا نہ ملے گا۔ اِس لئے مناسب یہی ہے کہ واپس پنجاب کو چلوں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ یقین ہے کہ اِس وقت پنجاب میں مجھے مدد دینے والا کوئی نہیں ہے۔ تو بھی سچا

باتوں میں تغیر و تبدل کرنا سماجک ترقی کا پہلا اصول ہے۔ جین دھرمیوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کا وقت آپہونچا ہے۔ اب بہت دیر تک سچائی چھپی نہیں رہ سکتی اب جین دھرمیوں کو برادرانہ محبت اور الفت کے رشتہ میں باندھ کر اُنھیں تنگ دائرہ سے نکالنے کے لئے ست دھرم کا اُپدیش سنانا ہر ایک سادھو کا فرض ہے۔ بس آپ کا یہ جواب پوج جی مہاراج کو پہونچا ہی تھا۔ کہ اُنھوں نے دہلی کی جانب بدیں مضمون حکم نامے صادر کئے۔ کہ آتمارام جی کو سنگ سے نکال دیا گیا ہے کیونکہ اُن کا اعتقاد درست نہیں ہے۔ وہ مورتی پوجا کا اُپدیش دیتے ہیں اور ہمارے سناتن دھرم کے خلاف پرچار کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے دہلی پہونچنے سے پیشتر ہی پوج جی کے خط وہاں پہنچ چکے تھے۔ آتمارام جی کو بھی اس امر کا پتہ لگ گیا تو آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اب ضرور چند روز دہلی میں رہ کر مورتی پوجا کے حق میں علانیہ ویاکھیان دینے ہوں گے۔ اور اِس کے بعد پنجاب میں مخالفت کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے ست دھرم کا اُپدیش لوگوں کو کرنا ہوگا۔ بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد۔ اگرچہ آپ کا کوئی خاص معاون و مددگار نہ تھا۔ تو بھی ست دھرم کے پرتاب سے آپ کو اپنے مشن کی کامیابی کا پورا یقین تھا۔ مشکلے نیست کہ آساں نہ شود۔ مرد باید کہ ہراساں نہ شود۔ دہلی کے چند شراوک پوج امر سنگھ جی کے پکے معتقد اور بھگت تھے۔ اور اُن کے حکم کے بموجب آتمارام جی کو دہلی میں ٹھہرنے دینا نہیں چاہتے تھے۔ مگر جب آپ کے دو تین زبردست ویاکھیان سُنے اور بر سر میدان مباحثہ کرنے کی ہمت نہ پڑی تو حوصلہ ہار دیا۔

یہاں دہلی میں مہاراج جیون رام جی آپ کے گرو بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

گئے تھے۔ تو بھی آپ کے ہمخیال سادھو پنجاب میں جینیوں کو مورتی پوجا کا حامی بناتے رہے۔ پوج امر سنگھ جی مورتی پوجا کے پرچار کو ایک بڑا خطرہ سمجھتے تھے۔ اور اس کے حامیوں کے حوصلے پست کرنے کے لئے تجاویز سوچ رہے تھے۔ بہت غور و فکر کے بعد مورتی پوجا کے خلاف ایک محضر نامہ تیار کیا گیا۔ اور اُس میں لکھا گیا۔ کہ جو کوئی مورتی پوجا کو مانے گا یا اُس کا پرچار کرے گا۔ یا مجوزہ دھرم سے برخلاف چال چلن رکھے گا مُنہ پتی کو مُنہ پر باندھنے کی نندا کرے گا اُسے سری سنگ سے باہر کر دیا جاویگا۔

پوج جی کے حکم سے اِس محضر نامہ پر سب سادھوؤں کے دستخط کرائے گئے اور جیون رام جی کے بھی دھوکہ سے سمجھا بجھا کر دستخط کرالئے۔ اور اس محضر نامہ کو آتما رام جی کے پاس دستخط کرانے کے لئے چار سادھوؤں کے ہاتھ بھیجا۔ جن میں پنّا لال جیون رام اور دو اور سادھو تھے۔ وہاں جا کر محضر نامہ آپ کے روبرو پیش کیا گیا۔

آپ نے اُس کا مضمون پڑھا۔ اور دستخط کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔ اور پنّا لال جی کو بزور کہا۔ کہ مجھے اپنے گُرو جی کی عزّت کرنا لازم ہے۔ اگر وہ ہمراہ ہوتے تو میں اس کو چاک کر دیتا۔ دُنیا کی کوئی طاقت مجھے جین دھرم کے سچّے عقیدوں کا پرچار کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی۔ پوج جی نے یہ کارروائی محض میرے برخلاف کی ہے۔ مگر آپ نے میرے دستخط کرانے کی جرات کیسے کی ہے۔ جاؤ جا کر پوج جی صاحب سے کہہ دو کہ دیو بھگتی جین دھرمیوں کا فرض ہے۔ میں نے لوگوں کی توجہ اس جانب راغب کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ تمہاری پرم پرا پر کاربند رہنا ہر حالت میں درست نہیں ہے۔

زمانے کے مطابق دھارمک اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے پرچلت

وہاں ٹھہر کر سات سادھوؤں کے ہمراہ بکرم سمت ۱۹۲۳ کا چوماسہ ہوشیار پور میں کیا۔ اس جگہ بھی آپ لوگوں میں ستیہ دھرم کا پرچار کرتے رہے۔ آپ کے اپدیش امرت سے چند سمجھدار جینی مورتی پوجا کی شردھا والے ہو گئے۔

چترماس ختم ہونے پر بہار کر کے جگہ جگہ وچرتے دہلی جا پہنچے۔ اور بکرم سمت ۱۹۲۴ کا چترماس جمنا ندی کے پار بنولی میں کیا۔ یہاں بھی کتنے لوگوں کو دھرم کا شردھالو بنایا۔ اس چترماس میں آپ نے نو تو گرنتھ بنانا شروع کیا۔

بعد چوماسہ وہاں سے بہار کر کے موضع ڈوگر میں آئے۔ یہاں رنجیت مل سادھو جو رام بخش کے ہمراہ مارواڑ سے آیا تھا آپ سے ملا۔ آپ نے اُسے پرانا واقف ہونے کی وجہ سے ستیہ دھرم کا اُپدیش دیا۔ پہلے بھی رنجیت مل آپ سے پڑھتا رہا تھا اب اُسے نیا گیان سنگرشک پیدا ہوا۔ اور چندن مل سادھو کو آپ سے بحث کرنے کے لئے بلا لایا۔ چندن مل جی نے آپ سے بات چیت کر کے اور لاجواب ہو کر آپ کے چرن پکڑ لئے۔ مگر رنجیت مل اپنی ضد پر اڑا رہا۔ آتما رام جی نے رنجیت مل کو ناقابل سمجھ کر زیادہ کہنا چھوڑ دیا۔

چندن مل نے تمام کہانی اپنے گرو سے جا کر سنا دی اُس کے گورو روڈا مل بھی آپ کے ہمخیال ہو گئے۔

بکرم سمت ۱۹۲۵ کا چوماسہ آپ نے بڑوت میں کیا اور نو تو گرنتھ کو مکمل کیا۔

چونکہ پوج امر سنگھ جی کو پوجیہ پدوی حاصل تھی۔ اس لئے پنجاب کے تمام جین سادھو اُن کا حکم بسر و چشم منظور کرتے تھے۔ کسی کو اُن کی حکم عدولی کی مجال نہ تھی۔ کیونکہ انہیں جس کو چاہیں اپنے سنگھاڑے (فرقے) سے باہر نکال دینے کا مکمل اختیار تھا۔ اگرچہ آپ اِس وقت پنجاب سے دہلی چلے

سے عرض کی۔ کہ میں ذاتی واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ کے کل سنگھاڑے (جماعت) میں سوامی آتما رام جی سا لائق اور عالم کوئی سادھو نہیں ہے۔ ایسے رتن کو اس طرح ہاتھ سے کھو دینا دانشمندی نہیں ہے۔ انھیں حکمت عملی سے اپنے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ لالہ سوداگرمل کی صلاح پوج جی کو پسند آئی۔ اور چند روز کے بعد آتما رام جی کو پھر بلا بھیجا آپ کو پوج جی مہاراج سے کوئی گلا شکوہ نہ تھا آپ حکم پاتے ہی فوراً حاضر ہوئے اور خلوت میں لیجا کر کہنے لگے۔ کہ تمہارا جیسا دُور اندیش اور ہونہار میں نے آج تک کوئی سادھو نہیں دیکھا۔ تمہارے دل میں دہرم شاستروں کے متعلق جس جگہ شک پیدا ہو گئے ہوں وہ تم ہم سے رفع کرلو اور مورتی پوجا کا پرچار میرے کہنے سے ترک کردو۔ تم ہمارے فرقہ میں ایک رتن پیدا ہوئے ہو۔ ایسا کام کرو جس سے ہمارے تمہارے درمیان خلیج تفاوت واقع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کے حکم کی پیروی کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہوں لیکن سچائی کا تیاگ کرنے کو تیار نہیں ہوں۔

میں نے اپنا گھر۔ گاؤں۔ پروار۔ رشتہ دار۔ عزیز و اقارب سب کو سچائی کا متلاشی بنکر چھوڑ دیا ہے شاستر کاروں اور پوروا چاریوں کے گرنتھوں کے مطابق جو جین دھرم کا سروپ ہے۔ اُسی پر عمل کرونگا۔ اِس کے برخلاف پرچار نہیں کروں گا۔ آپ سے بھی یہی درخواست ہے کہ بھگوان مہاویر سوامی جی کے فرمائے ہوئے کے مطابق ہی آپ بھی پرچار کریں اور پبلک کو اُسی فرمان پر چلنے کا اُپدیش دیں۔ منش جنم بار بار نہیں ملتا۔ بہت عرصہ اسی طرح بات چیت ہوتی رہی۔ ناچار آپ چلے آئے اور پوج امر سنگھ جی پٹی کی طرف بہار کر گئے۔

آپ بمعہ بشن چند جی وغیرہ امرتسر سے جالندھر میں آگئے۔ کچھ روز

پاس بھیجا کریں گے۔ تو میں اُن کو پڑھانے میں ہرگز کوتاہی نہیں کرونگا۔

پوج امر سنگھ جی کے چیلے ابھی چند ہی روز آپ کے پاس گئے تھے کہ انہیں بدھ کے شاستروں کے ارتھوں کے متعلق کئی شکوک پیدا ہو گئے۔ آپ اس بات پر خاص زور دیتے تھے کہ ارتھ ہمیشہ سچا کرنا چاہیئے۔ اور من کلپت ارتھ کرنے والوں کا عاقبت میں بُرا حال ہوگا۔ ایک روز آتمارام جی نے پڑھاتے ہوئے مورتی پوجا کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پوج امر سنگھ کے چیلوں کے لئے یہ بالکل نئی بات تھی۔ اور وہ جانتے تھے کہ ہمارا گرو پوج امر سنگھ جی مورتی پوجا کے سخت برخلاف ہے۔ اِس لئے انھوں نے پوج جی سے آتمارام جی کے مورتی پوجا کے اظہار خیالات کا تذکرہ کیا۔ یہ سنکر پوج جی سخت خائف ہوئے۔ اسیدن سے آپ نے اپنے چیلوں کا آپ کے پاس ودیا حاصل کرنے کو جانا بند کر دیا اور آتمارام جی کو بُلا بھیجا اور چیلوں کی بتائی ہوئی بات کی تحقیقات کرنے لگے۔ آپ کے خیالات سنکر پوج جی صاحب دنگ ہو گئے۔ اور آپ کو سمجھانا شروع کیا۔ مگر دلائل میں آپ بھی کسی سے کم نہ تھے۔ آپ نے کئی تدبیروں سے پوج جی کو اپنا ہمخیال بنانا چاہا۔ اور جتلایا۔ کہ جین دھرم میں مناسب اصلاح کر کے انھیں اپنے فرائض سے آگاہ کریں مگر پوج جی مہاراج نے حکماً آپ کو اپنے خیالات ترک کر دینے کی ہدایت کی مگر آپ کب ملنے والے تھے۔

اُدھر پوج جی مہاراج نے سنگھاڑے سے باہر کرنے کے متعلق سیالکوٹ کے مشہور شراوک سوداگر مل جی کی رائے دریافت کی۔ لالہ سوداگر مل آپ کی لیاقت۔ ذہانت۔ قابلیت سے بخوبی واقف تھا۔ اور تھوڑے عرصہ پہلے جالندھر کے مباحثہ میں آپ کا کمال اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اُس نے پوج جی صاحب

ستائیس شہروں سے لوگ مباحثہ سُننے کے لئے آئے تھے۔ پادری پنڈت اور مولوی لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ اور اُن کو ہی اِس مباحثہ کا مدہست مقرر کیا گیا تھا۔ حاضرین مجلس کے روبرو رام رتن جی اور بسنت رائے جی کو آپ نے ایسا لاجواب کیا کہ وہ اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔

یہاں سے فتحیاب ہو کر مع تشن چند جی مہاراج آپ پھر امرتسر پدھارے یہاں آپ نے بھگوتی سوتر کا ویاکھیان شروع کیا ویاکھیان میں اس قدر ہجوم سُننے کے لئے آتا تھا۔ کہ دو چار یوم کے بعد شراوکوں کو پہلی جگہ جو لالہ اتم چند جی کی تھی۔ بدلنی پڑی اور ایک بڑے وسیع کمرے میں ویاکھیان کا سلسلہ شروع ہوا۔ بہت لوگ آپ کا ویاکھیان سنکر آپ کی طرف راغب ہونے لگے۔ دن بدن آپ کی شہرت پھیلنے لگی۔ اُن دنوں پوج امر سنگھ جی جو ڈھونڈک سمپردائے میں شرومنی سادھو تھے آپ کی تعریف سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے چیلوں کو ساتھ لیکر ویاکھیان میں آنے لگے۔ سامعین پر وجد کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ اور ویاکھیان بند نہ کرنے کے لئے پرارتھنا کرتے رہتے تھے۔

ایک دن پوج امر سنگھ جی نے آتما رام جی سے کہا۔ کہ میرے چیلوں کو بھی ایسا گیان سکھانا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بغیر ویاکرن کے علم حاصل ہونا مشکل ہے۔ اِس لئے انھیں پہلے ویاکرن پڑھانا چاہیئے۔ آپ تو یہ چاہتے ہی تھے۔ کہ سادھو میرے پاس آئیں اور مجھے اُن کو سچّا ارتھ بتانے کا موقع ملے۔ آپ نے نہایت خوشی سے جواب دیا۔ کہ میں منی مہاراج کو پڑھانا اپنا فرض سمجھتا ہوں! اور جہاں تک میری طاقت ہے میں صدق دل سے انھیں پڑھاؤں گا میں ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ویاکرن میں مہارت کرنے سے سنسکرت اور پراکرت ودیا کو پوری طرح حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے چیلوں کو میرے

اور امرتسر میں لالہ بوٹا رام جوہری کو اپنا معتقد کیا۔ پٹی میں لالہ گھسیٹا مل پوج امر سنگھ جی کے بڑے بھگت تھے۔ اُن سے بات چیت ہوئی۔ لالہ گھسیٹا مل جی کو بھی کئی ایک شک پیدا ہو گئے۔ اُن شکوک کو کما حقہ طور پر دور کرنے کے لئے اپنے بڑے بیٹے امی چند جی کو مہاراج بشن چند جی کی رائے سے پنڈت آتما رام جی کے پاس پڑھنے بٹھایا۔ پنڈت آتما رام جی برہمن اُن دنوں پٹی میں اِس قدر عالم شخص تھے کہ اُنکا ہم پلہ پنجاب بھر میں دو چار ہی ہونگے۔

پنڈت آتما رام جی سے پڑھ کر جب امی چند جی لایق ہو گئے تو لالہ گھسیٹا مل جی نے اُس سے پوچھا۔ کہ بیٹا پوج امر سنگھ جی کا کہنا سچ ہے یا مہاراج آتما رام جی کا کہنا سچ ہے۔ امی چند جی نے بتایا کہ جو کچھ مہاراج آتما رام جی اور مہاراج بشن چند جی فرماتے ہیں وہ بالکل ستیہ ہے اور پوج امر سنگھ جی کا کہنا شاستروں سے اُلٹ ہے اُس دن سے لالہ گھسیٹا مل جی پکے معتقد ہو گئے اور اُن کی بدولت اور بہت سے شراوک آپ کے معتقد ہو گئے۔

امی چند جی بعد میں زیادہ تعلیم حاصل کر کے پنڈت امی چند جی کے نام سے مشہور ہوئے۔ پنجاب بھر میں اُن کے ہم پلہ کوئی جین شراوک سنسکرت پراکرت وغیرہ میں تعلیم یافتہ اب تک بھی نہیں ہے۔ مہاراج آتما رام جی کے سمودائے کے سادھوؤں میں سے ہر ایک سادھو اُن سے کچھ نہ کچھ ضرور پڑھتے تھے۔

آپ سمت ۱۹۶۰ میں سورگ واس ہو گئے۔

مہاراج بشن چند جی کے اپدیش سے مہاراج حاکم رائے جی اور علم چند جی بھی آپ کے ہم خیال ہو گئے۔ اور ساتھ ملکر جگہ بجگہ ستیہ دھرم کی اشاعت کرنے لگے۔

آتما رام جی مہاراج کا اُن دنوں بسنت رائے جی اور رام رتن جی اجونتی سادھوؤں سے جالندھر میں مباحثہ ہونا قرار پایا۔ اِس لئے آپ جالندھر پہنچ گئے

آپ کے معتقد ہو ہی چکے تھے۔ اگر کسی نے شکوک پیش کئے۔ تو مدلل جوابوں سے اُس کی تسلی کر دی اور شاستر کھول کر آگے رکھ دیا۔ اور کہا جاؤ پنڈت و دوان برہمن سے پڑھوا لو۔

مہاراج کنی رام جی کو آپ کا طرزِ عمل اور طریقہ اُپدیش ناگوار ہوا۔ اور بغیر سوچے سمجھے اپنی تنگ دلی اور ہٹھ دھرمی کی وجہ سے بغیر سوچے سمجھے آپ کو دھمکانے لگے۔ آپ نے تحمل سے کام لیتے ہوئے نہایت شانتی سے مہاراج کنی رام کو ستیہ دھرم اُپدیش سُنانا شروع کیا۔ مگر جہاں ہٹھ دھرمی اور میرا سو سچا ایسا خیال ہو وہاں کسی کی پیش نہیں جاتی۔ باہم بیٹھ کر شاستر ارتھ کرنے کی بجائے کنی رام جی کہنے لگے۔ تمہارا اعتقاد درست نہیں ہے۔ کیونکہ تم گُرو اور دادا گُروؤں کے فرمائے ہوئے ارتھ کو غلط بتاتے ہو۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ میں گُرو کا بندھا ہوا نہیں ہوں اگر کسی کا باپ دادا کنوئیں میں گرا ہو تو اس کی تقلید میں اُس کے بیٹے کو بھی کنوئیں میں گر جانا چاہیئے۔ ہرگز نہیں۔ مجھے تو بھگوان مہابیر سوامی کے فرمائے ہوئے شاستروں کا صحیح ارتھ ماننا ضروری ہے۔ اس طرح کا جواب سنکر کنی رام جی آگ بگولا ہو گئے۔ اور غصہ سے بھرے ہوئے اناپ شناپ بولتے چلے گئے۔

آپ سنام سے چلکر مالیر کوٹلہ پہنچے۔ لالہ کنور سین ہنگت رام کو پنجاب بھر میں سے پہلا ہمیاں شراوک بنایا۔ یہاں سے لدہانہ آکر گوپی مل جی وغیرہ کئی شراوکان کو اپنا معتقد بنایا۔ یہاں پر منی بشن چند جی و چمپا لال جی رونق افروز تھے چمپالال جی اپنے گُرو بشن چند جی کے اُپدیش سے آپ کے پیرو بن چکے تھے۔ جو تھوڑے بہت شکوک باقی تھے وہ اب بات چیت کرنے سے دور ہو گئے۔

بشن چند جی لدہانہ سے بہار کر کے جنڈیالہ گُرو امرت سر سے ہوتے ہوئے پٹی پہنچے۔ جنڈیالہ میں لالہ دساکھی مل۔ نہر سنگھ ماہل کونس کو اپنا پیرو بنایا

سمت ۲۱ میں ہو گیا لکھا تھا۔ یہ المناک خبر سُنکر آپ کو بہت رنج ہوا۔ جگراؤں سے بہار کر کے لدہانہ ایک ماہ ٹھہرے بکرم سمت ۲۱ کا چترماس مالیرکوٹلہ میں کیا اور پنڈت اننت رام جی سے اِس چترماس میں آپ نے چندر کا۔ کوش۔ کاویہ النکار۔ ترک شاستر وغیرہ کا اچھی طرح مطالعہ کیا اِس تمام عرصہ میں بشن چندجی مہاراج کو آپ نے اپنا پختہ ہمخیال بنا لیا۔ اور اُنھوں نے اقرار کیا کہ ست دہرم کی اشاعت میں وہ آپ کی ہر طرح مدد کریں گے۔ چترماس ختم ہونے پر آپ واپس لدہانہ آکر اپنے گرو جیون رام سے ملکر اور اُن کے ہمراہ جگراؤں زیرہ فیروزپور فرید کوٹ۔ کوٹ بھائی ہوکر و تیسو گام میں آئے وہاں ایک شراوک کے گھر ایک یتی (پوج) کی بہت پستکیں پڑی تھیں۔ اُن میں سے ہندی بھاشا کے پستک تو پہلے ہی دیگر ساد ہولے گئے تھے۔ مگر شری اچارنگ سوتر کی ٹیکا مصنفہ شری شلنکا آچارج آپ کو وہاں سے دستیاب ہوئی۔ اِس کے ملنے سے آپ کو بہت خوشی ہوئی۔ اِس علاقہ میں بہار کرتے ہوئے سمت ۲۲ کا چترماس آپ نے سرسہ کیا۔ وہاں پوج کشور چندجی سے دو تین شاستر جوتش کے پڑھے اور وہاں پر جتی رام سکھ (بڑگچھ والے اور یتی موتی چند کھرترگچھ والے) سے بہت شاستر لیکر پڑھے اور شلنکا آچارج کی بنائی ہوئی ٹیکا کو کئی بار بغور پڑھا اور اپنی واقفیت کو بہت بڑھایا۔ سرسہ سے چلکر آپ سنام بدہارے۔ اور اوّل پہلی مٹھبھیڑ آپ کی وہاں کنی رام مہاراج سے ہوئی یہ امر مخفی نہ رہے کہ آپ دہلی کے بعد جہاں کہیں گئے لوگوں کو شاستروں کا ارتھ اپنے خیال کے مطابق درست سناتے رہے۔ چونکہ آپکی علیت میں کسیکو شک نہ تھا۔ اسوجہ سے کسی گرہستی نے غدر نہ اٹھایا۔ مہاراج بشن چندجی[1]

[1] مہاراج بشن چندجی علاقہ اندور کے برہمن تھے۔ بڑے ہی سلیم الطبع اور عالم شخص تھے اور مہاراج آتما رام جی کے ہم پلہ تھے۔ اسدن سے آپکے ہمراہ رہے اور سب سے پہلے وہی بڑے چیلے ہوئے۔ موجودہ ترواربت سادہنی کا[illegible]

شاستروں کے صحیح ارتھ کس کو دکھلاویں اور سناویں ۔ عام سادھو بھی کچھ ایسے پڑھے لکھے نہ تھے کہ ست اور است کا فیصلہ کر سکیں ۔ بعض ارتھ جو پرم پرا سے چلے آتے تھے غلط ہونے کی وجہ سے آپ کرنا نہ چاہتے تھے ۔ کیونکہ جان بوجھ کر غلطی کرنیوالا کون ہے اگر صحیح ارتھ کرتے ہیں تو دھرم بھرشٹ خیال کئے جاتے ہیں ۔ پنجاب بھر کے جینیوں میں اس وقت مورتی پوجا سے سخت نفرت تھی ۔ آپ اِس امر سے بخوبی واقف تھے کہ مورتی پوجا کا اُپدیش دینا سادھو اور گرہستی دونوں کو ناگوار ہوگا ۔ حالانکہ گرہستی لوگ برہمن دھرم کے دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے اور اُس سے کوئی دھرم گرُو باز رکھنے والا نہ تھا ۔ سنساری کاموں کیخاطر مورتی پوجا بری نہ سمجھی جاتی تھی ۔ لیکن دھارمک کاموں کے لئے مورتی پوجا کا پرچار کرنے والے کی سخت نندا کی جاتی تھی ۔ چہ جائیکہ کوئی اُپدیشک کھڑا ہو آسکے لئے فی الفور اپنے بیرونی لباس کو بدل ڈالنا ۔ اور مورتی پوجا کا اُپدیش دینا ۔ تنگ دل اور متعصب لوگوں سے اپنا میل جول بند کرنا تھا آپ کا مقصد لوگوں کو ست دھرم سے بہرہ یاب کر کے انھیں راہِ راست پر لانا تھا ۔ اسے حاصل کرنے کے لئے آپ نے حکمت عملی سے کام لیا ۔

آپ اپنے وقار کو لوگوں میں قایم رکھ کر سمجھدار سادھوؤں کو ہمخیال بنا کر عوام الناس کی بہتری اور بہبودی کے لئے مناسب اصلاح عمل میں لانا چاہتے تھے ۔ آپ نے پختہ ارادہ کر لیا ۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو اپنی طاقت کے مطابق لوگوں کو ست دھرم کا ہی اپدیش کریں گے اور لوگوں کے عمل کو جین دھرم کے مطابق بنانے کے کوشاں رہیں گے ۔ اِس مضبوط ارادہ سے ہمراہی رتن چند جی دہلی سے چل پڑے اور پنجاب کیطرف بہار کرتے ہوئے اور رتن چند جی کو شاستر پڑھاتے ہوئے گوجرانوالہ پہنچے یہاں آپکو چوتھمل جی کا خط ملا ۔ جسمیں آپکے فیض رسان معلم شری رتن چند جی مہاراج کا سورگ باس جیٹھ

تن تنہا میدان میں کود پڑے۔

بھجن

اِدہر آتم اکیلا تھا

اُدہر گُو گرُو منڈل سارا۔ اِدہر آتم اکیلا تھا۔

(۱) تِمر[1] متھیات پھیلا تھا۔ ہر ایک وستو ہوئی اُلٹی[2]
سُبق[3] میلا کریا میلی۔ زبان اور دل[5] بھی میلا تھا

(۲) کئی ٹھانے[6] تحصیلیں تھیں متھیا[7] پرچار کی خاطر
اُجالا کرنے والا یاں یہ اک آتم اکیلا تھا

(۳) نیم[9] اور برادری[10] کے بھے کی تھی تلوار سر پر
دھرم ابھلاشیوں کے واسطے یہ بھی جھمیلا تھا

(۴) آخر کام سے نکلا دویا اور بدھی کے بل سے
اُدہر لاکھوں کی دولت تھی اِدھر نہ پاس دھیلا تھا

(۵) دیا اُپدیش نربھے ہو پربھو پوجا و منور کا
صابر کو ڈرُس کا پربھو جس کا سہیلا تھا

مشکل یہ تھی کہ شراوک لوگ بھی سنسکرت اور پراکرت سے ناواقف تھے۔

۱؎ گمراہی کا اندھیرا۔ چاہ ضلالت ۲؎ تعلیم خراب ۳؎ خراب کیرکٹر ۴؎ بولنا کہنا
۵؎ ارادہ ۶؎ ایک ایک دو دو سادھوؤں کا گروہ ۷؎ زیادہ زیادہ سادھوؤں
کا گروہ ۸؎ غلط پرچار ۹؎ قسم کہ مورتی اور مورتی پرچار کرنیوالوں سے نہ ملنا ۱۰؎ برادری سے باہر نکالدینے کی دھمکی

میں پنجاب میں اس کے حق میں آواز بلند کرنا سخت حماقت ہے۔ اِس معاملہ میں جب زبردست پوجوں کو شکست کھانی پڑی ہے تو پھر تمہاری کیا بساط ہے۔ جو اس کا بیڑا اٹھا سکو اور کامیابی کا منہ دیکھو۔ خبردار ایسی غلطی ہرگز نہ کرنا۔ تم سادھو ہو اور سنجم کا پالن کرنا ہے۔ اگر مورتی پوجا کی تعریف کی۔ یا پرچلت دھرم کے برخلاف آواز اٹھائی تو تمہیں کسی جگہ بھی آب و دانہ میسر نہ ہوگا۔ اور نہ ہی ٹھہرنے کو جگہ ملے گی۔ اور انجام کو سنجم سے بھرشٹ ہونا پڑے گا۔ آپ نے گرو کی باتوں کو غور سے سنا۔ اور نہایت تحمل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ آپ میرے گرو ہیں۔ میں آپ کا دست شفقت ہمیشہ اپنے سر پر چاہتا ہوں۔ اگر آپ میرے مددگار رہیں گے۔ تو مجھے کسی اور کی مخالفت کی پرواہ نہ ہوگی میں اپنے مقصد کو حاصل کرنیکی کوشش کروں گا۔ ست دھرم پرچار کے راستہ میں ہمیشہ تکالیف ہوا کرتی ہیں۔ انسان کو انھیں برداشت کرنے سے ہرگز گریز نہ کرنا چاہیئے۔ سچائی وہ طاقت ہے۔ جو ہر ایک پر غالب آجاتی ہے۔ رہا آب و دانہ میسر نہ ہونا۔ ٹھہرنے کو جگہ نہ ملنا۔ یہ باتیں مجھے سنجم سے بھرشٹ نہیں کرسکتیں۔ کوئی بھی انسان کسی دوسرے کو سکھ دکھ دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مجھے اگر کشٹ بھی ہوگا تو وہ میرے کرموں کا پھل ہوگا۔ اور میں اُسے بخوشی برداشت کروں گا۔ آپ مجھے ہمیشہ اشیرباد دیتے رہا کریں میں آپ کی مدد سے اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہونگا۔ مہاراج جیون رام جی آپ کا مضبوط ارادہ دیکھ کر زیادہ نہ کہہ سکے اور فقط اتنا کہا اچھا جیسے تمہاری مرضی ہو کرو۔ لیکن ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا۔

آپ اپنے کام کی مشکلات سے بخوبی واقف تھے۔ پنجاب بھر میں آپکا ہمخیال کوئی دوسرا سادھو نہ تھا۔ اور نہ ہی کوئی شراوک تھا۔ بغیر کسی ساتھی اور مددگار کے اس وقت وہ ستیہ دھرم کی اشاعت کیلئے

کھلا مقابلہ

آپ مہاراج رتن چند جی سے ست دھرم کا پرچار کرنے کا وعدہ کر کے اپنے گرو جیون رام سے ملنے کے لئے بجانب دہلی روانہ ہوئے۔ جیون رام جی اپنے ششش رتن کو دیکھ کر از حد مسرور ہوئے۔ اور رتن چند جی کا سکھ ساتا پوچھا۔ آپ نے رتن چند جی کی علمیت اور حسن اخلاق کی بڑی تعریف کی۔ اور ان کی آخری شکسا حرف بحرف کہہ سنائی۔ اور ست دھرم پرچار کرنے کا اپنا مستقل ارادہ گرو مہاراج کے روبرو ظاہر کر دیا۔ مہاراج جیون رام جی نہایت سادہ لوح اور سلیم الطبع سادھو تھے تاہم بھی انھوں نے آپ کو مروجہ طریقوں کے خلاف پرچار کرنے کی مخالفت کی مگر آپ نے سچائی کے آشکارا کرنے کی ضرورت پر مدلل طور پر بحث کی۔ تو مہاراج جیون رام کچھ جواب نہ دے سکے اور ناچار ہو کر کہنے لگے۔ آتما رام اگرچہ تم نے اچھی تعلیم حاصل کی ہے۔ لیکن ابھی ناتجربہ کار ہو۔ جو بات پرم پرا (قدیم) سے چلی آئی ہے۔ وہ سچی سمجھی جاتی ہے رتن چند جی نے خود اس کام کو کرنے کی جرأت نہیں کی۔ لیکن تمھیں چکنی چپڑی باتوں سے ورغلا کر آگے کرنا چاہتا ہے۔ اور تمہاری ناتجربہ کاری سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔

یاد رکھو۔ پنجاب بھر میں تمہارا ایک بھی ساتھی نہ بنے گا۔ اور تم کو بہت پچھتانا پڑے گا مورتی پوجا خواہ جین سوتروں کے مطابق ہی کیوں نہ ہو موجودہ حالت

کرتا ہوں۔ اور اشیرباد دیتا ہوں۔ تین باتیں جو آپ کو یاد رکھنے کے قابل ہیں بطور نصیحت واضح کرتا ہوں ان کو یاد رکھنا:۔

اوّل۔ جین شاستروں میں مورتی پوجا لکھی ہے۔ آپ نے مورتی کی نندائیں نہ کرنی

دوئم۔ اپنے آپ کو ناپاک نہیں رکھنا۔ ناپاک ہاتھ شاستروں کو نہیں لگانے۔ رات کو پانی رکھنا۔

سوئم۔ سادھو کو ہاتھ میں ڈنڈا رکھنے کی اجازت ہے۔

آتمارام جی۔ آپ نے نہایت ادب سے مہاراج رتن چند جی کا شکریہ ادا کیا اور بوقت رخصت وعدہ کیا۔ کہ میں حسب الحکم نہایت سرگرمی سے سچے گیان کے مطالعہ کرنے میں لگا رہوں گا۔ اور قدیم گرنتھوں اور سوتروں میں جو جین دھرم کا سروپ ہے اُس کی اشاعت کے لئے ہر طرح تکلیف اور مشکلات کو صبر اور استقلال سے برداشت کرونگا۔

نہیں کر سکتا مگر دفریب تھوڑی دیر کے لئے لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے۔ سچائی کبھی مٹ نہیں سکتی۔ جین دھرم اس وقت نہایت محدود ہے۔ جینیوں کی بد رسومات اور دھرم کے سروپ سے ناواقفیت ترقی کے راستہ میں بڑی سدِّ راہ ہے۔ جین دھرم کے مسائل نہایت دقیق ہیں ہتراگ پرماتما سروگیہ بھگوان مہاویر سوامی جی نے جو نیم چیتر وودھ سنگ کے لئے مقرر کئے ہیں وہ نہایت پاک اور پوتر ہیں۔ اگر اُن پر عمل کیا جائے۔ تو نہ صرف جین دھرمیوں کا ہی بلکہ پرانی ماتر کا کلیان ہو سکتا ہے۔ موجودہ جین سماج ویر بھگوان کے بتلائے ہوئے راستہ کو فراموش کر کے جہالت کا شکار ہو رہی ہیں۔ جین دھرم کا عمل قطعی نظرانداز ہو رہا ہے۔ تحصیل علم کا خیال بہت کم ہے۔ سادھو مہاتما ویاکرن کی طرف توجہ نہیں دیتے محض بہتہ کے شاستر پڑھتے ہیں۔ لکیر کے فقیر بنکر متھیات کے جال میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت جین سماج میں اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ دھرم پرچار کے لئے ایک زبردست وِدوان کی ضرورت تھی۔ میرا دل شہادت دیتا ہے۔ کہ آپ اس مشکل کام کو سرانجام دینے میں کامیاب ثابت ہوں گے۔ آپنے سچائی کیخاطر گھر کو خیرباد کہا ہے۔

آپ کی زبان میں طاقت۔ اُپدیش میں جادو کا اثر ہے۔ آپ سنسکرت اور پراکرت پر کمالیت حاصل کرتے ہوئے جین دھرم کے تمام سوتروں کو مطالعہ کرنا۔ میں پڑھلنے کی دکشنا یہی چاہتا ہوں۔ کہ آپ جین دھرم کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر بنی نوع انسان کو بلا امتیاز مذہب وملت امیر و غریب شہ زور اور کم زور ہر کس کو اہنسا کا پیغام پہنچانا۔ سچائی کی اشاعت میں کمربستہ ہو کر متھیات کا ناش کرنا۔ جین دھرم کی عظمت اور پاکیزگی سے لوگوں کو آگاہ کر کے موجودہ کمزوریوں کے دور کرنے کو آواز بلند کرنا۔ میں آپ کی کامیابی کے لئے پرماتما سے پرارتھنا

پنڈت رتن چندجی کے آپ بہت مداح تھے۔ کیونکہ وہ اچھا وِدوان ہونے کے علاوہ بے تعصب بھی تھا۔ آپ نے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے تمام شکوک رفع کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور سیدھا آگرہ کا رُخ کیا۔ جہاں کہ رتن چندجی مہاراج تشریف فرما تھے۔ آپ نے بلاکم و کاست اپنے دلی شکوک انھیں کہہ سُنائے اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے میں اُن سے مدد چاہی۔ رتن چندجی مہاراج آپکی تعریف پہلے ہی سُن چکے تھے اس لئے اُنھوں نے اپنی علمیّت سے فیضیاب کرنے کا اقرار کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے اوصافِ حمیدہ کا اثر مہاراج رتن چندجی کے دل پر نقش فی الحجر ہو گیا اور آپ نے حصول تعلیم کی خاطر سمت ۱۹۲۰ کا چوماسہ آگرہ میں کیا۔ رتن چندجی نے ۳۲ سوتروں کے علاوہ اور بھی بہت سے جین شاستر اور گرنتھ آپ کو پڑھائے۔ رتن چندجی کے خیالات آپ سے تقریبًا ملتے تھے۔ آپ کے شکوک رفع کر کے بوقت روانگی آپ کو پُرمعنی اور موثر اُپدیش دیا۔ آپ کو ایک سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے میرے پاس وِدیا حاصل کرنے کو آئے تھے۔ میں نے اُن ایّام میں تمھارے دلی خیالات اور خواہش کا اندازہ لگا لیا تھا۔ مجھے یہ معلوم کر کے ازحد خوشی ہوتی ہے۔ کہ تمہارے دل میں سچّا گیان حاصل کرنے کی زبردست خواہش اور قابلیت ہے۔ پیشتر میں نے بیسیوں سادھوؤں اور گرہستھیوں کو پڑھایا ہے۔ مگر آپ کا سا ہونہار طالب علم میری نظر سے نہیں گذرا۔ گزشتہ سال بڑھاپے میں خود محنت اور جانفشانی سے کام کر کے میں نے خوشی اور عقیدت سے آپ کو پڑھایا ہے۔ میں اس دُنیا میں چند دن کا مہمان ہوں۔ اس لئے جو راز میرے سینہ میں ہے تبلانا چاہتا ہوں۔ غور سے سُننا اور یاد رکھنا۔ یہ میری وصیت ہے۔ جین دھرم انادی ہے۔ یہ وہ سچائی ہے جس کی بنیاد اہنسا پر ہے۔ جسے دیا کی دیوی اپنے کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہے۔ دُنیا کا کوئی مذہب اس کا مقابلہ

شاستروں کو بغور پڑھا۔ جس سے آپ کی واقفیت میں بہت اضافہ ہوگیا جوں جوں آپ نے گرنتھ پڑھتے تھے۔ تیوں تیوں شک وشبہ بڑھتا گیا کئی شاستروں میں ایسی تحریریں دیکھنے میں آئیں۔ جن سے جین دھرم میں مورتی پوجا کا ہونا ثابت ہوتا تھا۔ اوشیک سوتر۔ پرتھما نویوگ اوپاسک دشانگ یوگ شاستر وغیرہ گرنتھوں میں مورتی پوجا کا ذکر آپ نے پڑھا۔ آچارنگ سوتر کی نرگیتی میں تیرتھ یاترا کے بارے میں پڑھکر آپ کو بہت حیرانی ہوئی۔ پنجاب میں ان باتوں کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ گرہستیوں اور سادھوں کی واقفیت نہایت تھوڑی ہونے سے انہیں اتنا بھی معلوم نہ تھا۔ کہ اہل جین کے ملنے ہوئے دھرم میں زمانہ کے ہیر پھیر سے کس قدر تبدیلی ہو چکی ہے اگیانتا کے باعث چارتر دھرم میں فرق ہو جانا غیر اغلب بات نہ تھی آپ سچائی کے خواہشمند تھے اور غلط راستہ پر چلنا ہرگز پسند نہ تھا۔ مورتی پوجا کے متعلق آپ کا شک یقین کی حد تک پہونچگیا۔ آپ جین تیرتھوں کا مفصل حال جاننے کے لئے بیقرار تھے۔ شاستروں کے مطابق جین دھرم کا اصل سروپ کیا ہے۔ سادھوی سادھوی شراوک شراوکا کو زندگی کس طرح گذارنی چاہیئے۔ اصلی راستہ راہ نجات کیا ہے۔ ان تمام رازوں کو بخوبی جاننے کے لئے اور اپنے شکوک رفع کرنے کے لئے آپ ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو اچھی طرح تسلی کر سکے۔

زیرہ کا چترماس ختم ہوگیا۔ آپ کے اُپدیش سے زیرہ نواسیوں کو انتہا خوشی اور آنند ہوا۔ روانگی کے وقت لوگوں کو کسیقدر قلق ضرور تھا۔ مگر پھر درشن دینے کی درخواست اور انتظاری میں حوصلہ مند تھے۔

اب آپ نئی اُمنگ کو لیکر روانہ ہو رہے تھے اور اسے پورا کئے بغیر دوسرا کوئی کام نہ کرنا چاہتے تھے۔ منوہر داس جی کے ٹولے میں ایک ضعیف العمر سادھو

پھولے نہ سماتے تھے۔ تھوڑے عرصہ میں ۳۲ سوتروں پر کمال حاصل کر لینا ایک معرکہ کی بات تھی۔ آپ کی علمیت اور قابلیت کی پنجاب بھر میں دھاک بندھ گئی تھی۔ اور اس کا سہرہ زیرہ والوں کے سر تھا۔ کیونکہ انہیں ایسا رتن پیدا کرنے کا فخر حاصل تھا۔ جب آپ کے ہمجولیوں نے آمد کی خبر سُنی۔ پُرتپاک استقبال کے لئے تیار ہو گئے۔ وہ آپ سے سادھو زندگی کے ذاتی تجربات اور سیر و سیاحت کے حالات سننے کے لئے بیقرار تھے۔ اہالیانِ شہر قصبہ سے باہر دُور تک آپ کے استقبال کو پہنچے اور بڑی دھوم دھام سے نگر میں پرویش کرایا۔ جوق در جوق لوگ آپ کے درشنوں کو آتے تھے اور زبان مبارک سے دھرم اُپدیش سُنکر از حد مسرور ہوتے تھے جب آپ کی ماتاجی کو یہ خوش کن خبر پہنچی۔ فوراً اپنے لڑکے گوردت سنگھ کو ہمراہ لیکر زیرہ آگئیں۔ اور آپ کے پاس بیٹھکر گھنٹوں خوشی کے آنسو بہاتی رہیں۔ آپ نے انہیں بہت دلاسا دیا۔ اور تسلی اور تشفی کی۔ دوستوں اور ہمجولیوں کی خوشی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ وہ شب و روز اوپاسرے میں آپ کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ آپ کا دھرم اُپدیش اور سیاحت کی کہانیاں سنکر از حد خوش و خرّم ہوتے تھے۔

چترماس شروع ہونے سے چند روز پیشتر آپ جنم بھومی لہرہ گام (گاؤں) دیکھنے چلے گئے باشندگان دیہہ سے ملکر اور دھرم اپدیش سُنا کر واپس آگئے بکرم سمت ۱۹۱۹ کا چترماس زیرہ میں ہوا۔ نو سال ہوئے جب آپ نے اس جگہ دیکشا لینے کا پختہ ارادہ کیا تھا۔ اور اُن دنوں آپ علم سے کورے تھے مگر اب دماغ گیان کی روشنی سے مُنوّر تھا۔ آپ کی زبان سے پھول جھڑتے تھے اس اصل سچائی کے متلاشی نے پرچلت جین دھرم کا شاستروں میں بیان کئے ہوئے دھرم سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ اپنے مطالعہ کو خوب بڑھایا۔ کئی ایک مستند

میں آگیا۔ اس چوماسہ میں پنجاب کے مشہور پوج ڈھونڈک مت شرومنی امر سنگھ جی کے چیلے مشتاق رائے اور ہیرالال کو آپ نے آٹھ شاستر پڑھائے۔

بعد چوماسہ سونی پت۔ پانی پت ہوتے ہوئے کرنال پہنچے۔ وہاں پوجیہ امر سنگھ جی کے چیلے رام بخش۔ سکھدیو۔ بشن چند۔ چنپالال وغیرہ آملے۔ رام بخش اور بشن چند کو انویوگ دوار سوتر پڑھایا۔

یہاں سے انبالہ پہنچے۔ وہاں سے کھرڑ۔ روپڑ ہوتے ہوئے ماچھی واڑہ پہنچے رام بخش وغیرہ حصول تعلیم کے لئے یہاں تک آپ کے ساتھ ہی آئے تھے۔ اور انھوں نے آتما رام جی سے آچارانگ جیوابھگم نندی سوتر وغیرہ پڑھے۔

روپڑ میں آتما رام جی نے پنڈت سدانند سے دیا کرن پڑھنا شروع کیا۔ اور ذہانت طبع سے کھٹ لنگ تک مطالعہ کر لیا۔

ماچھی واڑہ سے روانہ ہو کر مالیر کوٹلہ میں پہنچے اور اپنے گورو جیون رام جی سے جا ملے۔

دیکشا دھارن کرنے کے بعد آپ اب تک زیرہ تشریف آور نہ ہوئے تھے۔ اگرچہ آپ گرہستھ کو ترک کر کے دنیاوی رشتہ داروں سے اپنا تعلق منقطع کر چکے تھے پھر بھی مادری سرزمین سے محبت اور الفت کا جذبہ انسانی فطرت ہے۔ خاک وطن میں وہ کشش ہے۔ کہ ہر فرد بشر کے دل میں اسے دیکھنے کی امنگ پیدا ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ آپ نے ایام طفلی زیرہ میں بسر کئے تھے۔ اس جگہ کی آب و ہوا گلی محلے اور گرد و نواح کی آپ کے دل میں خاص محبت تھی۔ زیرہ دیکھے برسوں گذر چکے تھے۔ دلی آرزو پوری کرنے کے لئے آپ نے مہاراج جیون رام جی سے بکرم سمت ۱۹۱۹ کا چترماس زیرہ کرنے کی اجازت چاہی۔ جو انھوں نے بخوشی دیدی۔ آپ کے زیرہ پدھارنے کی خبر سن کر زیرہ نواسیوں کے دل خوشی سے

وابستہ ہیں۔ جنھیں پڑھ کر رگِ حمیت میں خون جوش مارنے لگ جاتا ہے۔ وہ کون ہے۔ جو چتوڑ کے قلعہ کو دیکھے اور شیر دل جوانمرد راجپوتوں کی بہادری اور شجاعت کی تصویر اور پاک صورت اور نیک سیرت راجپوتنیوں کے جوہر کا جلوہ آنکھوں کے سامنے نہ پھر جائے۔ فرشتہ سیرت پدمنی کا محل اب بھی وہاں موجود ہے۔ پرانے قلعہ کے اندر آپ کو عالیشان محلوں کی جگہ محض کھنڈرات ہی نظر آئے آپ کے لئے شکستہ عمارتیں نہایت ہی سبق آموز ثابت ہوئیں۔ آپ نے وہاں پر پرانے عالیشان جین مندروں کے کھنڈرات نہایت غور سے ملاحظہ کئے۔ وہاں ایک نہایت بلند عمارت جو جے ستمبھ کے نام سے مشہور ہے اور جس کے متعلق روایت ہے۔ کہ اُسے ۸۹۶ء میں مہارانا اَلّٰا رنے جو کہ پکا جین دھرمی تھا۔ بھگوان شانتی ناتھ کے مندر کے لئے تعمیر کیا تھا۔ شندگار چمری کے متعلق آپ کو بتایا گیا کہ یہ کسی وقت بھگوان شانتی ناتھ جی کا مندر تھا ایک نہایت فراخ اور عالیشان مندر جو سات بیس دیوی کے نام سے مشہور تھا دیکھنے میں آیا۔ یہ ۲۷ جین مندروں سے ملکر ایک بڑا مندر بنا ہوا نظر آتا ہے چتوڑ کے قلعہ میں آپ کو جین دھرم کی عظمت اچھی طرح دکھائی دی جین فتا رانا کنبھ کے محل۔ مہارانی پدمنی کی سرنگ۔ شوکوشل منی کے تپ کرنے کی گپھا سورج کنڈ۔ اور گئو مکھی وغیرہ قابل دید چیزوں کو دیکھ کر آپ دُنیا کی ناپائداری پر غور کرنے لگے آپ نے میواڑ میں اودے پور ناتھدوارہ وغیرہ مشہور مقامات دیکھے۔ اور ہر جگہ زمانہ قدیم کے بنے ہوئے جین مندر ملاحظہ کئے۔ جے پور۔ بھرت پور۔ متھرا۔ بندرابن ہوتے ہوئے آپ دہلی پہنچے۔ اور یہاں چوماسہ کرنے کی خواہش تھی۔ مگر جیون رام کے حکم سے سمت ۱۹۱۷ کا چوماسہ سرگتھل میں گیا۔

بعد اختتام چوماسہ پھر آپ واپس دہلی پہنچے۔ دہلی سے کھنڈہ۔ لوہارہ۔ بنولی۔ بڑوت۔ سونی پت۔ وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوتے سمت ۱۹۱۸ کا چوماسہ دہلی

ہوئے۔ اور جگہ جگہ جین مندر بنے ہوئے دیکھ کر دل میں حیرت ہوئی کہ یہ کیا۔ مندر مورتی پوجنے والے بھی جینی ہوتے ہیں آپ نے گورو مہاراج سے یہ سوال دریافت کیا نیز دیگر کئی سادھوؤں و دانوں سے بات چیت کی مگر صحیح جواب دینے کی بجائے ہر ایک نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ اور یہ کہا کہ یہ جین دھرمیوں کے مندر نہیں۔ ایسا سفید جھوٹ کب تک چھپا رہ سکتا تھا آپ نے اس امر کی بخوبی تحقیقات سے نسچہ کر لیا۔ کہ یہ جین دھرم کے مندر ہیں اور ان میں چوبیس تیرتھنکران کی منوہر مورتیاں براجمان ہیں۔ جن کی ہر روز پوجا ہوتی ہے۔ چند ایک پستک بھنڈار بھی آپ کی نظر سے گذرے جہاں آپ نے سرسری نگاہ سے ہر ایک پستک کو دیکھا۔ ایک پستک میں شترونجے اور گرنار پربت وغیرہ جین تیرتھوں کا حال پڑھکر آپ کو از حد تعجب ہوا۔ زبانی بھی کئی ایک مارواڑی لوگوں سے گجرات کے جین مندروں کی تعریف سُنی۔ اور بچشم خود گجرات جاکر جین تیرتھوں کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ نے گورو مہاراج سے اُدھر جانے کی اجازت مانگی گوروجی کو یہ خیال ہرگز پسند نہ تھا۔ انھوں نے آپ کو اس ارادے سے باز رکھنے کے لئے طرح طرح کے خوف اور خطرات بتائے اور راستے کی مشکلات اور ناواقفیت کا بہانہ بنا کر اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ اس انکار سے آپ کو بہت رنج ہوا۔ تاہم گورو بھگتی اور فرمانبرداری کا خیال رکھتے ہوئے گجرات کے سفر کا قصد ترک کر دیا۔

رتلام کا چترماس ختم ہو جانے پر گمن جی سوامی سے اجازت لیکر آپ مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے۔ چتوڑ جا پہنچے۔ چتوڑ کا مشہور و معروف قلعہ ۵۰۰ فٹ کی بلندی پر ایک پہاڑی پر کھڑا ہے۔ بلحاظ شہرت تواریخ ہند میں دوسرا کوئی قلعہ اس کا ثانی نہیں۔ اِس کی بلند اور مضبوط فصیل اور جنگی دروازوں کی بناوٹ کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اُس قلعہ کے ساتھ وہ عظیم الشان تواریخی واقعات

ممکن ہی۔ کہ کوئی بھی ارتھ سچا نہ ہو۔ اصلی مطلب کچھ اور ہی ہو چند شلوکوں کا ارتھ پنجاب
میں پانچ سادھو ملکر کیا کرتے تھے۔ اور جو ارتھ کثرت رائے سے پاس ہو وہ مستند
سمجھا جاتا تھا اور اُس کو پنچایتی ارتھ کہتے تھے۔ مختلف سادھو مختلف آگم[۱] مانتے
تھے۔ سنسکرت اور پراکرت میں لکھے ہوئے مُول سوتروں کا خود اپنی علمیت سے
باقاعدہ ارتھ کرنے کے بجائے۔ ٹبہ ہی یعنی جو مختصر ارتھ سابق اوپر لکھا ہوا ہوتا تھا
صحیح خیال کیا جاتا تھا۔ کہیں کہیں اُس پر بھی ہڑتال لگا کر اُس کو مٹا دیا جاتا تھا۔ اور
بتلایا جاتا تھا۔ کہ یہ جتی (یوج) لوگوں کا بعد میں ایزاد کیا ہوا ہے۔ مگر آپ نے سچ
اور جھوٹ کی تحقیقات کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اور آپ پنڈت ودیاناتھ ٹپواکے
دیاکرن پڑھنے کے مشورے پر غور کرنے لگے اور جلد ہی سنسکرت پراکرت دیاکرن
پڑھنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

آپ اُس وقت کے عام سادھوؤں کی طرح تنگ خیال اور محدود دائرے
میں مقید رہنا درست خیال نہ کرتے تھے۔ آپ کا وطیرہ ہر قسم کے آدمیوں سے ملنا
بات چیت کرنا اور اُن کے خیالات سنکر اُن پر غور و خوض کرنا تھا۔ جب تک آپ
پنجاب میں تھے آپ کا خیال تھا۔ کہ جین سماج فقط ستھانک واسیوں تک ہی محدود
ہی۔ اور علاوہ اِس کے جین دھرم کا اور کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اور ۳۲ سوتروں
کے علاوہ کوئی جین سدھانت بھی نہیں ہے۔ اور مندر صرف سناتن دھرمیوں
کے ہی ہوتے ہیں۔ اور وُہی مورتی پوجا کرتے ہیں۔ مگر مارواڑ میں آکر متعدد جین
فرقے نظر آئے۔ سینکڑوں پُستک بھنڈار دیکھنے میں آئے جن میں سینکڑوں آگم
اور سوتر بہت پراچین پُرانے لکھے ہوئے۔ ٹیکا۔ چورنی وغیرہ سے خلاصہ کئے

۱؎ سوتروں کی قسم بڑے مستند

آپ نہ صرف ۳۲ سوتروں کے ارتھ کرنے میں ماہر ہو گئے۔ بلکہ انھیں زبانی یاد کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ آپ جین سوتروں کے واقف کاروں میں لاثانی اور جین سادھوؤں میں یکتا سمجھے جانے لگے۔ گذشتہ چند سال نہ صرف آپ تحصیل علم میں ہی مصروف رہے۔ بلکہ جین سادھو کی اہم ذمہ واری یعنی روزانہ دھرم اپدیش کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔

سمت ۱۹۱۵ کا چوماسہ جے پور میں کیا۔ اِس وقت تک آپ کو دس ہزار شلوک کے قریب ازبر یاد ہو چکے تھے سمت ۱۹۱۶ کا چوماسہ پھر رتلام میں مگن جی کے پاس کیا اور اُن کی تمام پونجی (علم) حاصل کر لی۔

آپ کی لیاقت ذہانت اور قابلیت کا عام چرچا ہونے لگا۔ آپ کی آواز نہایت رسیلی اور بلند تھی ہزارہا کے مجمع میں سب کو پورا سُنائی دیتا تھا۔ غیر معمولی سیر و سیاحت سے آپ کی واقفیت اور تجربہ میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ سوتروں کے شلوکوں کی تشریح اس خوبی سے مثالیں دے کر سمجھاتے تھے۔ کہ حاضرین عش عش کرتے تھے۔ ہر ایک مضمون کو اس پیرائے میں ادا کرتے تھے۔ کہ سُننے والوں کو دقیق سے دقیق مسائل بھی ذہن نشین ہو جاتے تھے۔ ہر ایک پہلو خود ہی دکھلا دیتے تھے جس سے شروتاؤں کو اعتراض کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اس خوبی کی بدولت آپ کی ہر جگہ قدر و منزلت ہوتی تھی۔

اگرچہ ۳۲ سوتر پڑھ لینے کے بعد آپ کے گورو مہاراج کا انتہائی مقصد حاصل ہو چکا تھا۔ مگر آپ کو ذرا تسلی نہ ہوئی۔ آپ تمام مشہور و معروف پنجاب اور مارواڑ کے پڑھے لکھے سادھوؤں سے مل چکے تھے اور اکثر سے تعلیم بھی حاصل کر چکے تھے آپ کے لئے یہ بڑی حیرانی تھی۔ کہ ہر ایک سادھو سوتروں کے مطلب ارتھ مختلف بیان کرتا تھا مگر آپ کا خیال تھا کہ صرف ایک ارتھ سچا ہو سکتا ہے۔ یہ بھی

برداشت کرنے کو تیار تھے چنانچہ آپ نے گورو جی کی ہمراہی میں مارواڑ کا سفر شروع کیا۔
آپ نے شری امین چند جی مہاراج کی بہت تعریف سُنی تھی۔ آپ اُنکی علم لیاقت سے فیضیاب ہونا چاہتے تھے۔ چونکہ وہ جے پور میں تشریف فرما تھے۔ اس لئے آپ منزل بمنزل سفر طے کرتے ہوئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ پنجاب سے جے پور پڑھنے کے لئے آنا آپ کی دلی رغبت کا صریح ثبوت تھا سمّت ۱۹۱۳ بکرمی کا چوماسہ جے پور میں ہی کیا۔
یہاں شری امین چند جی سے چند جین سوتر پڑھے۔ کیونکہ وہ خوب توجہ سے پڑھاتے تھے اور اُن کا طریقہ درس نہایت اچھا تھا۔ مگر وہ ویاکرن سے ناواقف تھے اسی لئے ان کی لیاقت محدود تھی۔ وہاں ایک شرواک پنڈت ودیا ناتھ مُوا ایک بپلا شخص تھا جس نے آپ کی ذہانت اور قابلیت کی تعریف کرتے ہوئے آپ کی توجہ ویاکرن کی طرف مبذول کرائی ودیا ناتھ جی بھاشیہ کار اور ٹیکا کاروں کی تشریح کو بہت وقعت دیتے تھے۔ مگر گورو مہاراج جیون رام کی ترغیب یہ تھی کہ آپ جین دھرم کے ۳۲ سوتروں پر کمال حاصل کرلیویں۔ ویاکرن میں مہارت پیدا کرنے کے لئے وقت درکار ہے۔ اس طرح گورو مہاراج نے آپ کو ودیا ناتھ مُوا کے نیک مشورہ سے باز رکھا۔ مارواڑ میں جاکر آپ نے وہ ہی پنجاب والا طریقہ اختیار کیا جہاں کسی قابل سادھو کا نام سُن پاتے ادھر جا نکلتے۔ جگہ بجگہ پھرتے پھراتے آپ نے مگن جی سوامی کی شہرت سُنی۔ فوراً اُن کی خدمت میں رتلام جا حاضر ہوئے اور بکرم سمت ۱۹۱۴ کا چترماس مگن جی سوامی کے ساتھ کیا۔ آپ کو اب تک حصول تعلیم کے لئے سرگردان اور حیران پھرتے ہوئے قریباً چار سال گذر چکے تھے پنجاب کی طرح مارواڑ میں بھی چھوٹے بڑے شہروں میں چکر لگا کر جین سادھو و گر ہستیوں سے واقفیت حاصل کر چکے تھے۔ جین دھرم پر عبور حاصل کرنے کی آرزو اتنی زبردست تھی۔ کہ آپ شری مگن جی سوامی کی مدد سے

چوتھا باب

حصولِ تعلیم

دیکشا کے بعد آپ کا نیا دور شروع ہوا۔ آپ کی زبردست خواہش تعلیم حاصل کرنے کی تھی۔ اس وقت آپ صرف ہندی بھاشا سے زیادہ کچھ نہ جانتے تھے۔ آپ کے گورو مہاراج بھی بہت لکھے پڑھے نہ تھے اس لئے آپ کو دیگر تعلیمیافتہ سادھو مہاتماؤں کے پاس پڑھنے کے لئے رہنا پڑا۔ شروع شروع کے چھ سات سال آپ کو جستجوئے تعلیم میں گھومنا پڑا اس وقت پنجابی ستھانک واسی سادھوؤں کی تعلیمی حالت نہایت ناقص تھی۔ کوئی سادھو ایسا نہ تھا جو کسی عالی دماغ متلاشی علم کو جین دھرم کی مسلسل و مکمل تعلیم دے سکے۔ آپ کو پنجاب کے تقریبًا بہت سے شہروں اور گاؤں میں کسی مکمل ودوان سادھو کی تلاش میں گھومنا پڑا۔ جس جگہ بھی کسی پڑھے لکھے سادھو کا نام سن پاتے خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو وہاں پہنچتے تھے۔ اس سادھو سے جو کچھ بھی علم ملتا تھا حاصل کر لیتے تھے۔ جب پورے دو سال پنجاب میں صرف کر چکے سوائے چند بیسے[1] کے شاستر پڑھنے اور چند سوتروں کو زبانی یاد کر لینے کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ تو آپ نے اپنی واقفیت اور لیاقت بڑھانے کے لئے دیش مارواڑ کا قصد کیا پنجاب میں جس جس سے آپ کو پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے یہی کہا کہ آپ کی فہم و فراست نہایت تیز ہے۔ مارواڑ میں جین سادھو بہت ودوان ہیں اور جین شاستروں پر حاوی ہیں اس لئے آپ کو حصولِ تعلیم کے لئے وہاں جانا چاہیئے آپ گیان حاصل کرنے کی خاطر ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات

[1] بیسے۔ ہندی بھاشا میں معمولی طور پر شاستر و نکالا رتھ [2] پہلا چوپاسہ سرسہ رانی۔ دوسرا سرگ تھا

آتما رام جی کی دیکشا مہوتسو کی تیاری مالیر کوٹلہ نواسیوں نے نہایت شان و شوکت سے شروع کی مگر شدی پچھمی سمت ۱۹۱۰ کا روز مقرر ہوا۔ جین لوگ سادھو کی دیکشا پر فراہم ہونا دھرم خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ نیک کام کرتے ہوئے دیکھ کر اپنے دل میں اُمنگ اور خواہش پیدا ہوتی ہے اور دل میں بیراگ کا رنگ آتا ہے یہی بندن کا کارن ہے اس موقع پر نسبت شہرو نسبے شہر لوگ لوگ آئے ہوئے تھے تمام شہر کو آراستہ کیا گیا ایک وسیع منڈپ بنایا گیا اور دلکش سامان اور تصویروں سے سجایا گیا۔

آتما رام جی کو زرق برق پوشاک سے ملبوس کر کے ہاتھی پر سوار کیا گیا آپ کی عمر اس وقت سترہ سالہ تھی۔ آپ سرو قد۔ توانا۔ خوبرو نوجوان تھے۔ شاہانہ لباس اور زیورات سے سجے ہوئے ہاتھی پر بیٹھے ہوتے سچ مچ آپ کا چہرہ ایک ولادر راجہ کا رعب داب دکھلا رہا تھا۔ بازاروں میں جدھر آپ کی سواری جاتی تھی۔ ہزاروں آدمیوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ مکانوں کی چھتیں عورتوں اور بچوں سے بھری ہوئی تھیں جے کاروں کے ساتھ جلوس رفتہ رفتہ منڈپ میں پہنچا۔ وہاں پر سادھو بنانے کی تمام رسوم ادا کی گئیں بموجب طریقہ مذکورہ بالا آپ کو سادھو دھرم کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا۔ پانچ مہابرت کا خلاصہ سنا کر آپ کو ثابت قدم رہ کر سنجم پالن کرنے کا اپدیش دیا گیا آپ نہایت خوش نظر آتے تھے۔ آپ کے چہرہ پر نور اور آنکھوں سے سرور ٹپک رہا تھا آپ ہر ایک بات کو بخوبی سمجھتے تھے۔ آپ کے دل میں سادھو ہونے کا پریم اور سچائی حاصل کرنے کی خواہش موجزن تھی۔ آپ کو علم حاصل کر کے ستیہ دھرم سے واقف ہو کر اپنی آتما اور پرانی ماتر کا کلیان کرنے کی زبردست خواہش تھی۔

آپ کی دیکشا مہوتسو کی تیاریاں ہونے لگیں۔ جین سادھو کا دیکشا مہوتسو نہایت ہی موثر نظارہ پیش کرتا ہے۔ امیر وغریب بوڑھا جوان خواہ کیسی ہی حیثیت والا کیوں نہ ہو سادھو بننے سے پیشتر اس کی خوب خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ کھانے پینے کی ہر چیز مہیا کی جاتی ہے۔ مگر وہ نفرت کا اظہار کرنے لگ جاتا ہے۔ جب اس کو دنیاوی عیش وعشرت لہو ولعب سے سروکار نہیں رہتا۔ اس حالت میں اس کی دیکشا کی تیاری کیجاتی ہے۔

مقررہ تاریخ کو نہلا کر عمدہ پوشاک زیب تن کرائی جاتی ہے۔ اور شاہانہ شان وشوکت سے سواری شہر کے بارونق بازاروں سے نگر کیرتن ساتھ بہمراہی ہزارہا مرد وزن گذاری جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہی جاہ وحشمت کا مالک ہے۔

جلوس کے اختتام پر وہ بیراگی انسان۔ ان تیاگی مہاتماؤں کے روبرو حاضر ہوکر دست بستہ درخواست کرتا ہے۔ کہ میں دنیاوی جاہ جلالی کو تیاگ کر یہ جو عیش وعشرت کے سامان جو ظاہرہ طور پر خوشنما نظر آتے ہیں۔ مگر دراصل تکالیف کا باعث ہیں ان سے قطع تعلق کر کے سنجم[1] دھارن کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میں اپنے کرم روپی دشمنوں کو تپ اور گیان بل سے مٹا کر نجات حاصل کرسکوں۔

اس قسم کی التجا کو سُنکر گروا سے سادھو دھرم کے نشیب وفراز اور مشکلات سے واقفیت کراتا ہے۔ اور سادھو کے پنج مہابرت اسے سُنا کر دریافت کرتا ہے کہ کیا تو مستقل مزاج رہ کر سنجم کا پالن کرسکے گا۔ دیکشا لینے والا سوچ کر جب کہہ دیتا ہے کہ میں سنسار کو ترک کرنا چاہتا ہوں مجھے دیکشا دیکر کرتارتھ کیجئے۔ گورو اسے ثابت قدم دیکھ کر دنیاوی لباس اتروا کر باس کھیپ[2] ڈالکر چوٹی نکالکر سادھوؤں کا لباس پہنا دیتا ہے۔

---

[1] جیو ماتر کی رکھشا کرنا۔ جھوٹ نہیں بولنا۔ چوری نہیں کرنا۔ زناکاری نہیں کرنا۔ کوڑی پیسہ نہیں رکھنا

[2] کیسر۔ چندن۔ کستوری وغیرہ کا چورن

بیٹا چرنجیو رہو ۔ سادھو دھرم کا پالن دل و جان سے کرنا ہمہ تن مین دھرم پر نثار ہو جانا۔ دُنیا کے عارضی تعلقات چھوڑ کر دائمی سُکھ حاصل کرنے کے وسائل اختیار کرنا۔ تمام مُلک کا دورہ کر کے لاکھوں مرد و زن کو اُپدیش سنا کر اپنا دھرم کا پرچار ایسے زور سے کرنا کہ ہر خاص و عام مین دھرم کو عزّت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھنے لگیں اُس کے بعد دھرم پتا نے اپنے دھرم پتر کو چھاتی سے لگا کر کہا۔ کہ سوڈھی عطر سنگھ کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔ دُنیا میں تمہارا نام روشن ہوگا۔ جوشِ محبت میں آنکھوں سے آنسو جاری تھے بمشکل دلکو سنبھال کر دعا دی اور سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ ایک سچّے تپسّی بزرگ کے دل سے نکلی ہوئی دعا نے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کر دکھلایا۔ جس کا کبھی وہم و گمان بھی نہ تھا سادھوؤں کی روانگی کا وقت آگیا۔ آتما رام جی خوش خوش اِدھر اُدھر دوستوں سے الوداع کہہ رہے تھے۔ دوستوں نے کہا آپ نے منہ سے نکلی ہوئی بات سچ کر دکھلائی ہمجولیوں کو جدائی کا سخت صدمہ تھا۔ اِدھر آتما رام جی کی دوستوں اور دھرم پتا سے آخری درخواست یہ تھی۔ کہ میری ماتا جی کو تسلّی و تشفّی دینا جس سے وہ میری جدائی کو محسوس نہ کرے۔ اب آپ سادھوؤں کے ہمراہ زیرہ سے روانہ ہونے لگے بہت سے مرد و زن آپ کو خیرباد کہنے کے لئے آئے۔ عورتوں کے ہمراہ آپ کی ماتا جی بھی کوٹ عیسیٰ خاں پہنچیں۔ ایک بار پھر ماتا جی کے قدموں پر سر رکھکر آپ نے انھیں تسلّی دی اور کہا کہ بھارت ورش میں ایسی بھی مائیں ہو گذری ہیں جنھوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لڑکوں کو دیکشا دلائی۔ جُدائی کا رنج کرنا بے سود ہے۔ اب میرا ساتھ کہاں تک کروگی۔ جاؤ۔ گھر جا کر صبر و شکر کی زندگی بسر کرو۔ اس جگہ آتما رام جی نے اپنے خوبصورت لمبے لمبے بال سر سے کٹوائے صادق دوستوں نے محبت کی نشانی کے طور پر بالوں کو اٹھا لیا۔ اور یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھ لئے۔

رفتہ رفتہ مختلف گاؤں سے گذرتے ہوئے سب سادھو مالیر کوٹلہ پہنچے اور

جودھے شاہ۔ سادھوؤں کی زندگی بہت مشکل ہے۔ تجھ سے کبھی تکلیفیں برداشت نہ ہونگی۔ تو ابھی ناتجربہ کار ہے۔ جہاں کو اچھی طرح نہیں دیکھا سادھوؤں کی تپ اور ریاضت کی زندگی ہے۔ زمین پر سونا۔ رات کو کھانے کی قطعی ممانعت حتےٰ کہ پانی بھی نہیں پینا۔ ننگے پاؤں پیدل سفر کرنا۔ مانگ کر کھانا۔ کوڑی پیسے کو ہاتھ نہ لگانا۔ یہ سب کچھ کیسے کر سکیگا۔

آتمارام جی۔ یہ امور میرے لئے تکلیف دہ نہیں بلکہ باعث خوشی ثابت ہوں گے آپ دیکھیں گے کہ میں کس طرح ان کا مقابلہ کرتا ہوا سادھو دھرم کا پالن کروں گا۔ میں کھشتری پتر ہوں کوئی خطرہ مجھے ڈرا نہیں سکتا اور کوئی تکلیف مجھے اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی

اس طرح بہت دیر تک ہر دو کے مابین گفتگو ہوتی رہی۔ یہ ماجرہ گنگارام و جیون رام جی مہاراج تک پہنچا۔ انھوں نے جودھے شاہ کے چھوٹے بھائی دِتا شاہ کو بلا کر (جو ایک پارسا شخص اور گروؤں کا بڑا بھگت تھا) لالہ جودھے شاہ کو سمجھانے کے لئے بھیجا۔ کہ کسی کو سادھو بننے سے روکنا نہ چاہیئے۔ ایک ترن ہار آتما کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنا مہاں پاپ ہے۔ اور کرم بندھن کا کارن ہے۔ اس پر دِتاشاہ نے پُر زور الفاظ میں جودھے شاہ سے سب باتیں عرض کیں اور کہا انسان محبت کے ہی بس ہو کر کرم باندھتا ہے۔

جودھے شاہ نے دِتامل کو معاملہ کی نزاکت اور نشیب و فراز سب واضح کئے دِتامل نے کہا کسی کو کیا علم ہے۔ کہ سادھو بنکر آتمارام جی کی حالت کیا سے کیا ہو جائے گی اور یہ کہاں تک ترقی کرے گا کیا تجھے اُن قیافہ شناسوں کی پیشنگوئی یاد نہیں۔ کہ آتمارام راجہ ہوگا یا راجاؤں کا قابل پرستش سادھو۔

لالہ جودھے شاہ نے آتمارام جی کے خیالات کی گہرائی اور بھائی کی باتوں سے متاثر ہو کر اپنے دلی جذبات کو دبا کر لاچار دیکشا لینے کی اجازت دیدی اور مؤثر الفاظ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

باپ تجھے لالہ جودھے شاہ کے حوالے کر گیا ہے۔ اس نے دھرم پتا سے جا کر اجازت مانگی دہی دیکشا لینے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ آپ پھر لالہ جودھے شاہ کے پاس آ گیا لینے کو آئے اور دیکشا لینے کا مصمم ارادہ ظاہر کیا۔ جودھے شاہ نے چشم پرنم ہو کر کمال محبت سے کہا تو میرا دھرم پتر ہے۔ لڑکپن سے ہی تو میرے پاس ہے۔ اور اپنے بیٹوں سے بھی عزیز سمجھ کر ناز و نعمت سے میں نے تیری پرورش کی ہے۔ تیرے بزرگوار پتا نے تجھ کو میرے سپرد کیا تھا اور میں نے بطور دھرم پتر اپنے دوست سے تجھے قبول کیا تھا (قول مردان جان دارد) میں ہر طرح حق پدرانہ بجا لاؤں گا۔ تجھے مغموم دیکھ کر مجھے رنج ہوتا ہے۔ اب تو بچہ نہیں ہے جوان ہے تیری عمر سولہ سال سے تجاوز کر چکی ہے میں نے نہایت جانفشانی سے تجھے حساب کتاب لکھنا پڑھنا سکھلایا ہے۔ اب تھوڑے عرصہ میں تم کو دوکان دار بننا ہوگا۔ شاید تیرے دل میں خیال آتا ہو کہ میں دنیا میں بے سر و سامان ہوں اور میرا کوئی مددگار و غمگسار نہیں ہے۔ یقین رکھ۔ میرے دو پتر اور تیسرا تو ہے۔ میں آج سے اپنی کل جائداد کا تہائی حصہ تیرے نام سرکار میں لکھا دیتا ہوں۔ جلد ہی تیرا بیاہ بڑی دھوم دھام سے کروں گا۔ تیرے فقیری اختیار کرنے میں میری بدنامی ہوگی لوگ مجھے طعنہ دینگے کہ دوست نے سپردار بنایا تھا۔ لیکن لڑکے کو تنگ کر کے فقیری پر آمادہ کر دیا۔ یہ کہتے ہوئے لالہ جودھے شاہ نے آتما رام جی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اور زار زار رونے لگے۔ آتما رام جی یہ حال دیکھ کر آنسو بھر لائے۔ تھوڑی دیر سنبھل کر عرض کی پتا جی میں آپ کے احسان کا کبھی بدلا نہیں دے سکتا۔ جس محبت اور شفقت سے آپ نے میری پرورش کی وہ ہر کس پر روشن ہے۔ آپ ہمیشہ میری بہتری اور بھلائی میں کوشاں رہے ہیں۔ پتا جی میں نے بھی آج تک کبھی آپ کی حکم عدولی نہیں کی۔ مجھے دوکانداری سے کوئی سروکار نہیں۔ نہ میں بیاہ شادی کے جنجال میں پڑنا چاہتا ہوں۔ آپ ازراہِ مہربانی میری دلی آرزو پوری کرنے میں اور دیکشا لینے کی اجازت عطا فرما دیں۔

انسان کو وام جالامیں پھنساتی ہیں۔ زندگی چار روزہ ہے کیوں نہ آدمی توشہ جمع کر لیوے جس سے سرور دائمی حاصل ہو۔ زندگی کھیل کود میں ضائع کرنا اچھا نہیں۔ کرودھ۔ لوبھ۔ مان۔ مایا وشیوں کشایوں کے بس ہو کر انسان دُنیا میں چکر لگا رہا ہے۔ اب میں دُنیا کے دھندوں میں پھنسا رہنا نہیں چاہتا۔ ماتا جی عمر کا کیا بھروسہ ہے۔ جتنا بھی دھرم کر لیا جاوے۔ اُتنا ہی فائدہ مند ہے۔ اب میں آپ کی اگیا لے کر نیک کام کرنے کو تیار ہونا چاہتا ہوں۔ آپ بخوشی اجازت دیں تاکہ میں اپنا جنم سپھل کروں۔

ماتا روپاں دیوی کی آنکھوں سے زار زار آنسو بہ رہے تھے۔ ہونہار لڑکے کا فقیری دہارن کرنیکا خیال اس کے لئے از حد باعث قلق تھا اور اُسے آٹھ آٹھ آنسو رُلا رہا تھا۔ ماتا نے ہر چند بیٹے کو سمجھانے کی کوشش کی مگر سب رائیگاں۔ لاچار ماتا نے اپنے لڑکے کی توجہ خاندانی شاندار روایات کی طرف مبذول کرانی چاہی۔ اور کہا بیٹا یاد رکھ تو ایک کھشتری ویر کا لڑکا ہے۔ جس نے اپنی تمام عمر جنگی معرکوں میں صرف کر دی تھی اور فتوحات حاصل کر کے اپنی مردانگی اور شجاعت سے عزت اور شہرت حاصل کی تھی تو بنیا نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ سادھو تیرے دھرم گرو ہیں۔ آج تو کھشتری ہوتا ہوا دُنیا سے خوف کھا کر اُسے ترک کرنے کے لئے کمربستہ ہو رہا ہے۔ تیرے جسم پر زرہ بکتر اور ہاتھ میں تلوار زیب دیتی ہے۔ نہ کہ کاسہ گدائی اور فقیرانہ لباس۔ آہ بیٹا ماتا کی نصیحت قبول کر اور اپنے خام خیال سے درگذر۔ آتما رام جی نے خوب کان لگا کر اپنی پیاری ماتا جی کے دل سے نکلی ہوئی باتوں کو سُنا اور نہایت تحمل سے جواب دیا۔

آتما رام جی۔ ماتا جی میں کھشتری ہوں گا اور سچائی کی تلوار ہاتھ میں لیکر پاپ اور بدی کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤں گا۔ میں عہد کرتا ہوں کہ جھوٹ کی بیخکنی کروں گا۔ اور اہنسا دھرم کا پرچار کرتا ہوا پرانی ماتر کا بھلا کروں گا۔ آپ مجھے اشیرباد دیں۔ تاکہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔ لاچار ہو کر ماتا جی نے پُرنم آنکھوں سے کہا تمھارا

کو ترک کر دینے کی ترغیب دی۔ کیونکہ دھرم پتا کو خیال تھا کہ لڑکے کو کسی نے سادھو بننے کے لیے اُبھارا ہے اور وہ ناوِدلی سے اس خیال کو ظاہر کر رہا ہے۔

آپ کی ماتا یہ خبر سُن کر زیرہ آ کر آپ کو سمجھانے لگی مگر بے سود۔ وہ تین ماہ آپ کے پاس زیرہ رہی۔ اور اپنے پُتر کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتی رہی مگر آپ کے خیالات میں ذرہ برابر لغزش نہ ہوئی۔ آپ ہر وقت صبح و شام مہاراج جیون رام کے پاس بیٹھے پڑھتے رہے۔

آپ کی بیراگتا کا علم ہر مرد و زن پیر و جوان کو ہو چکا تھا لیکن عام خیال تھا کہ سادھوؤں کے زیرہ سے روانہ ہو جانے کے بعد آپ کے خیالات ہوا کی طرح اُڑ جائیں گے اور پہلے کی طرح دنیاداری کا روبار میں مشغول ہو جاویں گے۔ لیکن آپ تینوں غور و خوض کے بعد اپنے جیون میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے۔ اور آپ سچا گیان حاصل کرنے اور راہ نجات کی تلاش میں بیقرار تھے۔ اور اپنی زندگی کو خدمت خلق میں صرف کرنے کے از حد خواہشمند تھے۔

سادھو مہاراج کا سمت ۱۹۱۰ کا چوماسہ ختم ہونے کو تھا۔ آپ نے چند یوم پیشتر نہایت عزت اور تعظیم سے اپنی ماتا کے چرنوں پر سر رکھ کر سادھو ہونے کی اجازت چاہی۔ لیکن مادری یہ کب برداشت کر سکتی تھی۔ کہ ناز پروردہ بیٹا کاسہ گدائی ہاتھ میں لیکر در در ٹھوکریں کھائے۔ اور ہزاروں مصیبتوں اور تکلیفوں کا شکار ہو۔ ماتا نے یہ بات قبول نہ کی اور روتے ہوئے کہا۔ کہ بچے تم سادھو بنکر مجھے دکھی مت کرو۔ میں تو اتنے کئی دنوں سے تجھے سمجھا رہی ہوں۔ میرا زیرہ آنے کا یہی مطلب تھا۔ کہ تجھے اس خام خیال سے باز رکھوں۔

ماتا جی۔ تو آخر کس وجہ سے سادھو بننے کو تیار ہوا ہے۔

آتما رام جی۔ یہ سنسار اسار ہے۔ دنیاوی چیزیں سکھدائی نہیں ہو سکتیں۔ لہذا جسمانی

خدمت ہو سکتی ہے۔

علم حاصل کرنے کی آپ کے دل میں قدرتی خواہش تھی۔ اور یہ معلوم کر کے کہ سادھو بنکر یہ مدعا اچھی طرح پورا ہو سکتا ہے۔ آپ کی رغبت سادھو ہونے کے لئے دن بدن بڑھنے لگی۔ اور شب و روز اسی خیال میں مستغرق رہنے لگے۔ آتما رام جی کی زندگی کا ورق پلٹ گیا۔

آپ نے کھیل کود قطعی بند کر دیا ہمجولی بلانے آتے اور آپ کو گہرے سوچ میں دیکھکر حیران رہ جاتے۔ حالانکہ آپ خود گلی محلہ کے لڑکوں کو اکٹھا کر کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ باہر کھیلنے جایا کرتے تھے۔ وہاں آپ اکیلے ہی جانے لگے آپ کے خیال میں مکمل تبدیلی آچکی تھی۔ نہ وہ پہلے کی سی بات چیت ہی تھی۔ نہ وہ چال ڈھال

آپ کے دھرم پتا کو آپ کے دل کا حال معلوم نہ تھا۔ وہ آپ کو اوداس دیکھکر آپ کے ہمجولیوں سے وجہ دریافت کرتے۔ مگر سمجھ میں نہ آتا مہاراج جیون رام جی کے سوائے آپ کے خیالات کی تبدیلی سے کوئی واقف نہ تھا۔ آتما رام جی گوشۂ تنہائی میں بیٹھکر اس بات پر غور کرنے لگے کہ سادھو بن جانا چاہیئے۔ یا گرہستھ آشرم میں ہی رہنا چاہیئے۔ آخر خوب سوچ سمجھکر سادھو بن جانے کا فیصلہ کر لیا۔ پہلے پہل آپ نے دیکشا لینے کی خواہش چند دوستوں کے پاس ظاہر کی اور ان کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا۔ سب نے اس کام کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کو باز رکھنے کی کوشش کی اور اس خیال کو والدین کی جدائی سے منسوب کیا۔ آتما رام جی نے صاف بتا دیا کہ مجھے دھرم پتا کی موجودگی میں والد کی جدائی کا ذرا رنج نہیں ہے۔ میں دیکشا لینے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔ اور سچا علم اور سرور حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں۔

یہ خبر فوراً آپ کے دھرم پتا جودھے شاہ کو پہنچ گئی۔ انہوں نے آپ کو بلاکر سمجھانا شروع کیا۔ اور سادھو دھرم کی مشکلات سے آگاہ کرتے ہوئے اس خیال

ہیں دنیا میں ہر وقت دکھ ہی دکھ ہے پیدائش سے لیکر موت تک انسان کو طرح طرح
کی بیماریاں دنیاوی تکالیف اور مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اسطرح برائی
کا سروپ آپ کے سامنے پیش کرکے اور دنیا کا وہ خوفناک منظر دکھاتے کہ پتھر سے
سخت دل بھی دنیا کو ترک کر دینے پر رضامند ہو جائے۔ مگر آپ کے لئے یہ نئے
خیالات تھے آپ اب تک دنیا کو ایک خوبصورت اور آرام کی جگہ تصور کرتے تھے۔
خود نازونعمت میں پلے تھے۔ اور محبت مادری و پدری کا حظ اٹھایا تھا۔ ہر جگہ آپکی
عزت ہوتی تھی اور ہر طرح کی دنیاوی آسائشیں حاصل تھیں۔

آتما رام جی اپنے والد بزرگوار کی زبانی دنیا کو ایک زبردست جدوجہد کا مقام
سمجھے ہوئے تھے۔ آپ کے خیال میں جنگ وجدل شہرت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ
تھا۔ دنیاوی تکالیف سے ڈر کر دنیا ترک کر دینے کا خیال آپ کو ناپسند تھا۔

اس لئے شروع شروع میں آپ سادھو بننے کے حق میں نہ تھے۔ ہر روز سادھوؤں
کے ساتھ اس بات کے متعلق گفتگو ہوتی رہتی تھی کہ نجات حاصل کرنے کا بہترین راستہ
کون سا ہے۔ مہاراج جیون رام جی آپ کو تاریخی باتیں سنایا کرتے تھے کہ آدیشور
بھگوان اور مہاویر سوامی جی نے جو کشتری تھے۔ کس طرح تخت و تاج ترک کرکے لذات
نفسانی کو لات مار کس طرح کرموں سے لڑائی کرکے اُنپر فتح حاصل کی اور موکش کو پراپت
ہوئے۔ دنیا میں رہا ہوا انسان موہ وخیموں اور کشاؤں کے پنجہ میں جکڑا جاتا ہے
اور اپنے دھرم کرم سے غافل ہو جاتا ہے۔

رفتہ رفتہ آپ کے خیالات میں تبدیلی واقع ہونے لگی۔ آپکے دل میں سادھو
دھرم کی عزت روز بروز بڑھنے لگی آپ یہ خیال کرنے لگے کہ بیشک انسان گرہستھ
دھرم میں رہتا ہوا بھی بنی نوع انسان کی خدمت اور رفاہ عام کے کام کرکے نیکی
پیدا کر سکتا ہے لیکن سادھو دھرم بہتر ہے۔ اور اُسے اختیار کرکے دنیا کی بہترین

بیراگتا اور ستھانک واسی دِیکھشا

لالہ جودے شاہ بڑے ہی راسخ الاعتقاد اور فرشتہ سیرت انسان تھے اور ستھانک واسی جین سادھوؤں کے پاس سامایک سندھیا کرنے اور دھرم کی کتھا سننے جایا کرتے تھے اگر کسی خاندان کا بزرگ نیک اور دھارمک کاموں میں زیادہ رجوع ہو تو کنبہ کے باقی ممبر بھی اُسکی تقلید کرنے لگ جاتے ہیں اپنے دھرم پتا کو سادھوؤں کے پاس آتے جاتے دیکھکر آپ نے بھی ان کے پاس جانا شروع کر دیا۔ آپ کو علم حاصل کرنے کے لئے دلی انس ہو گیا اور سادھوں کے پاس ہندی بھاشہ پڑھنے لگے اور اُن سے بات چیت کر کے جین دھرم کے متعلق واقفیت حاصل کرنے لگے۔ جلدی سامایک اور پرتی کرمن سیکھ لیا۔ آہستہ آہستہ آپ کی توجہ کھیل کود سے ہٹ کر حصول تعلیم کی طرف راغب ہو گئی۔ مطالعہ کی خواہش روز بروز بڑھتی گئی۔ آپ اُوپاسرے میں سادھوؤں کے پاس دیر تک بیٹھے اُن کی باتیں سنا کرتے تھے تیاگی سادھو آپکو گرہستیوں سے نرالے معلوم دیئے۔

بکرم سمنت ۱۹۱۰ کو مہاراج شری گنگا رام جی کا چترماس زیرہ میں ہوا اس لئے آپ کی مہاراج جیون رام جی سے محبت ہو گئی۔ وہ اکثر آپ کو نصیحت آمیز کہانیاں جن سے دنیا کی ناپائداری اور سادھو دھرم کی فضیلت ظاہر ہو سنایا کرتے۔ آخرکار آپ کو سادھو بننے کی ترغیب دینی شروع کی۔ مہاراج آپ کو ہمیشہ ویراگ کی باتیں سنانے لگے۔ آپ کو بتایا گیا کہ دنیا ہیچ ہے دنیا میں کوئی چیز قائم رہنے والی نہیں انسانی زندگی ایک خواب ہے۔ اور اس زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں دنیاوی عیش و عشرت عارضی ہیں۔ دوست اور رشتہ دار اسی دنیا میں مددگار

تھے وہ یہ تھی کہ آپ ہرگز جھوٹ نہ بولتے تھے اکثر لڑکے ذراسی بات پر جھوٹ بولا کرتے ہیں اور انہیں کئی بار خواہ مخواہ رسوا ہونا پڑتا ہے۔ اُن کا اعتبار اٹھ جاتا ہے اور وہ ذمہ داری کے کام کے ناقابل خیال کئے جاتے ہیں۔ آپ کی سچائی ضرب المثل تھی اور آپ ہر ایک بات دریافت کرنے پر بلا کم و کاست کہہ دیتے تھے۔ کوئی لالچ یا لحاظ آپ کو جھوٹ بولنے پر آمادہ نہ کر سکتا تھا۔ جب کبھی باہر کھیل کود میں لڑکے آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے اور اپنے گھر میں والدین کے پاس شکایت کرتے تو اصل صحیح بات ہمیشہ آپ سے ہی دریافت کی جاتی تھی۔ چند ایسے واقعات ہیں جن میں اس سچائی کے پتلے نے اپنے دھرم بھائیوں اور دوستوں کی رو رعایت کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا۔ آپ میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہرگز کسی سے سخت کلامی سے پیش نہ آتے تھے۔ جب کبھی دوسرے لوگ آپ کو گالی دیتے تو آپ یہ کہکر "تیری گالی تیرے منہ وچ" چپکے ہو جاتے تھے۔

لالہ جودھے شاہ جی کے دل میں آپ کے پتا لالہ گنیش چند جی کے لیے بہت عزت تھی۔ آپ نے اپنے سچے دوست کی آخری خواہش کو کبھی فراموش نہ کیا۔ انکا دلی ارادہ آپ کو ہندی۔ مہاجنی سکھا کر دوکان کے کام میں پختہ کرنے کا تھا۔ اس غرض سے وہ ایسے بیوپار کے طریقے اور حساب کتاب خود سکھلایا کرتے تھے۔

اس قسم کے خوشنما بیل بوٹے بناتے تھے کہ دیکھنے والے تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ آتمارام جی حسب دستور اپنے ہمجولیوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ کھیلتے کھیلتے آپ نے اپنے گھر کا نقشہ بنا لیا۔ اور اس میں لالہ جودے مل داوا اُن کے کنبہ کے ممبران کی تصویریں بنائیں۔ اس اثنا میں دھرم تپا کا وہاں سے گذر ہوا۔ اور وہ اس تصویر کو دیکھکر حیران و ششدر رہ گئے۔ اور لڑکوں سے دریافت کیا کہ یہ تصویر کس نے بنائی ہے۔ سب نے یک زبان ہوکر جواب دیا کہ اسے تو دیکھتے ہی دیکھتے آتمارام جی نے بنایا ہے۔

اُن دنوں تاش کی کھیل ابھی نئی نئی گاؤں میں آئی تھی۔ ایک تاش دیکھکر آپ نے ہوبہو ویسے ہی تاش تیار کرلی جو دیکھنے میں بہت خوبصورت تھی۔ ایک روز اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سے کھیل رہے تھے کہ ایک انگریزی پلٹن پاس سے گذری قلعہ سے ایک سپاہی لڑکوں کے پاس آیا۔ اور قیمت دیکر تاش مانگنے لگا۔ لڑکوں نے اپنے کھیلنے کی چیز فروخت کرنے سے انکار کردیا۔ آتمارام جی کے ڈیل ڈول اور نورانی چہرہ کو دیکھکر سپاہی نے آپ کو مخاطب کرکے تاش کے لئے دوبارہ التجا کی اور کہا کہ افسر نے منگائی ہے۔ آپ خرید سے زیادہ دام لو اور تاش دیدو۔ اسپر آپنے بغیر قیمت لئے تاش دیدی۔ اور ساتھیوں سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں ویسے ہی ایک اور تاش جلد بنا دیگا۔ یہ معلوم کرکے کہ وہ تاش آتمارام جی کی خود ساختہ ہے سپاہی کو بہت حیرانی ہوئی۔ اور اس نے کل ماجرا اپنے افسر سے کہہ سنایا وہ بہت خوش ہوا اور آپ کو معہ آپ کے دھرم تپا کے اپنے پاس بلواکر انعام دیا۔ آپ کو شطرنج کا بہت شوق تھا۔ اور آپ اچھے کھلاڑی سمجھے جاتے تھے۔

ایام طفلی میں ایک اور بڑی خوبی جو آپ کو زینت دے رہی تھی۔ اور جس کے باعث آپ ہر دل عزیز بنے ہوئے تھے۔ اور ہمجولیوں میں ممتاز خیال کئے جاتے

گئے۔ یہ دیکھتے ہی آپ دوڑتے ہوئے پانی میں کود پڑے۔ اور دونوں کو صحیح سلامت بچا لیا۔ آپ کی ہمت اور حوصلے کی قصبہ بھر میں مرد و زن تعریف کرنے لگے اور لالہ جودے شاہ کو اس ہونہار لڑکے کے کار خیر پر مبارکیں ملنے لگیں۔ کبڈی۔ گنڈو گنڈی نشانہ بازی کشتی لڑنا۔ ڈنڈا۔ اور کلائی پکڑنا۔ فوجیں بنا کر مصنوعی لڑائی لڑنا روزمرہ کا شغل تھا۔ موسم بہار میں دوستوں کے ساتھ باہر کھیتوں میں نکل جاتے تھے ہر طرف سبزہ زار دیکھنے میں آتا تھا۔ جب آسمان سے ننھی ننھی بوندیں گرتی تھیں تب بھی چہچہاتے پرندوں اور قدرت کا نظارہ دیکھنے کے لئے باہر ہی پھرتے رہتے تھے۔ وہ زمانہ خوشی اور مسرت کا تھا جب آتما رام جی زیرہ میں آئے اسوقت فیروز شہر اور مدکی کی لڑائیاں جو سکھوں اور انگریزوں کے مابین لڑی گئیں ابھی ختم ہی ہوئی تھیں۔ انگریزی فوجیں اور سپاہیوں کی پلٹنیں زیرہ سے گذرا کرتی تھیں۔ سپاہیوں کے کندھوں پر سنگین بندوقیں ہوتی تھیں۔ اُن کو دیکھ کر آپ فوجوں کی نقل و حرکت کی تصویریں بنانے میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ چنانچہ آپ نے نہایت خوبصورت تصویریں تیار کیں۔ اور اُن میں انگریزی سپہ سالار سکھوں اور انگریزوں کی لڑائی گھوڑے اور آدمی دوڑتے ہوئے اور تعاقب کرتے ہوئے دکھائے

بچپن سے ہی نقش و نگاری کا کمال شوق تھا۔ عکسی نمونے کی تصویریں کھینچنے کا قدرتی ملکہ حاصل تھا۔ ذراسی دیر میں زمین پر شیر۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ بیل وغیرہ جانوروں کی تصویریں اس خوبی سے بناتے تھے کہ دیکھنے والا حیران رہجاتا تھا۔ بھلا اُس زمانہ میں نقاشی کا اتنا ساز و سامان کہاں تھا جو آجکل ملتا ہے نہ تو اسقدر چمکیلے اور شوخ رنگ ہی ہوتے تھے۔ اور نہ ہی مختلف اقسام کے برش وغیرہ آتما رام جی معمولی رنگ اور خود ساختہ کوچیوں سے ایسی عمدہ تصاویر بناتے تھے کہ معمار لوگ جو مصوری کا کام کرتے تھے انگشت بدنداں ہو جاتے تھے آپ

پنجاب میں سلطنتِ برطانیہ کا آغاز ہی تھا۔ اور تعلیمی درسگاہوں کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ زیرہ جیسے چھوٹے سے قصبہ میں جہاں مکتب کا نام تک نہ تھا پڑھائی کا کیا بندوبست ہو سکتا تھا۔ پندرہ پندرہ اور سولہ سولہ برس کے نوجوان لڑکے دن بھر کھیل کود میں گذار دیتے تھے۔ وہ تندرست اور نوجوان اور قد آور اور مضبوط ہوتے تھے۔ کیا عجب زمانہ تھا خونخوار جنگ و جدل لوٹ کھسوٹ قتل اور غارتگری کے بعد سکھ اور امن کے دن دیکھنے نصیب ہوئے تھے سرکار انگریزی کا دور دورہ تھا۔ ہر فرد و بشر اِدھر اُدھر آزادی سے پھر سکتا تھا۔ موجودہ زمانہ کے تفکرات نے ابھی ڈیرا نہ ڈالا تھا۔ زندگی سادہ تھی اور ضروریات بہت تھوڑی۔ کھانے پینے کو دودھ گھی بکثرت مل جاتا تھا۔ ہم عمر لڑکوں کے گروہ سیر گشت کے لیے میلوں نکل جاتے تھے۔ وہ دن بھر کھیلنا کودنا اچھلنا اور دوڑنا خوب مزہ دیتا تھا۔ یہی شغل آتمارام جی کی اوائل عمری کا تھا۔ آپ ہمیشہ سوار تھے تیرنے کا شوق بھی بہت زیادہ تھا۔ زیرہ کے باہر ندی پر چلے جاتے تھے۔ اور خوب نہاتے تیرتے اور ڈبکیاں لگاتے تھے۔ ایکدفعہ موسم برسات میں موسلا دھار مینہ برسنے کے باعث ندی میں پانی کا چڑھاؤ آ گیا۔ آتمارام جی معہ ہمراہیوں کے ندی کا نظارہ دیکھنے گئے تھے پانی زور کا تھا۔ اِدھر اُدھر لہریں اُٹھکر ایک دوسرے پر سوار ہونے کی کوشش کر رہی تھیں لڑکے پانی کی سطح پر کنگر تیرا کر اپنے ہنر کا ثبوت دے رہے تھے۔ اُن کے دیکھتے دیکھتے ایک مسلمان عورت منہ ہاتھ دھونے کے لئے وہاں آئی اور ننھے بچے کو نہلا کر کنارے پر بٹھا دیا۔ اور خود منہ ہاتھ دھونے لگی۔ بچہ کھیلتا کھیلتا پانی میں گر گیا ماں بیچاری ممتا کی ماری بچے کو پکڑنے کے لئے پانی میں اُتری مگر پاؤں پھسل جانے سے معہ بچے کے گہرے گڑھے میں گر گئی۔ ماں اور بچہ ہر دو غوطے کھانے

سپاہ گری میں طاق نہ کر سکا ہوں۔ یہی حسرت دل میں ہے کہ میرے بعد اسکی قدر و منزلت آپ پہچان لینگے۔ ورا سکی بہتری اور بہبودی میں کوئی دقیقہ آپ فروگذاشت نہ کریں مجھے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میرا بیٹا آسمان پر آفتاب بنکر چمکے گا۔ زیادہ کیا کہوں۔

سپردم بہ تو مایۂ خویش را   تو دانی حساب کم و بیش را

اپنے دوست کے دلی جذبات سے متاثر ہوکر جودھے شاہ کو بہت رنج ہوا۔ آتمارام کو گود میں لے لیا۔ اور گنیش چندجی سے کہا کہ تم کو پہلے ہی معلوم ہے کہ آتمارام سے مجھے کسقدر محبت ہے آج سے میں نے اسے اپنا دھرم پتر بنالیا اس کی پرورش میرے سر پر ہوگی۔ جو آرام اور سکھ میرے بچوں کو ہوگا۔ وہی اسے نصیب ہوگا۔ جو انہیں پڑھاؤں گا وہی اسے سکھاؤنگا۔ اور اس کا بیاہ کرکے برسر روزگار کردوں گا۔ آپ کی جدائی سے دل رنجیدہ ہے لیکن اس امانت کی موجودگی میں دل کو ڈھارس ہے۔ اور اس کی پرورش سے حقِ دوستی ادا کروں گا۔

بکرم سمت ۱۹۰۲ سے آتمارام جی اپنے دھرم پتا جودھے شاہ کے گھر رہنے لگے ایک کھشتری ویش کے لئے ایک جین گھرانے میں رہنا۔ اور مستقل ممبر کی حیثیت رکھنا نئے خیالات اختیار کرنا تھا۔ آتمارام جی کو جین دھرم کے اصول سیکھنے کا موقعہ ملا جیو دیا۔ سادھوؤں کی صحبت اور بیراگ اور تپ کا نقشہ سامنے رہنے سے زندگی کا ورق پلٹ گیا جب آپنے لالہ جودھے شاہ کے گھر میں رہائش اختیار کی تھی اُس وقت آپکی عمر بارہ برس کی تھی باپ کی جدائی کا رنج قدرتی امر تھا۔ لیکن جودھے شاہ کی الفت اور شفقت سے رنج بھول گیا۔ آپ کی ماتا معہ چھوٹے بچے گوردت سنگھ کے لہرہ ہی میں رہی۔ کبھی کبھی آپ سے ملنے آیا کرتی تھی تھوڑے ہی دنوں میں آپ جودھے شاہ کے لڑکوں سے شیر و شکر ہوگئے۔ اور اپنی صفات حمیدہ کی بدولت اپنے کھلنڈرے ہمجولیوں کی روح رواں بن گئے۔

جواب دیا کہ گھر کی حفاظت کے لئے باپ نے کہا کہ ڈاکوؤں کے مقابلہ کی جرات کس طرح ہوئی آپ نے بیخوفی سے کہا کہ اگر آپ گھر سے باہر جا کر ڈاکوؤں کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو کیا میں گھر کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔ گنیش چند کو یقین ہو گیا کہ یہ ضرور شیر مرد ہوگا۔ شیرنی ایک ہی بچے کے ہوتے ہوئے جنگل میں بیخوف ہو سکتی ہے مگر گدھی پچاس بچے ہوتے بھی بوجھ اٹھاتی ہے

اس زمانہ میں ریل اور تار نہونے کے باعث گنیش چند کے رشتہ داروں کو اس کے گھر سے چلے آنے کے بہت عرصہ بعد تک اس کا پتہ معلوم نہوا۔ آخر مدتوں بعد خبر پا کر لکھومل جو گنیش چند کے چھوٹے بھائی تھے اور دیوی دتا مل جو چچا تھے۔ موضع لہرہ میں آپہونچے اور ملکر خوش ہوئے وطن کو واپس لیجانے پر بضد ہوئے۔ اور آتمارام جو ابھی خورد سال ہی تھے اُسے دیکھکر از حد مسرور ہوئے۔ گنیش چند واپس جانے کو تیار نہوئے آخر دیوی دتا مل اور لکھومل واپس وطن چلے گئے۔ اور آتمارام کا نام دتا رکھ گئے اور تاکید کر گئے کہ اس بالک رتن کی رکھشا بہت محنت سے کرنا۔ آتمارام جی کو اُس دن سے سب دتا کہکر بلانے لگے۔

سوڈھی عطر سنگھ کے دل سے آتمارام کا خیال نہ نکلا۔ ان دنوں گنیش چند بھی بیکار تھا۔ سوڈھی عطر سنگھ نے گنیش چند کو اپنی ملازمت میں رکھ لیا۔ اور کچھ عرصہ بعد ایک جھوٹا الزام لگا کر گرفتار کر لیا۔ اور آتمارام کے لینے کے لئے مطالبہ کیا۔ گنیش چند بڑی ہوشیاری سے پتر اور استری کو ساتھ لیکر رات کے وقت وہاں سے چلدیا اور موضع روڑی والہ جو کہ قصبہ پٹی سے سات کوس پر ہے۔ میں آ رہے۔ اور یہاں ہی ایک لڑکا اور پیدا ہوا جس کا نام گوردت سنگھ رکھا۔ متواتر چار سال تک یہاں رہے جودھا زیرہ والے کے اصرار سے پھر واپس لہرہ میں آ گئے۔ کھیتی کا کام کرنے لگے۔ سوڈھی - عطر سنگھ اور گنی ایک حاسد منشی بدولت گنیش چند جی گرفتار بلا ہوئے اور راہی ملک عدم ہوئے۔

وفات سے کچھ یوم پیشتر اپنے ناز پروردہ فرزند آتمارام کو اپنے صادق دوست جودھا شاہ کے حوالہ کیا اور پرنم آنکھوں سے کہا کہ میں اپنی زندگی میں آتما رام کو فق

کے حکم سے ہری کا پتن پر ایک ہزار جوان کے ہمراہ تعینات ہوئے اور سروس ختم ہو چکنے پر ہری کے پتن پر ہی سکونت اختیار کری۔ راج کنور کھتری ٹھیکیدار مہاراجہ کی طرف سے ہری کے پتن پر رہا کرتے تھے جو کہ ضلع گوجرانوالہ کے باشندے تھے۔ اور وہ لہرا گام میں بھی رہا کرتے تھے ان کی بدولت آپ لہرہ میں چلے گئے۔ راج کنور زیرہ میں جا بسے آپ ان سے ملنے زیرہ میں جانے لگے اور وہاں جودھا مل جی او سوال جو اُس وقت زیرہ میں بزرگ معزز انسان تھے۔ سے میل جول ہوگیا۔ جودھا مل بھی اکثر لہرہ میں جایا کرتے تھے۔ اور آتما رام کو گودی میں لیکر گھنٹوں تک کھلاتے رہتے تھے۔ اور بہت سی اشیاء بطور تحفہ زیرہ سے آتما رام جی کے لئے لیجایا کرتے تھے۔ سوڈھی عطر سنگھ اکثر اوقات اپنی جاگیر کی نگرانی کے لئے لہرہ میں آیا کرتے تھے۔ اور گنیش چند جی سے بڑے تپاک سے ملا کرتے تھے۔ اور آتما رام کو اپنا متبنٰے بنا لینے کے لئے از حد زور دیا کرتے تھے مگر گنیش چند نے یہ بات جیتے جی منظور نہ کی۔ سوڈھی عطر سنگھ کا ارادہ آتما رام کو اپنے ہاں لیجانے اور اپنی جائداد کا مالک بنانے کا تھا۔ اور اعلیٰ تعلیم دلانے کا تھا۔ مگر گنیش چند جی محبت پدری سے یہ بات قبول نہ کر سکے۔ آپ کا خیال لڑکے کو جنگجو بہادر بنانے کا تھا۔ اسی لئے ہر روز اپنی زندگی کے کارنامے والے جنگوں معرکوں کے حال سنایا کرتے تھے۔

آپ کے دل میں بھی بیخوفی اور بہادری سرایت کر گئی جسکی مثال ایام طفلی کا ایک سنسنی خیز واقعہ زبردست شہادت ہے۔

ان ایام میں ڈاکہ زنی ایک عام شکایت تھی۔ اور لوگوں کو اپنی حفاظت خود کرنی پڑتی تھی۔ ایکدفعہ لہرہ میں ڈاکہ پڑا۔ آناً فاناً لوگ مقابلہ کو جمع ہو گئے۔ گنیش چند جی مسلح ہو کر وہاں پہونچ گئے۔ ڈاکو مقابلہ سے عاجز آکر بھاگ گئے۔ جب گنیش چند واپس گھر پہونچے۔ تو آتما رام کو تلوار پکڑے دروازہ میں کھڑے دیکھ حیران رہ گئے۔

آپ نے لاڈلے بیٹے کو چھاتی سے لگا کر اس دلیری کا سبب پوچھا۔ آپنے ادب سے

کے مالک تھے اور ایک ودوان تجربہ کار انسان تھے۔ آپ کے خط و خال و جنم کنڈلی وغیرہ کو دیکھکر کہا تھا۔ کہ یہ بالک یقیناً ایک دن راجہ مہاراجہ ہوگا یا دنیا کے پوچھنے قابل گورو ہوگا۔ اور راجے مہاراجے آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا کریں گے۔

آپ کی ماتا جی کا نام شری متی روپ دیوی تھا۔ شری متی جی پتی بر تا پریم کی مورت اور سرل سوبھاؤ والی تھی۔ اس کا دل اصلی حسن کے نور سے معمور تھا۔ جو صرف دیوی دیوتاؤں کا حصہ ہے اسکی جھلک یا عکس سے اس کا باہر کا حصہ جسم بھی حد درجہ خوبصورت تھا۔ آنکھوں سے غیرت اور حیا داری برستی تھی۔ پتی دیو کی خدمت کرنا بہترین عبادت سمجھتی تھی۔ اور اس میں اپنے دین اور دنیا کی بہتری جانتی تھی۔

آپ کی پیدائش پہ والدین کو از حد خوشی ہوئی۔ گاؤں بھر کے مرد و زن پیر و جوان اس بچے کو دیکھکر باغ باغ ہو جاتے تھے۔ حیران کیوں نہوں اُسے دیکھ چاہنے والے۔ ایک تصویر مجسم تھا وہ بنا ہوا۔

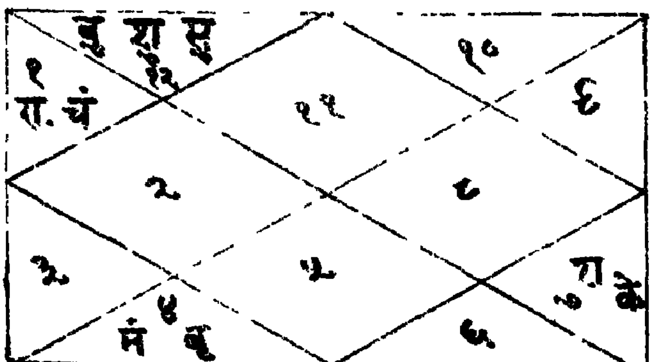
آپ والدین کی آنکھوں کا نور دل کا سرور تھے۔ لیکن جو آپکے منہ پر تھا آپکی خوبصورتی کو دو بالا کئے ہوئے تھا۔ فراخ پیشانی اور روشن آنکھوں سے فہم و فراست عیاں ہوتی تھی ع بالائے سرش ز ہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی۔

گینش جینہی خوش وضع زندہ دل نہیں تھے۔ ملنسار شہزور جوان تھے۔ آپ کے آبا و اجداد پنڈ دادن خاں کے قریب موضع کلس میں آباد تھے۔ آپ کے والد دیوان چند اور والدہ آپ اور آپکی ایک بہن اور ایک چھوٹے بھائی کو چھوڑ کر پرلوک سدھار گئے۔ آپکی پرورش کا بوجھ چچا شیام لال کے سر پر پڑا۔ مگر آپکی چچی کی طبیعت بہت گرم تھی اس واسطے آپ ایکدن بغیر بتائے گھر سے چلدیئے۔ اور رام نگر کے نزدیک ایک قصبہ پھالیہ میں پولیس میں تھانیدار ہوگئے۔ یہاں ہی کنور سین پوری کھتری کے ہاں شری متی روپ دیوی سے آپ کی شادی ہوگئی کچھ عرصہ بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ

خاندان - پیدائش - لڑکپن

ضلع فیروزپور تحصیل زیرہ کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں لہرہ جین مندر زیرہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے سمت ۱۸۹۳ بکرمی میں چیت شدی ایکم کے مبارک دن کھشتری ویر شریمان گنیش چند جی جو کہ جاتی کے کپور کھشتری تھے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں اعلیٰ عہدہ پر ممتاز تھے۔ کے ہاں ایک زبردست شخصیت کا ظہور ہوا جس مہان آتما نے پاک اور پوتر دھرم کی شرن لے کر ستیہ دھرم کی اشاعت میں اپنی زندگی قربان کردی۔ اور اسی کی بدولت لہرہ کی سرزمین جینی ماتر کے لئے پوتر بھومی بنگئی جس طرح آپ کے پتا بزرگوار نے (گنیش چند جی) تلوار کے زور سے اپنے تئیں فتحیاب جرنل ثابت کردیا تھا اسی طرح آپ نے اہنسا پرمو دھرمہ کی تلوار سے کاذب اعتقاد اور باطل پرستی کی جڑوں کو کاٹ کر جینی دھرم کا اصلی منشاء مہاویر بھگوان کی پوتر بانی **آپ جیتے رہو دوسروں کو جینے دو** ہر فرد وبشر کے کان میں پہونچایا۔

آپ کا نام آتما رام رکھا گیا۔ سمت ۱۸۹۳ بکرم چیت شدی ایکم دیروار کا مبارک دن تھا آپ کی جنم کنڈلی اس طرح ہے



آپ کے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیوں پر دس چکر تھے۔ ناخن دودھ کی طرح سفید سینہ اور پیشانی فراخ۔ بازو سڈول۔ چہرہ پر داہنی طرف آنکھ کے نیچے لسن تھا غرضیکہ جوتش شاستر کے مطابق آپ میں تمام اتم لکشن موجود تھے۔ اسی وجہ سے سودھی عطر سنگھ جی جو شوقیہ جوتش ودّیا میں قابل قدر مہنت تھے۔ اور اس علاقہ

آتمارام جی مہاراج کا ظہور ہوا جنہوں نے تاریکی کو مٹانے والی روشنی سے لوگوں کو فیضیاب کرنے کی غرض سے جین سماج کی خدمت کے لئے اپنی بیش قیمت زندگی نثار کر دی سچ تو یہ ہے کہ اس مہا پرتاپی بال برہمچاری مہاتما نے مردہ جین سماج میں زندگی کا احساس پیدا کر کے معجزہ سے کم کام نہیں کیا۔

بھجن

انچلی۔ سانوں ستیانوں آن جگایا اِک برہمچاری نے۔

(۱) جین قوم پر تھی غفلت چھائی۔ غیروں نے تھی لوٹ مچائی
باہیں پکڑ سمجھایا۔ اک برہمچاری نے۔ سانوں ستیانوں

(۲) پانچ مہاورت دھارن کر کے۔ نام پارش پربھو دل میں دھر کے
گیان کا ناد بجایا۔ اک برہمچاری نے۔ سانوں ستیانوں

(۳) جگہ جگہ مندر بنوائے۔ جین دھرم کے جھنڈے لگائے
ست اپدیش سنایا۔ اک برہمچاری نے۔ سانوں ستیانوں

(۴) نیّا ہماری پڑی بھنور میں۔ ڈوبن کو تھی آئی بھنور میں
آکر پار لگایا۔ اک برہمچاری نے۔ سانوں ستیانوں

(۵) شری وجے آنند بھوشن بھارت کے۔ بادل برسائے رحمت کے
اُجڑا چمن لہرایا۔ اک برہمچاری نے۔ سانوں ستیانوں

(۶) آؤ سب مل گن گاؤ ان کا جین دھرم کا بجا گئے ڈنکا
موکش راہ بتایا۔ اک برہمچاری نے۔ سانوں ستیانوں

ہے جین دھرم کو فروغ دیا۔ انیسویں صدی میں ہندوستان کے دیگر صوبوں کی نسبت پنجاب
میں مذہبی جد وجہد زیادہ رہی ہے پنجاب کے لوگ ہی اس ڈھانچے کے ہیں کہ انمیں
سے بعض لوگ ایک مذہب کو خیرباد کہکر دوسرے میں شامل ہونے کو تیار رہتے
ہیں کوئی نیا خیال پیدا ہو اُس کے کچھ نہ کچھ پیرو پنجاب میں مل ہی جائینگے سکھوں کا آغاز
نشوونما پنجاب میں ہوا۔ برہمو سماج کا درخت پنجاب میں پھل پھول رہا ہے سوامی
دیانند سرسوتی جی نے کامیابی کے ساتھ آریہ سماج کی بنیاد اوّل ہی اوّل پنجاب میں
رکھی۔ رادھا سوامی سدیو سماجی وغیرہ پنجاب میں پائے جاتے ہیں اور یہیں مستحکم ہوئے
مسلمانوں کا احمدیہ فرقہ پنجاب کے قصبہ قادیان میں شروع ہوا۔ ان دنوں نہ صرف
عیسائی ہی پنجاب میں لوگوں کو بہکا رہے تھے۔ بلکہ اور بھی کئی ایک مذاہب کے
اُپدیشک اپنی بساط کے مطابق سرگرم پرچار سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے
کئی ایک جینی سکھ پنتھ میں شامل ہوگئے۔ بہت سے اپنے آپ کو سناتن دھرمی کہنے لگے
جو شخص جین دھرم کی پابندیوں پر کاربند نہ رہ سکے آریہ سماج کے پیچھے جھک پڑے۔
غرض جین دھرمیوں پر ہر طرف سے چھاپہ مارا جاتا تھا۔ اور بچاؤ کی کوئی صورت نظر
نہ آتی تھی ایسے وقت میں جب کہ قوم کی ہستی کا سوال درپیش ہو مذہب اور سوسائٹی
پر حملے ہو رہے ہوں جین سماج میں گیان کا سورج است ہو چکا ہو۔ اوراگیان نے
ڈیرہ جمایا ہو۔ ایسے وقت سماج کی حفاظت کے لئے ایک زبردست اور عالی حوصلہ شخصیت
کا ظاہر ہونا ضروری تھا۔ جو اپنی علمیت سے خفتہ جین سماج کو بیدار کرکے انہیں اپنے فرائض
سے آگاہ کرتا۔ اور مخالفوں کے بے بنیاد الزام کی تردید کرکے ضروریات زمانہ کے مطابق
جین سماج کو جگاکر جین دھرم کا ڈنکا ہندوستان اور ہندوستان سے باہر بجاتا ہوا مورتی
پوجا کے خلاف لہر کا مقابلہ کرکے اُسے پیچھے دھکیل دیتا۔ جین آچاریوں کی چمکتی ہوئی لڑی
میں ایک بیش قیمت رتن منیوں کے سرتاج شری وجے آنند جی المعروف سوری

کرتا تھا۔ اسی لئے برہمو سماج کے اصولوں میں عیسائیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

راجہ رام موہن رائے کے بعد سوامی دیانند جی سرسوتی نے ویدک دھرم کا ڈنکا بجایا۔ اور لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی سرتوڑ کوشش کی اور بھی بہت سے مہاتماؤں نے اپنی اپنی جماعتوں کو تقویت دینے کا بیڑا اُٹھایا ہر ایک مذہب کے لوگ علم و ہنر میں ترقی کر رہے تھے اور اپنے اپنے دھرم کی اشاعت میں مشغول تھے۔ لیکن جین دھرمیوں نے اصلاح کی طرف ابھی کچھ خیال نہیں کیا تھا۔ مذہبی آزادی کے زمانہ میں بھی انہوں نے اپنے بے بہا علمی ذخیروں کو تاریک بھنڈاروں سے باہر نہ نکالا تھا جین سماج پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی۔ اور اسکی ہستی معرض خطر میں تھی۔ رسم و رواج کی درستی محال نظر آتی تھی۔ مندروں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اور دھرم کرم شاستروں کے مطابق ہونے کے بجائے من مانے طور سے ہو رہا تھا۔ سادھو اور پوج اکثر آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے دھرم اُپدیش کی عدم موجودگی کے باعث جین سماج چاہ ضلالت میں پڑی تھی۔ اگرچہ کل ہندوستان میں ترقی کی لہر موجزن تھی۔ جینی لوگ خواب غفلت میں مدہوش تھے۔ ہندوؤں کو دھرم سے بدظن کرنے کی غرض سے عیسائی لوگوں نے مورتی پوجا کا پرزور کھنڈن کرنا اختیار کر رکھا تھا۔ وہ ہندو دیوی دیوتاؤں کی نندا کرتے تھے اور ہندوستانی تہذیب کا مضحکہ اڑاتے تھے۔ مغرب کی طرف سے مورتی پوجا کے خلاف ایک زبردست لہر اُٹھی جو بت شکن مسلمان حملہ آوروں سے بھی زور آور تھی عیسائیت کے زیر اثر مورتی پوجا کے خلاف ہندوستانی اُپدیشک پیدا ہوئے جنہوں نے عیسائی مشنریوں کی نقل کرتے ہوئے لوگوں کو مورتی پوجا سے گرانا شروع کیا۔ وہ اپنی کوتاہ نظری سے اس نہایت ہی قدیم طریقہ پرستش کی عظمت کو نہ سمجھ سکے اور اس سے منحرف ہو گئے اس پھیلتی ہوئی تاریکی کا مقابلہ کرنے کے لئے پنجاب میں ایک روشنی نمودار ہوئی جس نے مورتی پوجا کی عظمت کو آشکارا کر کے

محبت اور پیار سے طمع اور لالچ سے انجیل کی تعلیم لوگوں میں پھیلانی شروع کی سکولوں کے علاوہ خیراتی ہسپتال یتیم خانے اور دیگر رفاہ عام کے لئے مفید انسٹی ٹیوشنز جاری کر دیئے۔ عیسائی لوگوں کی قربانی۔ ایثار نفسی۔ اور سیوا بھاؤ کو دیکھکر تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ہر دو قسم کے ہندوستانی انکی طرف جھک پڑے۔ پادریوں نے ہندوستان کے سوشل نقائص سے فائدہ اٹھا کر سادہ اور دلفریب انگریزی رسم ورواج اور بودوباش کے طریقوں کی طرف تعلیم یافتہ نوجوانوں کو راغب کیا۔

ہندوستان پر عیسائیت کا حملہ اسلام کے حملے کی طرح آندھی کے مانند نہ تھا عیسائی فاتحوں نے عیسائیت کی اشاعت مسلمان بادشاہوں کی طرح بزور شمشیر نہیں کی انہوں نے ہر ایک کام حکمت عملی سے کیے ہندوستانی تہذیب کے حق میں عیسائیت کی اشاعت کی پالیسی تہذیب اسلام کی اشاعت سے زیادہ مضر ثابت ہوئی مغربی تہذیب کی لہر بجلی کی طرح اٹھی اور اسکی پہلی ہی چمک سے انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کی آنکھیں چکا چوندھ ہوگئیں۔ وہ اپنے دھرم کی خوبیوں کو فراموش کر کے جوق درجوق عیسائی ہونے لگے۔ ہندوستان میں ایک بار پھر مذہبی ہلچل پیدا ہوئی اور دھرم کے سربراہ اپنی اپنی سماج کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہوگئے سنہ ۱۸۰۰ء کا زمانہ آیا اور تعلیمی ترقی کے ساتھ ملک میں اصلاح کی لہر پیدا ہوئی۔ اوّل ہی اوّل بنگال میں جہاں عیسائی دھرم انگریزی تعلیم یافتہ جماعت میں تیزی سے پھیل رہا تھا وہاں راجہ رام موہن رائے کے دل میں ہندو دھرم کی حفاظت کا خیال پیدا ہوا۔ وہ خود اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ اور عیسائیت اور مغربی تہذیب کی خوبیوں سے آشنا تھے وہ ویدک دھرم کے ہمدرد اور حامی ہوتے ہوئے۔ ہندو سوسائیٹی کی کمزوریوں کو محسوس کر رہے تھے۔ ہندو سماج کی اصلاح کی غرض سے راجہ رام موہن رائے نے برہمو سماج کی بنیاد ڈالی۔ راجہ صاحب کا مقصد مشرقی اور مغربی تہذیب کو یکجا اکٹھا

کو دیکھ رہی تھیں آہستہ آہستہ ملک میں قدم جما نا شروع کیا ہندوستانی باہمی جنگ وجدل میں مصروف تھے قتل و غارت گری عام تھی۔ لوٹ کھسوٹ کا دور دورہ تھا ایسے مشکل زمانہ میں جین دھرم کے آچاریوں کو پرچار کا کام بند کرنا پڑا جین سماج کا باہمی اتحاد ٹوٹ گیا اور خواب غفلت نے آگھیرا۔ پرچار کا کام بند ہو جانے کے باعث لوگ سست ہو گئے۔ اور سادھو اوپاسروں کو اپنی ملکیت سمجھنے لگے جین سماج کی حالت دن بدن کمزور ہوتی گئی۔ وہ اپنے رسم ورواج فراموش کر بیٹھی اور ملک کی موجہ کمزوریوں کا شکار ہو گئی۔ اس نازک زمانہ میں نہ صرف جین مت کو ہی نقصان پہنچا۔ بلکہ تمام ہندوستانی مذاہب کی ہی قدر ومنزلت کم ہو گئی۔ اس اندھیر گردی کے زمانہ میں جور و تعدی کے باعث بہت سے شاستر بھنڈاروں میں بند کر دیئے گئے۔ گیان کا پرچار عام نہ رہا۔ اگیان نے ڈیرا آجمایا۔ اور ہر سو جین قوم پر ہی نہیں بلکہ کل ہندوستان پر جہالت چھا گئی جین دھرم تنزل پر تھا۔ کینہ اور بغض کے باعث اسے بدنام کرنے والے گھر میں ہی موجود تھے۔ کسی نے جین دھرم کو ناستک مت کہا کسی نے اسے بدھ مت کی شاخ بتایا کسی نے مہاویر سوامی جی کو اس کا بانی کہا اور کسی نے اسے بنیوں اور شراوکوں کا دھرم کہکر پکارا جین دھرم کے تیرتھنکروں کی ہنسی اوڑائی گئی اور جین سماج پر ناقابل برداشت حملے کیے گئے جینیوں پر وہ جہالت کا پردہ پڑا تھا کہ انہیں دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی۔ سرکار انگریزی کا راج قائم ہوتے ہی عیسائی مشنری مستعدی سے اپنے کام میں لگ گئے مفتوح علاقہ میں پادریوں نے ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کے لیے طرح طرح کے جال بچھائے ہندوستانی مذہب کو بدنام کرنے کے لیے کتابیں تصنیف کی گئیں۔ اور لوگوں کے دلوں پر تسلط جمانے کے لیے انہیں اپنے مذہب سے گمراہ کیا گیا۔ عیسائی دھرم کی خوبیاں روپیہ کو پانی کی طرح بہا کر دکھائی گئیں۔ عیسائیوں نے جا بجا مدرسے اور سکول جاری کر دیئے۔

ہندوستان میں مذہبی ہلچل اور وقاتِ پیدائش

ہندوستان کے پولیٹکل زوال کے ساتھ ہندوستانیوں کی مصیبت کا دور دورہ شروع ہوا۔ مسلمان حملہ آوروں نے اشاعت اسلام کے جوش میں جو ظلم و ستم ہندوستانی مذاہب پر ڈھائے وہ ناقابل بیان ہیں۔ جس خوبی سے ہندوستانیوں نے مذہبی جنون اور تعصب کا مقابلہ کیا۔ وہ سنہری حروف میں لکھنے کے لائق ہے۔ اسلامی تہذیب اس ملک میں ایک تند آندھی کی طرح آئی۔ اور بہت سے لوگوں کو دھرم سے گرا دیا۔ مسلمان فرمانرواؤں کی زبردستی نے ہندوستان کے دھارمک جیون میں نئی روح پھونک دی ملک کے ہر حصہ میں مہاپرشوں کا ظہور ہوا۔ جنہوں نے اپنے دھرم کی حفاظت کے لیے کارہائے نمایاں ادا کیے۔ شری آنند تیرتھ سوری، شری سوم سندر سوری، شری لنبو دیجے و اوپادھیائے جی نے جین دھرمیوں کی رہبری کی۔ پنجاب میں گرونانک جی، صوبجات متحدہ میں رامانند جی و کبیر جی۔ راجپوتانہ میں جے دیو جی۔ مہاراشٹر میں رام داس اور تکارام جی۔ اور بنگال میں چیتن جی نے لوگوں کو دھرم اپدیش سنایا۔ شروع سے ہی ہندوستانیوں نے اپنی تہذیب قائم رکھنے کی کوشش کی اور وہ اپنے دھارمک اصولوں سے کبھی غافل نہ ہوئے اِن کے اسلامی حملہ آوروں سے بچ رہنے کی یہی وجہ ہوئی۔ خاندان مغلیہ کے زوال کے ساتھ ساتھ ہندوستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گیا۔ عظیم الشان سلطنت مغلیہ کے درہم و برہم ہو جانے پر منقسم ہندوستان کی عنانِ حکومت کمزور ہندو راجاؤں اور نوابوں کے ہاتھ آئی۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ برسرِ پیکار تھے۔ یورپین قومیں جو اس ملک میں تجارت کی غرض سے وارد ہوئیں ہندوستان کی خراب و خستہ حالت

جب تک دنیا قائم ہے اور چاند سورج کی روشنی قائم رہے گی جین دھرم بھی رہیگا۔

جین سماج پورنماشی کا چاند بنکر گھٹ رہا تھا۔ جین سماج کی حالت خراب وخستہ ہوچکی تھی۔ لوگ سچے دھرم کے سروپ سے ناواقف تھے جین دھرم کی فضیلت کو آشکارا کرنے کے لئے ہمیشہ ماہتاب آفتاب جلوہ نما ہوتے رہتے ہیں۔

انیسویں صدی میں ایک زبردست شخص کا ظہور ہوا جس نے ذلت کے گہرے گڑھے میں گری ہوئی جین سماج کو خواب غفلت سے بیدار کرکے جین سماج پر لگائے ہوئے الزامات کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اور لوگوں کو جین دھرم کے مشن سے آگاہ کیا جین سماج کی مردہ ہڈیوں میں روح پھونک دی۔ سادھو اور گرہستیوں کو تیرتھنکر بھگوان کے فرمائے ہوئے دھرم دھارن کرنے کی سکشا دی۔ وہ انیسویں صدی کی زبردست شخصیت جن کے سامنے جین سماج سرخم کرتی ہے مشہور ومعروف جین آچاریہ شری مد وجیا نند سوری جی ہیں (آتما رام جی) جنکی سوانح عمری اِن اوراق میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اوم شم۔

میں بنا ہوا ہے جو راجپوتانہ گجرات کاٹھیاواڑ میں نظر آتے ہیں دنیا میں عجوبہ ہیں۔
جینیوں کی بلند اور خوش وضع عمارتوں کو دیکھکر جین دھرم کی جاہ و جلالی کے دن آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ ریاست میسور میں سرون بیلگولہ کے مقام پر گومتیشور کی بلند مورتی اٹھاون فٹ اونچی ایک ہی پتھر سے تراشی گئی ہے اس مورتی کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ دیکھکر کاریگر کی تعریف بے اختیار منہ سے نکل جاتی ہے بدھ دھرمی جو پہلے بودھا درخت یا بدھ کی ہڈیوں پر ستوپ بنا کر پوجا کرتے تھے۔ انہوں نے بھی مورتیاں بنانے کا ہنر جینیوں سے سیکھا۔ حاصل کلام جین دھرم نے عرصہ دراز تک ہندوستان کی اخلاقی روحانی جسمانی اور دماغی رہبری کی ہے۔ اور اہنسا پرمو دھرمہ کا جھنڈا لیکر امن اور شانتی کا پیغام دنیا بھر میں پہونچایا ہے۔

تغیّر و تبدّل

تبدیلی قدرت کا اٹل اصول ہے۔ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن گرمی کے بعد سردی۔ سردی کے بعد گرمی آتی ہے۔ جب تک نظامِ شمس قائم ہے تغیّر و تبدّل جاری رہیگا۔ بڑی بڑی قوموں اور ملکوں کی تواریخ ان کے نشیب و فراز کی سبق آموز کہانی ہے۔ دنیا زبردست جد وجہد کا مقام ہے۔ مختلف اقوام ترقی کی دوڑ دھوپ میں لگی ہوئی ہیں۔ ترقی کے بعد تنزلی اکثر دیکھنے میں آتی ہے۔ اُس قوم و ملک کی حالت افسوسناک ہے۔ جو اقبال کی بالائی سے گر کر دوبارہ ترقی کا ارادہ ترک کردے۔ کوئی باغ ایسا نہیں جس کے ہرے ہرے درخت اور خوشنما شگفتہ غنچوں پر خزاں کے دن نہ آئے ہوں۔ موسم خزاں گذر جاتے ہیں اور بہار کے دن پھر لوٹ آتے ہیں۔ اندھیری رات کے بعد چمکتا ہوا دن پھر نمودار ہوتا ہے۔ چاند ہمیشہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ اس کو دن بدن کم ہوتا دیکھکر ان کو قلق نہیں ہوتا

بھاشا و سنسکرت بھاشا میں جین آچاریوں کو کمال حاصل تھا۔ اور انہوں نے بہترین کتابیں لکھی ہیں جو فی زمانہ نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں سنسکرت کے مشہور عالم پروفیسر جانز ہرٹل نے اپنے مضمون۔

Uber dic Jaiaz ezensianer des Panchtantra

میں ثابت کر دکھایا ہے کہ پنچ تنتر برہمنوں کا یا بدھوں کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ ایک جین آچارج کی تصنیف ہے پروفیسر کی رائے میں پنچ تنتر (انوار سہیلی) وہ مشہور گرنتھ ہے جسکا ترجمہ تمام دنیا کی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ زمانہ قدیم میں دیگر ممالک کے سفیر اس کتاب کی نقل کے لئے ہندوستان آتے تھے جین ودوانوں کی تصنیف کردہ کتابیں ہر ایک مضمون پر نظم و نثر میں پائی جاتی ہیں اور مختلف علوم و فنون میں مستند تصور کی جاتی ہیں جینیوں نے کرم فلاسفی میں وہ کمال دکھایا ہے کہ جسکا کوئی مذہب ہم پلہ نہیں ہے تامل زبان کی بہترین تصانیف مثلاً جیوک چنتامنی نیل کیشی جیسی شاعری کی مشہور کتابیں۔ اور نکنڈو جیسی لغت اور نیول جیسی مشہور ویاکرن جین عالموں کی تصانیف ہیں۔

تیرہ کورال کے پایہ کی کتاب تامل لٹریچر میں کوئی نہیں تلگو اور کنیری لٹریچر کی بنیاد رکھنے والے بھی جین شاعر تھے جین آچاریہ شری ہیم چندر جی ایک شہرۂ آفاق عالم ہو گذرے ہیں جنھوں نے اپنی زندگی میں کاویہ کوش۔ النکار نیائے۔ ویاکرن وغیرہ مختلف مضامین پر ساڑھے تین کروڑ شلوک لکھے ہیں ترلیشٹہ شلاکا پرش چاتر جین تواریخ یوگ شاستر وغیرہ کے آپ ہی مصنف ہیں۔ اُن کے حالات کمارپال چاتر سے معلوم ہو سکتے ہیں جین دھرم کے مقابلہ میں کسی اور مذہب نے اتنے گرنتھ نہیں لکھے۔

فنِ عمارت مورتیاں۔ لکڑی اور سنگ مرمر کا کام جس خوبی سے جین مندروں

(۳۵) اشراوک دیگر مذاہب کے فلاسفروں کے خیالات کو جانچ کی کسوٹی پر رکھنے کی عادت ڈالے اور مختلف خیالات سے پیدا شدہ شبہات کو اپنی عقل سے حل کرے۔

پنچ پرمیشٹھی نمسکار منتر

جین دھرمی صبح و شام ان پاکیزہ ہستیوں کو خلوص دلی اور سچی عقیدت سے نمسکار کرنا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ (اول) ارہنت بھگوان (دوم) سِدھ بھگوان (سوئم) آچارج مہاراج (چہارم) اپادھیائے مہاراج (پنجم) سادھو مہاراج۔ ان پانچوں کی صفات ۱۲ + ۸ + ۳۶ + ۲۵ + ۲۷ = کل ۱۰۸۔ اس لئے جین دھرمی ۱۰۸ منکوں کی نوکار منتر کی مالا پھیرتے ہیں۔ مالا کا ہر ایک منکہ کسی خاص صفت سے نسبت رکھتا ہے۔ جس کا دھیان مالا جپنے والے کو کرنا ضروری ہے۔ نمسکار منتر ایک تحفہ ہے جو جین دھرم بنی نوع انسان کو پیش کرتا ہے۔ جو شخص اس منتر کا مطلب سمجھ کر جاپ کرتا ہے اس کا کلیان ہوتا ہے۔ ہندوستان میں کبھی وہ وقت تھا کہ کثیر تعداد اس مہا منتر کا جاپ کرتی تھی۔ اس وقت اس دیش کا کلیان تھا۔ اور اس کے جاہ و جلال کی دھوم تھی۔ اگرچہ اسوقت جین دھرم کے پیرؤں کی تعداد محدود ہے تاہم اسکے اثرات کی چھاپ ہندوستان پر زبردست ہے۔

جین دھرم نے دنیا کے سامنے ایک حقیقی سچائی پیش کی ہے اہنسا دھرم کا سنہری اصول نجات کی کنجی ہے جین دھرم کی اشاعت کا اثر کشت و خون کو بند کرکے ملک میں پریم کی لہر موجزن کرنا تھا جہاں بھی اہنسا کا پیغام پہونچا وہاں لوگوں نے وحشی پن ترک کرکے انسانی جامہ پہن لیا۔ جین دھرمی گوشت خوری شراب نوشی سے قطعی پرہیز کرتے ہیں۔ ان کے زیر اثر عوام الناس بھی ان قبیح چیزوں سے متنفر ہیں جین فلاسفی اور جین لٹریچر نے ہندوستان کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے ہیں پراکرت

(۱۴) اخرچ آمدنی سے زیادہ ہرگز نہونا چاہیے۔

(۱۵) خوراک اور پوشاک حسب حیثیت ہونی چاہیے۔

(۱۶) دھرم شاستر ہر روز سننا چاہیے۔

(۱۷) بدہضمی میں کھانا بیماری کو بلانا ہے۔

(۱۸) کھانا وقت پر کھانا چاہیے۔ رات کو کھانا اچھا نہیں۔

(۱۹) دھرم ارتھ اور کام تینوں وقت کے مطابق کرنے چاہئیں۔

(۲۰) گورو بھگتی انسانی فرض ہے۔

(۲۱) جین دھرم میں شردھا اور پریم رکھے۔

(۲۲) اوصافِ حمیدہ پارساؤں کی عزت و توقیر کرنی چاہیے۔

(۲۳) جس ملک میں راجہ یا دھرم شاستر اجازت نہیں دیتا۔ وہاں نہ جانا چاہیے

(۲۴) علم دانوں سے علم حاصل کرنا چاہیے۔

(۲۵) اہل و عیال کی خبر گیری اور پرورش اچھی طرح کرنی چاہیے۔

(۲۶) ہر ایک کام کرنے سے پیشتر نفع و نقصان پر اچھی طرح غور کر لینا چاہیے۔

(۲۷) نیک و بد میں تمیز کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے

(۲۸) کام وہ کرے جو مفید ہو۔ اور دنیا اسکو پسند کرے۔

(۲۹) ایسا کام نہ کرنا چاہیے جس سے ندامت اُٹھانی پڑے۔

(۳۰) با ادب ہونا چاہیے۔

(۳۱) دکھیوں پر رحم کرکے انکی مدد کرنا چاہیے۔

(۳۲) جہاں تک ہوسکے۔ دوسروں کو ناراضگی کا موقعہ نہ دینا چاہیے۔

(۳۳) کام۔ کرودھ۔ مان۔ مایہ۔ لوبھ۔ موہ۔ اِن چھ دشمنوں کو اپنے قابو میں کرنا چاہیے

(۳۴) محسن کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔

اِن پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۱) ہر ایک گرہستی کو ایسی تجارت یا پیشہ یا ملازمت اختیار کرنی چاہیئے جو اُسے اِخلاق اور دھرم سے نہ گرائے۔ اپنے سرمایہ کے مطابق ایمانداری سے تجارت کرنی چاہیئے۔ نوکری لیاقت اور طاقت کے مطابق کرنی چاہیئے۔

(۲) اگر ہستی کو نیک اولاد پیدا کرنے کے لئے ہم مذہب اور اچھے خاندان کی عورت سے شادی کرنی چاہیئے۔ ایک ہی گوتر والے کے ساتھ شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ اِستری اور پُرش کا ایک ہی دھرم ہو تو اچھا ہے۔

(۳) دیش اور جاتی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔

(۴) پاپوں سے ڈرنا چاہیئے۔

(۵) جیسا دیس ویسا بھیس۔ اپنے کُل اور ملک کے مطابق لباس رکھنا چاہیئے۔

(۶) سادھو۔ سادھوی۔ شراوک۔ شراوکا۔ راجہ۔ وزیر۔ خزانچی۔ کوتوال وغیرہ پر تہمت نہ لگانی چاہیئے۔

(۷) خطرہ کی جگہ جہاں موسمی بیماریوں کا اندیشہ رہتا ہو نہ رہنا چاہیئے۔

(۸) پوشیدہ مقام میں نہ رہنا چاہیئے۔

(۹) جس مکان کے نزدیک شور و شر رہتا ہو وہاں بھی رہائش نہ کرے۔

(۱۰) جس گھر میں چور دروازے ہوں وہاں نہ رہنا چاہیئے۔

(۱۱) مُنی۔ مہاراج اور شراوک اور نیک لوگوں کے ساتھ محبت رکھنی چاہیئے۔

(۱۲) والدین کی عزت و تعظیم کرنی چاہیئے اور صبح اُٹھتے نمسکار کرنی چاہیئے۔ اُن کی فرمانبرداری فرض ہے۔

(۱۳) جس جگہ غیر حکومت کا ڈر ہو وہاں نہ رہنا چاہیئے۔ وہاں دھرم۔ دھن اور جسم کو نقصان کا خطرہ ہے۔

(۵) رحمدل ہو۔

(۶) ہر ایک کام سوچ سمجھ کر کرنے والا ہو۔

(۷) ظاہر اور باطن یکساں ہو۔ دھرم محض دکھلاوے کے لیے ہی نہ کرتا ہو۔

(۸) نرم دل ملنسار۔ دوسروں کے کام میں ہاتھ بٹانے والا ہو۔

(۹) اپنے اُصولوں کی پیروی کے لیے زندگی تک بھی قربان کرنے والا ہو۔

(۱۰) ہمدرد۔ اور دیالو ہو۔

(۱۱) منصف مزاج ہو۔ صحیح اور باطل میں تمیز کرنے والا ہو۔

(۱۲) دوسروں کے اوصاف حمیدہ سے سبق حاصل کرنے والا ہو۔

(۱۳) بات کو تو لکر بولنے والا ہو نصیحت آمیز سخن میں شوق رکھتا ہو۔

(۱۴) نیک چلن۔ نیکو کار صائب رائے۔ دوست اور رشتہ داروں سے اچھا تعلق رکھنے والا ہو

(۱۵) دور اندیش سوچ بچار کر کام کرنے والا ہو۔

(۱۶) انصاف پسند اور نیک و بد میں تمیز کرنے والا ہو۔

(۱۷) مہا پرشوں کے قول پر عمل کرنے والا ہو۔

(۱۸) بزرگوں کی عزت و تعظیم کرنے والا ہو۔

(۱۹) شکر گذار ہو۔

(۲۰) دوسروں کی خدمت کے لئے بلا عوض کمر بستہ رہے۔

(۲۱) سمجھدار اور ذہین ہو۔

شراوک کے لکشن

مندرجہ ذیل ۳۵ اُصول انسان کو روحانی تنزل سے بچاتے ہیں اور ترقی کی راہ میں مددگار رہیں یہ اُصول محبت ہمدردی اور دیا پر مبنی ہیں انہیں خیالات سے

(۵) دھن دولت جائداد منقولہ غیر منقولہ کی حد مقرر کرنا یعنی زیادہ لالچ نہ کرتے رہنا سنتوش کرنا۔

(۶) کاروبار کے لئے اپنے چلنے پھرنے کی حد مقرر کرنا۔

(۷) بھوگ جو ایک دفعہ استعمال میں آئے اُپ بھوگ جو بار بار استعمال میں آئے یعنی سامانِ عیش و آرام اکل شرب۔ پوشاک وغیرہ کی حد مقرر کرے۔

(۸) جس کام کے کرنے سے اپنا کوئی مطلب نہیں ہے اُسے ترک کر دینا چاہیئے۔ بہت انسان بغیر کسی مطلب کے خیالی پلاؤ پکانے میں فضول گپ شپ میں لگے رہتے ہیں جس سے سوسائٹی کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے کاموں سے ہٹنا چاہیئے۔

(۹) روزانہ کم از کم ایک گھنٹہ دھرم دھیان کرنے اور ناپاک خیالات سے دل کو روکنے میں صرف کرنا چاہیئے۔

(۱۰) روزانہ کام کاج کے لئے وقت مقرر کرے۔

(۱۱) پنچمی۔ اشٹمی۔ چودش وغیرہ کے روز تھوڑا بہت تپ کرے۔ زیادہ وقت دھرم دھیان میں لگاوے کم از کم سال بھر میں ایک دفعہ پوشد یعنی چوبیس گھنٹہ تک دھرم پالن کرے

(۱۲) جین سادھوؤں کو آہار پانی کپڑا وغیرہ ضروری اشیاء دیوے اپاہجوں کی مدد کرے

شراوک کے اکیس گُن

جین دھرم کے مطابق مندرجہ ذیل اکیس خوبیاں دھارمک جیون پیدا کرنے کے لئے ضروری ہیں ہر ایک جین شراوک اگر تمام سے نہیں تو کم از کم نصف سے ضرور مزین ہو

(۱) کام کرنے میں مستقل۔ طاقتور۔ باہمت باحوصلہ دور اندیش اور خیر خواہ ہو۔

(۲) خوبصورت تندرست اور اچھے حواسِ خمسہ رکھتا ہو۔

(۳) کشادہ پیشانی خندہ دل خوش شکل و شباہت سے ہی سچائی پسند اور امانت دار نظر آتا ہو

(۴) سخی دل نیک چلن منظور نظر اور باشہرت ہو۔

عورت کے غیر کا تیاگ، ورزش عمدہ خوراک پر زور دیا ہے۔

ویریہ کی رکشا سے طاقت بڑھتی ہے راجاؤں مہاراجاؤں اور دیگر قابل ذکر اشخاص کے روزانہ نیموں کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں اُنکی ورزش کے ٹائم کا برابر ذکر ہے ساتوک (بھکشی) خوراک سے جسم طاقتور اور چست بنتا ہے۔ تا مسک (بھکشی) بھوجن بیماریاں پیدا کرتا ہے تعلیم کے لئے جین شاستروں میں مرد کے لئے ۲۷ کلاؤں کا ذکر ہے جس میں دھرم شاستر نیتی شاستر ارتھ شاستر کلا کوشل وغیرہ سے واقفیت کرنا فرض ہے لڑکیوں کے لئے گانا۔ بین بجانا۔ لکھنا پڑھنا سینا پرونا کھانا پکانا اور خانہ داری میں مہارت حاصل کرنا ۶۴ اقسام کے کلاؤں کا حاصل کرنا لکھا ہے۔

شراوک (جین گرہستھی کے بارہ برت)

(۱) اہنسا دھرم کی پیروی جین گرہستھیوں کے لئے بھی لازم ہے مگر وہ سادھوؤں کی طرح زیادہ احتیاط نہیں کر سکتے۔ دنیاوی کاروبار میں تھوڑی بہت ہنسا ہو ہی جاتی ہے گرہستھی صرف نظر آنے والے بیگناہ جیو کو بغیر کسی باعث کے اراوتاً نہ مارے انسا نکو ہنسا کا پاپ اُس وقت زیادہ لگتا ہے جب کہ وہ مان یا لوبھ کے بس ہو کر کیجاتی ہے

(۲) ہر ایک گرہستھی کا قطعی جھوٹ بولنے سے باز رہنا نہایت دشوار ہے اور حتی الوسع سچ بولنے کی کوشش کرنی چاہئے ورنہ کم از کم فضول اور بے مطلب جھوٹ نہ بولے۔

(۳) گرہستھی کو چوری کا نیم ہے۔ چوری محض نقب لگانا یا قفل توڑنا ہی نہیں ہے بلکہ کسی کو دھوکے سے ٹھگ لینا۔ گانٹھ کاٹ لینا۔ نظر بچا کر کسی کی چیز اُٹھا لینا۔ امانت میں خیانت کرنا۔ اچھی چیز دکھلا کر ناقص چیز دینا۔ ملاوٹ کرنا کم تولنا۔ زیادہ لینا محصول کا غبن کرنا جس میں راجہ ڈنڈے۔ دنیا بھنڈے (بدنام ہو) چوری میں داخل ہے۔

(۴) گرہستھی کے لئے اپنی استری کے سوائے غیر عورت سے مباشرت قطعی منع ہے۔

(۴) برہمچریہ - جین سادھو کا برہمچاری ہونا مول دھرم ہے سادھوپن کی خوبصورتی اور کُل دارومدار اسی پر منحصر ہے اور کسی نیم میں ذرہ بھر کمزوری کا علاج پرائسچت آسان ہے مگر برہمچریہ ٹوٹنے کا کوئی پرائسچت نہیں صرف خارج از قسمت لہٰذا اس پر سختی سے رہنا لازمی ہے۔

(۵) اپریگرہ - جین سادھو کے لئے دنیاوی اشیاء سے قطع تعلق لازم ہے جین سادھو نہ زر نہ زمین رکھ سکتا ہے ماسوا تن ڈھانکنے کو کپڑا اور ان پانی جو ہر روز حسب ضرورت مانگ کر لایا جائے۔ سادھو دھرم پالنے کے (اُوپکرن) یعنی ضروری سامان و دنیاوی بکھیڑے روحانی ترقی میں سدّراہ ہیں جین سادھو کو جس کا جیون تیاگ کا جیون ہے اسے ان سب دنیاوی سامان عیش و آرام سے الگ رہنے کا حکم ہے۔

سادھو اور گرہستھ دھرم میں تمیز

جین گرہستھی کی زندگی اور دھارمک اصول اس قدر مشکل نہیں کہ جسقدر سادھو کے سادھو کو سروتھا ہر ایک نیم کو ضروری اور پورا پالنا اور گرہستھی کو یتھا شکتی یعنے حتی الوسع جہاں تک ہو سکے نیم پالنے کا اختیار ہے جین دھرم نے اس بات کو ہرگز فراموش نہیں کیا کہ گرہستھیوں کو ضرورت ہے

گرہستھ دھرم

گرہستھی پر جین دھرم کی تعلیم گرہستھی کے لئے روحانی اور جسمانی ترقی پیدا کرنا ہے گرہستی کا تعلق نہ صرف اپنی آتما سے ہے۔ بلکہ گھر رشتہ دار شہر برادری وطن سے بھی ہے دھارمک ترقی کے لئے جسمانی طاقت کا ہونا ضروری ہے۔ وہ گرہستی جو مال دھن زر دولت اہل خویش و اقارب ملک و قوم کی حفاظت نہیں کرسکتا دھرم سے گرجاتا ہے جسمانی طاقت بڑھانے کے لئے جین شاستروں میں برہمچریہ (سوائے اپنی

دورِ تناسخ کو منقطع کر کے جب آتما سرورِ دائمی حاصل کرتا ہے اُسے موکش یعنی نجات کہتے ہیں یہ آتمک آزادی کا انتہائی درجہ ہے جیو کرموں کے ہیر پھیر سے مکت ہو کر انت گیان انت درشن۔ انت چارتر اور انت ویرج حاصل کرتا ہے درجۂ نجات پرمپد ہے جس سے بالا کوئی چیز نہیں جین دھرم نے موکش تو نہایت مدلل طریقہ سے بیان کیا ہے

جین سادھوؤں کی زندگی اور پانچ مہابرت

جین سادھوؤں کی زندگی۔ قربانی ایثارِ نفسی۔ بُردباری کی بے نظیر مثال ہے سادھو ہونے کے وقت وہ پانچ مہابرت دھارن کرتا ہے اور تا زندگی اُنپر کاربند رہکر اپنا اور اپنے پیرؤں کا کلیان کرتا ہے جن اشخاص نے پانچ مہا برتوں کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جین سادھو کی زندگی کس قدر دشوار ہے دن بھر تمام کریا (کام) ڈسپلن سے کرنا پڑتا ہے دراصل وہ عملی زندگی ہے جو ایک باہمت اور باحوصلہ اور ہوشیار شخص کا ہی حصّہ ہے۔

پانچ مہابرت

(۱) اہنسا۔ ایک جین سادھو کو من بچن اور کایا سے اہنسا برت پالن کرنے کا حکم ہے ہر وقت اُس کے دل میں دَیا کا جذبہ موجزن ہو۔ اور اُس کا دِل سچی محبت سے لبریز ہو۔

(۲) جھوٹ۔ سادھو کا جیون ستیاگرہی جیون ہے۔ وہ ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتا بلاخوف ہر ایک بات سچ سچ بیان کرنا اُس کا فرضِ مقدس ہے۔

(۳) چوری۔ سادھو کے لئے چوری کی قطعی ممانعت ہے بغیر اِجازت مالک ایک تنکا بھی اٹھانے کی اِجازت نہیں ہے۔

کے لئے کئی طریقے ہیں مثلاً بھوکے کو کھانا دینا۔ پیاسے کو پانی پلانا ننگے کو کپڑا دینا بیکسوں
یتیموں۔ اپاہجوں کی خبرگیری کرنا بیماروں کو دوائی دینا جانوروں کی حفاظت کرنا
بتیراگ پرماتما کی پرستش سے ان کے گن گرہن کرنا۔ سادھو مہاتماؤں اور علم دار نیک آدمیوں
کی عزت کرنا اور اُنکی مناسب تواضع کرنا پُن پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۵) آشرو۔ کرموں کی آمد کو آشرو کہتے ہیں اس کی بہت اقسام ہیں مثلاً
جھوٹے دیو گرو کو سچا دیو گرو سمجھنا۔ متھیات (کاذبِ اعتقاد) آشرو ہے جھوٹے
دیو گرو دھرم کی تشریح مختصر جین تتو اورش میں یوں بیان کی۔ ہنسا کرنے سے باز نہ آنا
ابرت آشرو (خواہشات کو قابو نہ کرنا) دھرم کے کاموں میں غفلت کرنا پرماد آشرو
ہے۔ کشائے آشرو (کرودھ مان مایا لوبھ کرنا) یوگ آشرو من بچن کایا کے برتاؤ کو قابو نہ کرنا

(۶) سمبر تتو۔ کرموں کی آمد کو روکنے کا نام سمبر تتو ہے سمبر تتو کے ۵۷ بھید ہیں
جنکی تفصیل یہ ہے۔ پانچ سمتی تین گپتی۔ دس قسم کا یتی دھرم (سادھو) بائیس
پریسہ۔ پانچ چارتر بارہ بھاونا یہ ۵۷ ہوئے۔

(۷) نرجرا تتو۔ بندھے ہوئے کرموں کا ناش کرنا یہ نرجرا تتو کہلاتا ہے۔ نرجرا دو
طرح سے ہوتی ہے سزا و جزا سے کرموں کا خود بخود دُور ہو جانا کرموں کا بذریعہ تپ
ناش کرنا پانچ اندریوں کو اپنے قابو کرنا اصلی تپ ہے۔ بزرگوں سے باادب
پیش آنا بنئے تپ ہے۔ پڑھنا پڑھانا۔ دل کو تفکرات سے ہٹا کر یکسو کرنا سوادھیائے
تپ ہے۔ تپ کی بارہ اقسام ہیں۔

(۸) بندھ تتو۔ جیو اور پدگل کا دودھ اور پانی کی مانند باہم مل جانا بندھ تتو
ہے بندھ کے معنے قید ہے جیسے قیدی اپنی آزادی سے محروم ہوتا ہے۔ اسی
طرح جیو آتما کرم راجہ کی قید میں بندھا ہوا ہے۔

۹ موکش تتو۔ آتما کرموں کو نیست و نابود کرکے برہم گیان حاصل کرتا ہے

(۹) ابھے دان - دبے خوفی) سوپاتردان (مستحق ہلو کیپا دان (رحم) گیان دان (علم) اُچت دان (وناسب حیثیت کرنا چاہیئے۔

(۱۰) قماربازی - چوری - شراب نوشی - گوشت خوری - رنڈی بازی - شکار - غیر عورت سے زنا ان سات عیوب سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۱۱) دھرم - ارتھ - کام - موکش - ان چار پرشارتھوں کو باقاعدہ سادھنا چاہیئے

(۱۲) اہنسا پرمو دھرمہ افضل ترین دھرم ہے۔

جین فلاسفی نو تتو

جین فلاسفی نو تتو نہایت وسیع ہے۔ اس کے مطالعے کے لئے انسان کو بہت محنت اور وقت کی ضرورت ہے سری بجیانند سوامی جی نے جین تتو آدرش میں جین فلاسفی کو اسطرح بیان کیا ہے۔ یہاں مختصر لکھا جاتا ہے مکمل ذکر تو تتو گرنتھ تتوارتھ سوتر وغیرہ کی گرنتھوں میں ہے وہاں سے دیکھو۔

(۱) جیو - جیو کا لکشن یہ ہے - کرموں کا کرنے والا - اور خود افعال کا بھوگتے والا اور نرک سورگ وغیرہ چوراسی لاکھ قالبوں میں بھٹکنے والا تیرورشن گیان چارتر کا ابھیاس کرتا ہوا جملہ افعال (کرم) کا خاتمہ کر کے نجات ابدی حاصل کرنے والا جیو ہے دنیا جیووں سے بھری ہوئی ہے جیو انادی ہے اس کا بنانے والا کوئی نہیں چونکہ مادہ (پدگل) بھی انادی ہے اس لئے جیو کا اس کے ساتھ انادی سے تعلق ہے جیسا کہ کان میں سونے اور مٹی کا ہوتا ہے۔

(۲) اجیو - اجیو کا لکشن جیو سے اولٹ ہے - یہ گیان سے خالی ہے - روپ (شکل) رس (ذائقہ) گندھ (بو) ورن (رنگ) اسپرش (لمس) رکھتا ہے گرم کرم کرتا ہے اور سرگرم ہوتا ہے

(۳) پن - نیک کرموں کا پھل پن ہے جو آتما کو راحت دیتا ہے پن حاصل کرنے

(۳) جیو آتما سمیک درشن (صادق الیقین) سمیک گیان (صادق العلم) سمیک چارتر (صادق العمل) کے ذریعہ موکش حاصل کرتا ہے عام الفاظ میں سچے اعتقاد سچے علم نیک عمل سے نجات حاصل کر سکتا ہے تَتو[1] تتو کی کیفیت اور ماہیت خوب تحقیقات کے بعد مفصل اور مشرح جیسی ہے ویسی ہی جاننے کا نام سمیک گیان ہے۔ اس تحقیق شدہ علم پر اعتقاد رکھنا سمیک درشن ہے پھر اس پر عمل کرنا سمیک چارتر ہے یہ تینوں نجات کے وسائل ہیں چنانچہ تتوارتھ سوتر میں شری اوما سوامی جی مہاراج نے فرمایا ہے۔ سمیک درشن۔ گیان چارترانی موکش مارگہ۔ اعتقاد دھرم کی بنیاد ہے اور علم اس کی عمارت ہے۔ عمارت سے پہلے بنیاد رکھنا ضروری ہے اسی لئے درشن کو گیان پر ترجیح دی ہے۔

(۴) ویتراگ سروگیہ بھگوان اٹھارہ عیوب سے مبّرا اور بارہ صفات سے مزیّن ہوتا ہے۔ اننت درشن۔ اننت گیان۔ اننت سکھ۔ اننت ویرج (طاقت) رکھتا ہے۔ دنیاوی جیوؤں کا راہبر ہے۔ اور قابلِ پرستش ہے۔

(۵) دنیا میں جیوؤں کی تعداد لامحدود ہے۔ اس لئے دنیا جیوؤں سے کبھی خالی نہ ہوگی۔ نہ ہی جیو موکش جا کر واپس آتا ہے۔

(۶) سچا گورو وہ ہے جو پانچ گناہ کبیرہ سے مبّرا ہو۔ پانچ اندریوں کو قابو میں رکھنے والا ہو۔ غصہ۔ لالچ۔ فریب۔ تکبر۔ غمی۔ آرائش زیبائش سے دور رہو۔

(۷) جین آگم (شاستر) سچے نور کا ظہور ہیں۔ انہیں خود پڑھنا پڑھانا سننا سنانا تمام جینیوں کا فرض اوّلیں ہے۔

(۸) جملہ مذاہب کے عالموں اور پیروؤں سے شاستر کے حکم کے مطابق محبت اور شانتی سے برتاؤ کرنا چاہیئے۔

---

[1] تتو۔ جیو۔ اجیو۔ پن۔ پاپ۔ آشرو۔ سمبر۔ نرجرا۔ بند۔ موکش۔ خلاصہ آگے۔

کے لئے حاصل ہوئے وہ ایک ٹریکٹ کی صورت میں شایع ہو چکے ہیں۔ سترھویں صدی میں شری ستیہ بجے جی شری یشو بجے جی شری آنند گھن جی و بیسویں صدی میں اس کتاب کے ہیرو جین آچاریہ وجیا نند سوری المعروف آتمارام جی مہاراج نے جین دھرمیوں کو خواب غفلت سے بیدار کر کے اور جین دھرم کی اشاعت سے ہندوستان کی خدمت کی۔

جین دھرم کے اصول

اوّل۔ یہ عالم دو عنصروں یعنی روح اور مادہ کے تعلقات سے پیدا شدہ کرموں سے بنا ہوا ہے۔ ان دونوں میں لا انتہا طاقتیں ہیں۔ دردیارتھک نے (بحیثیت مادہ) دنیا انادی اننت ہے یعنی لا ابتدا اور لا انتہا ہے نہ کسی نے اس کو بنایا ہے۔ اور نہ ہی کوئی نابود کر سکتا ہے یہ ازل سے ابد تک برابر قائم رہیں گے۔

پریائے ارتھک (بحیثیت اشکال) تغیر و تبدل ہمیشہ جاری رہتا ہے دریا پہاڑ سمندر۔ اپنی حالت بدلتے رہتے ہیں۔ دنیا کے جغرافیہ سے یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ جو حصے پہلے آباد تھے اب وہ غیر آباد ہیں تری کی جگہ خشکی ہے۔ اور جنگلوں کی جگہ شہر۔ مادہ کبھی ضایع نہیں ہوتا شکلیں چاہے کتنی بدل لیوے۔

(۲) جیو اور پدگل کا تعلق کرموں کی وجہ سے ہے۔ کرم اس کو دنیا میں پھنسائے رکھتے ہیں جیو اور پدگل کا تعلق انادی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تعلق کب پیدا ہوا۔ ہاں اس تعلق کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایک شخص کے آبا و اجداد کا سلسلہ کب شروع ہوا۔ ہاں اگر وہ لاولد مر جائے تو اس کے شجرۂ نسب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ روح اور کرم کے تعلق کو جین دھرم میں انادی سانت نام سے نامزد کیا ہے

ملا ٹریکٹ جنم شتاب دی اکبر و ہیر وجے سوری جی۔

مطابق اہنسا دھرم کا ڈنکا بجایا ہے ان سے بڑھکر کارہائے نمایاں جین آچاریوں رشیوں منیوں نے کئے ہیں جن کے بے بہا علمی خزانے کی بدولت پیارا جین دھرم ہندوستان میں شہرۂ آفاق ہے جین مصنفوں کی دینی اور دنیاوی تصانیف یکتائے زمانہ ہیں جین دھرمیوں کو اپنی قیمتی اور بے بہا لاثانی فلاسفی اور لٹریچر پر اتنا ہی فخر ہے جتنا کہ اسے اپنے قدیم عالیشان اور خوشنما مندروں پر ناز ہے بھگوان مہاویر سوامی جی کے بعد شری گوتم سوامی شری سودھرمان سوامی شری جمبو سوامی جیسے کیول گیانی ان کی گدی پر جانشین ہوئے۔ شری بھدر باہو سوامی شری ستھول بھدر سوامی شری کالکا آچاریہ جیسے عالم آچاریوں نے مہاویر بھگوان کے دھرم کی راہبری کی شری سدھ سین دیواکر نے اپنی علمی لیاقت سے مہاراج بکرماجیت کو جین دھرمی بنایا شری ہیم چندر آچاریہ اور ان کے جانشینوں نے اپنی زبردست شخصیت سے انہل واڑہ پاٹن کے مہاراجہ سدھ راج جے سنگھ اور کمار پال کو جین دھرمی بنایا۔ شری ہری بھدر سوامی شری وجے سوامی شری جنیدت سوری وغیرہ بہت سے پربھاوشالی جین آچاریہ ہوئے ہیں جنکی تصانیف سے جین دھرم کی عظمت جاہ و جلالی آشکارا ہے جین شراوکوں میں وستوپال تیج پال بملاشاہ کرماں شاہ کا نام مشہور ہے جنہوں نے زر کثیر خرچ کر کے نہایت خوبصورت سنگ مرمر کے مندر کوہ آبو شترنجے پر تعمیر کروائے مارواڑ کے مشہور جین وزیر بھاماشاہ کو جس نے اپنی پشتوں کے فراہم کردہ بے شمار خزانے کو آڑے وقت میں مہارانا پرتاپ کے قدموں پر رکھدیا کون نہیں جانتا کہ خاندان مغلیہ کے عہد میں جین دھرمیوں کو شاہی راج دربار میں کافی رسوخ حاصل تھا جین آچاریہ شری ہیر وجے سوری و شری وجے سین سوری جی کے دھرم اپدیشوں سے جو فرمان بادشاہ اکبر اور جہانگیر سے اہنسا دھرم کی اشاعت

کہ مہاراجہ اشوک نے کشمیر کے اندر جین دھرم کی اشاعت کی۔ آئینِ اکبری کے مصنف ابوالفضل نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ہندوستان کے تخت و تاج کو اشوک سے زیادہ کسی شاہنشاہ نے زینت نہیں بخشی۔ اہنسا دھرم کی اشاعت کے لئے جو کارہائے نمایاں مہاراجہ اشوک نے کئے اُنکی زندہ مثالیں اب تک موجود ہیں۔

شاہی خاندان میں اہنسا کی اشاعت کے لئے اِس قدر سچی عقیدت تھی کہ مہاراج اشوک کا لڑکا اور لڑکی بھکشو اور بھکشُونی بنکر پرچار کے لئے لنکا میں گئے۔ یہ خیال کہ جین دھرم ہندوستان کے باہر کبھی مقبول نہیں ہوا غلط ہے۔ اشوک کا پوتا سمپرتی راجہ ایک با اقتدار راجہ گذرا ہے اُس نے جین دھرم کی اشاعت کے لئے دُور و دراز ممالک میں مشنری روانہ کئے جن ایام میں مسٹر ویر چند راگھو جی گاندھی جین فلاسفی پر امریکہ میں لیکچر دے رہے تھے اُنہیں ایک سدھ چکر کا آکار پیش کیا گیا اُنہیں یہ سنکر بہت حیرانی ہوئی کہ یہ بہت پرانے کھنڈرات سے کھودتے ہوئے برآمد ہوا ہے۔ بوڈاپسٹ دارالخلافہ آسٹریا ہنگری میں ایک کسان کو کنواں کھودتے ہوئے بھگوان مہاویر سوامی کی مورتی دستیاب ہوئی۔ وقتاً فوقتاً ایسے نشانات ملتے رہتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جین دھرم کا اثر ہندوستان کے باہر ملکوں میں بھی تھا۔ جین شاستروں کے مطابق مہاراج سمپرتی نے ۹۹۰۰۰ جین مندروں کی مرمت کروائی ۲۶۰۰۰ نئے جین مندر تعمیر کرائے ایک کروڑ سے زائد جین مورتیاں بنوائیں تواریخی زمانہ سے پیشتر بیشمار جین بادشاہ ہوگذرے ہیں تواریخی زمانہ میں بھی جین فرمانرواؤں کا عہدِ حکومت عرصۂ دراز تک رہا ہے۔ بہار۔ بنگال گجرات۔ کاٹھیاواڑ۔ راجپوتانہ دکن میں بہت چھوٹے بڑے راجے مہاراجے ہوگذرے ہیں جنہوں نے اپنی بساط کے

مدت تک کھشتری اُپدیشکوں کے اثر سے برہمنوں کی طاقت دبی رہی۔

بھگوان مہاویر سوامی کے پیروکار جینی راجے

بھگوان مہاویر سوامی جی کی زبردست شخصیت نے بادشاہانِ وقت کو جین دھرم کا گرویدہ بنا لیا۔ مگدھ دیش کا حکمراں مہاراج شرنیک جسکا تواریخی نام بمبسار ہے اور مہاراج کونک جو اجات شترو کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا تھا بھگوان مہاویر کے پکے بھگت تھے بیشالہ کا راجہ چیٹک۔ کاشی اور کوشل دیش کے اٹھارہ راجے بلاپور کا بجے راجہ ال کلپا کا سویت راجہ بیت بھے پٹن کا اودین راجہ کوسمبی کا ادین وتس راجہ۔ چھتری کنڈ گرام کا نندی وردھن راجہ اجین کا چندر پردیوت راجہ پرشٹ چمپا کا شالی راجہ۔ پوتن پور کا پرسین چندر راجہ ہست شیرش کا ادین شترد راجہ۔ رکھب پور کا دھنادیہ راجہ ویر پور کا کرشن راجہ۔ بجے پور کا باسودت راجہ۔ سوگندھگ کا پرتی ہست راجہ۔ چمپا کا دت راجہ۔ ساکیت پور کا متر نندی راجہ۔ وشارن پور کا دشارن بھد راجہ۔ خاندان ششوناگ اور خاندان نندا کے بہت سے حکمراں وزراء امراء جین دھرمی تھے اور بھگوان مہاویر کے پکے بھگت تھے ہندوستان کی تاریخ میں خاندان موریا سب میں اول تھا جس کے متعلق بہت سے تواریخی واقعات روشنی میں آچکے ہیں اور جنکی تصدیق محققوں نے اچھی طرح کرلی ہے۔ جین گرنتھوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاندان موریا کا بانی مہاراج چندر گپت جین دھرم کا پیرو ہو گذرا ہے۔ ونسنٹ سمتھ وغیرہ تواریخ دان اس واقع کی سچائی تسلیم کرتے ہیں کہ چندر گپت مشہور و معروف جین آچاریہ بھدر باہو سوامی جی کے ہمراہ بارہ برسی قحط کے آغاز میں دکن چلے گئے اور وہاں سرون بلگولہ میں سنتھارا کر کے سورگ پدھارے۔ راج ترنگنی تواریخ کشمیر سے پتہ چلتا ہے

"Such was the state of things in India in the sixth century before Christ Religion in its true sense had been replaced by forms. Excellent social and moral rules were disfigured by the unhealthy distinctions of caste, by exclusive privilege for Brahmins, by cruel laws for Sudras."

مطلب - چھ صد سال قبل از مسیح ہندوستان کی حالت اس طرح تھی۔
دھرم کی بناوٹی نمائش رواجوں نے لے لی تھی پاکیزہ اخلاق اور سماجک اصولوں
کو ذات پات کی تمیز نے خراب کر دیا تھا جس میں برہمنوں کو سب حقوق حاصل اور
شودروں پر ظلم ہوتا تھا۔
سر رابندر ٹیگور کے الفاظ میں بھگوان مہاویر سوامی جی نے ہندوستان کو پیغام دیا

"Mahavira proclaimed in India the message of salvation that religion is a reality and not a mere social convention. Salvation comes from taking refuge in that true religion, and not from observing the external ceremonies of the community that religion cannot regard any barrier between man and man as an external verity. Wondrous to relate this teaching rapidly overstepped the barriers of the races abiding instinct and conquered the whole country. For a long period now the influence of Khshatriya teachers completely suppressed the Brahmin power.[22]

مطلب - مہاویر سوامی جی نے آزادی کا پیغام ہندوستان میں ڈنکے کی چوٹ
سے مشتہر کیا دھرم محض مجلسی رواج ہی نہیں بلکہ حقیقی سچائی ہے نجات سچے دھرم
میں پناہ لینے سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ سماج کے بیرونی رسم و رواج سے سچا دھرم
آدمی آدمی میں دوئی تمیز گوارا نہیں کر سکتا۔ یہ بیان کرتے ہوئے حیرانی ہوتی ہے کہ اس
تعلیم نے بہت جلد ذات پات کے بندھن کو توڑ کر ملک میں غلبہ حاصل کر لیا بہت

کہ بھگوان مہاویر سوامی جی سے پیشتر جین دھرم کا اُدھار بھگوان پارشناتھ جو راجہ اسوسین بنارس کا فرزند تھا جس نے سنیاس دھارن کرنے سے پیشتر کالنگہ کو فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کیا کلکتہ کے قریب جہاں آپ کا دیہانت یعنی موکش ہوا سمیت سکھر جینیوں کا مشہور تیرتھ ہے جسکو پارشناتھ ہلز کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

مہاویر سوامی

بھگوان مہاویر سوامی جی کی پیدایش سے کچھ عرصہ پیشتر جین دھرم کمزور ہو چکا تھا ویدک دھرم کا ستارہ عروج پر تھا برہمن لوگ ملک میں زور پکڑ رہے تھے چھ سو سال قبل از مسیح اُنکی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ راجے مہاراج بھی اُن سے خوف کھانے لگ گئے۔ اہنسا دھرم کے خلاف تحریر و تقریر میں زہر اگلا گیا موکش کا راستہ سوائے برہمنوں کے سب کے لئے بند کیا گیا شودر لوگ اچھوت سمجھے جاتے تھے ایک برہمن کا فرمان خواہ وہ ان پڑھ ہی کیوں نہو حکم خدائی کے برابر تھا ایسے نازک وقت میں رشی سنتان کی کڑی زنجیریں کاٹ کر آزادی دلانے والے بھگوان مہاویر سوامی کا ظہور کنڈن پور نگر کے راجہ سدھارتھ کی رانی ترشلا دیوی کے بطن سے ہوا جس وقت دھرم کے نام پر قربانیاں دی جاتی تھیں تو اب کے خیال سے یگ سچ کر بے شمار جانور اگ کے سپرد کئے جاتے تھے۔ پاک و پوتر مندروں کے فرش بیگناہ جانوروں کے قتل سے خون آلودہ تھے اسوقت ڈنکے کی چوٹ سے اہنسا پرمو دھرمہ کا پرچار کرنے والا اور دیا کی نفیری اور کرونا کا بگل بجانے والا اگر کوئی تھا وہ تیرتھنکروں میں تر شیر مردوں میں جوانمرد مہاویر بھگوان ہی تھا ہندوستان کے مشہور تاریخ دان رومیش چندر دت کے الفاظ میں ملکی حالت اس طرح تھی۔

شری دھرم ناتھ جی (۱۶) شری شانتی ناتھ جی (۱۷) شری کنتھو ناتھ جی (۱۸) شری ارناتھ جی (۱۹) شری ملی ناتھ جی (۲۰) شری منی سوبرت ناتھ جی (۲۱) شری نمی ناتھ جی شری نیم ناتھ جی (۲۳) شری پارش ناتھ جی (۲۴) شری مہاویر سوامی جی۔

ان چوبیس تیرتھنکروں کی سوانح عمریاں اور جین دھرم کی خدمات کا مسلسل بیان شری ہیم چندر اچاریہ کی تصنیف کردہ کتب ترلیشٹھ شلاکا پرش چترمیں درج ہے۔

جین تاریخ کے مطابق ترلیشٹھ انسان (اُوتم پرش مہان آتما) اس زمانہ میں ہوئے ہیں۔

تیرتھنکر۔ چکرورتی راجہ۔ باسدیو راجہ۔ پرتی باسودیو۔ بلدیو } = ۶۳
۲۴ ۱۲ ۹ ۹ ۹

چکرورتی راجاؤں کے نام۔ بھرت۔ سگر۔ مگد۔ سنت کمار۔ شانتی ناتھ۔ کنتھ ناتھ۔ ارے ناتھ۔ سبھوم۔ مہاپدم۔ ہری شین۔ جے۔ برہم دت۔

باسودیوؤں کے نام۔ تری پرشٹ۔ دوی پرشٹ۔ سویمبھو۔ پرشوتم۔ پرش سنگھ۔ پنڈریک۔ دت۔ نارائن۔ کرشن۔

پرتی باسودیو کے نام۔ اشوگریو۔ تارک۔ راجندر۔ میرک۔ مدھو نشنبھ۔ پرلاد۔ راون۔ جراسندھ۔

(۹) بل دیو کے نام۔ اچل۔ وجے۔ بھدر۔ سوپربھ۔ سودرشن۔ آنند نندن۔ پدم۔ چندر۔ بل بھدر۔

جین اتہاس میں ترلیشٹھ شلاکا پرش چتر ایک مستند کتاب ہے جس کے مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شری رام چندر جی اور شری کرشن جی مہاراج جین دھرم کے پیرو تھے شری کرشن جی شری نیم ناتھ جی بائیسویں تیرتھنکر کے چچیرے بھائی تھے۔ اور شری رام چندر جی نے شترنجے تیرتھ کی از سر نو تعمیر و مرمت کروائی بھگوان مہاویر سوامی کے پیشتر کے تاریخی واقعات صحیح طور پر ابھی روشنی میں نہیں آئے۔ اس لئے محققین ابھی تک درست رائے قائم نہیں کر سکے۔ یہ بات مسلمہ طور پر تسلیم کی گئی ہے

ہیں یقیناً تفسیرِ پنجاب بھی اہنسا برتا اور جینی دھرم کے متعلق رائے قائم کرنے میں غلطی کا شکار ہوا ہے
کسی قوم کے مفتوح ہونے کا فقط ایک ہی سبب نہیں ہوتا۔ ہندوستان کے زوال
کا باعث لوگوں کی نفس پرستی باہمی عداوتیں۔ نا اتفاقی سلطنت کی تقسیم مختلف صوبوں
کی اندرونی کمزوریاں ہوئی ہیں نہ کہ جین اور بدھ کا اہنسا برت۔ ہندوستان کی عام
اور ملکی تاریخ شاہد ہے کہ اہنسا پرمو دھرمہ کی اشاعت نے ہندوستان کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں
ہندوستان کی تنزلی کا باعث ادھرم ہوا ہے نہ کہ دھرم جین راجاؤں مہاراجاؤں
امیروں وزیروں بہادر سپہ سالاروں بیوپاریوں ملازم پیشہ لوگوں کا یکساں دھرم
رہا ہے قدیم ہندوستان کی تاریخ میں جین دھرم کا حصہ اتنا ہی شاندار اور قابلِ تعریف
ہے جتنا کہ بدھ اور ویدک دھرم کا ہے یہ کہدینا کہ جین اور بدھ دھرم بالخصوص
ہندوستان کے زوال کا باعث ہوئے ہیں غلطی سنگدلی اور تعصب ہے در اصل جینی دھرم
سب سے قدیمی اور اناری دھرم ہے۔

جین دھرم کے تیرتھنکر اور مہا پرش

اس چوبیسی کے پہلے تیرتھنکر شری آدیشور رکھب دیو ام تھے جنہوں نے جینی دھرم
کے اصولوں کی اشاعت کرکے جین سماج کی بنیاد ڈالی۔ شری رکھب دیو کے بڑے
لڑکے بھرت کے نام پر بھارت ورش کہلایا بھگوان رکھب دیو کے بعد تیئیس تیرتھنکر ہوئے
ہیں جنہوں نے وقتاً فوقتاً جین دھرم کی اشاعت کرکے فروغ دیا۔ اور عوام الناس
کو سچے دھرم سے آگاہ کیا۔ اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

(۱) شری رشب دیو جی (۲) شری اجت ناتھ جی (۳) شری شمبھو ناتھ جی (۴) شری ابھی نندن سوامی جی (۵) شری سمتی ناتھ جی (۶) شری پدم پربھو جی (۷) شری سپارشو ناتھ جی (۸) شری چندر پربھو جی (۹) شری سدھی ناتھ جی (۱۰) شری سیتل ناتھ جی (۱۱) شری شرانس ناتھ جی (۱۲) شری باسپوج جی (۱۳) شری بمل ناتھ جی (۱۴) شری اننت ناتھ جی (۱۵)

محفوظ ہے بہ نسبت اُس آدمی کے جو محض ہتھیاروں کے ورسے اسکی حفاظت کرنیکو تیار ہے اہنسا کا مطلب دروغ کو ترک کرکے سچائی کو قبول کرنا ہے اس کا مطلب لالچ فریب غصہ تکبر کو چھوڑ کر جذبات نفسانی پر فتح حاصل کرکے بیخوف بننا ہے۔ اہنسا برت میں بنی نوع انسان کی نجات ہے۔

کیا جین دھرم ہندوستان کے پولیٹیکل زوال کا باعث ہوا ہے

بعض اوقات کہا جاتا ہے۔ کہ جین دھرم اور بدھ دھرم نے ہندوستان کی ملکی طاقت کو کمزور کرکے بیرونی حملہ آوروں کو اُسے فتح کرنے کے اسباب مہیا کر دیئے محض جین دھرم اور بدھ دھرم کو ہندوستان کے پولیٹیکل زوال کا موجب قرار دینا سراسر خلاف از واقعات ہے متعصب اصحاب ہندوستان کی قدیم عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس ملک کے جملہ علوم و فنون و خوبیوں کا سہرا تو اپنے دھرم کے سر پر باندھ دیتے ہیں اور تمام مخالف اثرات اور اسباب تنزلی کی بلا جین اور بدھ دھرم کے گلے ڈال دیتے ہیں۔ انکی یہ روش ہرگز حق بجانب نہیں فخر قوم لالہ لاجپت رائے جی نے قومی سکولوں میں پڑھائے جانے کے لئے جو تاریخ ہند لکھی ہے۔ اُس میں بھی جین دھرم کو پولیٹیکل زوال کا ذمہ وار ٹھہرایا ہے پبلک پریس اور پلیٹ فارم پر جین اور بدھ دھرم کی فلاسفی اور اہنسا برت ہندو قوم کے زوال کا موجب ظاہر کرکے ہر دو پوتر دھرموں پر آوازے کسے گئے ہیں لالہ لاجپت رائے جی جیسے محب وطن کی نیت پر شک کرنا مشکل ہے لیکن ابتک لالہ جی نے یا اُن کے کسی ہمخیال نے کوئی تاریخی واقعات پیش نہیں کئے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ جین دھرم ہندوستان کے زوال کا باعث ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اشخاص نے اہنسا دھرم کی عظمت کو اچھی طرح محسوس نہیں کیا۔ اور وہ جین دھرم کی شاندار خدمات سے جو اس نے بنی نوع انسان کی ادا کی ہیں۔ ناواقف

تمیز نہیں کرتے جین دھرم میں سادھو اور گرہستھیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ نیم مقرر ہیں۔

جین سادھو کی زندگی تیاگ کا نمونہ ہے بعض پابندیاں جو منی مہاراجگان پر عائد ہیں وہ گرہستھیوں کے لئے لازمی نہیں۔ اگر کوئی شخص سادھو کی قربانی اہنسا برت وریاضت کی مشکلات کو دیکھکر اسے گرہستھ آشرم میں رہنے والے جینیوں کا ضروری طرزِ عمل تصور کرے تو اس کی غلطی ہے اِس کے پیروکار سادھوؤں کے علاوہ دنیا دار بھی ہیں راجے۔ مہاراجے۔ امرا وزرا سیٹھ ساہوکار کاریگر مزدور غرض تمام جین دھرم کے اُصولوں کے مطابق عملی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

اہنسا برت کا پالن کرنے والا کمزور نہیں بلکہ شہ زور ہے۔ اُس کی پیروی کرنے والا بزدل نہیں بلکہ جوانمرد ہے بہادر ہے۔ اہنسا اور بزدلی دو متضاد باتیں ہیں اہنسا برت کا یہ مطلب نہیں کہ ظالم اور قصوروار آدمی کو سزا نہ دی جائے۔ اہنسا وہ ہے جو اندریوں اور کشاؤں[۱] کے بس ہوکر کی جاتی ہے۔ راجہ یا کوئی دیگر ذمہ دار شخص ادائیگی فرض کے لئے گنہگار کو سزا دیتا ہے اس کا یہ فعل دشمنی اور کینہ پر مبنی نہیں ہوتا نیکی اور بدی دلی جذبات پر منحصر ہے اہنسا کا مثبت پہلو انسان کو راست گو بےخوف رحمدل بناتا ہے۔ مہاتما گاندھی جی جن کو عوام بیسویں صدی کا اہنسا کا پیغمبر تصور کرتے ہیں اُن کا قول ہے۔ کہ کوئی شخص ایک ہی وقت میں اہنسا کا پیرو اور بزدل نہیں ہو سکتا

اِس مہابرت کے لئے سچی مردانگی دلیری اور بہادری کی ضرورت ہے یہ ایک سپاہی کی سب سے بڑی سپاہیانہ خوبی ہے جس سپاہی کو اپنی حفاظت کے لئے جتنے زیادہ ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ اتنا ہی وہ کم سپاہی ہے سچا سپاہی وہ ہے جسے گولیوں کی بوچھار میں اپنے قدموں پر جم کر جان قربان کرنی آتی ہے۔ مہاتما گاندھی کے خیال میں کسی معصوم لڑکی کی عزت ایک اہنسا برت کے پیرو کے ہاتھ میں زیادہ

---

[۱] کشاؤں سے مراد کرودھ۔ مان۔ مایا۔ لوبھ ہے۔

جین مت کے متعلق غلط فہمی

جین مت ناستک ہے جین مت بدھ مت کی شاخ ہے جین مت ویدک مت سے نکلا ہے یہ خیال اب بوسیدہ سمجھے جاتے ہیں جرمنی کے مشہور و معروف ڈاکٹر ہرمن جیکوبی نے اپنے زبردست دلائل سے اِن خیالات کو بالکل باطل کر دیا ہے سوری جی نے بھی اس کو رد کر دکھلایا ہے جین مت سے دویش رکھنے والے کوتاہ اندیش تھوڑے عرصہ کے لئے لوگوں کو گمراہ کر سکتے ہیں۔ آخر میں سچائی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی یہ وہ سچائی ہے جسکو کوئی مٹا نہیں سکتا۔

جین دھرم پر لگائے ہوئے الزاموں کا جواب جین عالموں کی طرف سے کئی بار دیا جا چکا ہے جین دھرم کو کئی بار مختلف طریقوں سے بدنام کرنیکی کوشش کی گئی لیکن سورج پر دھول ڈالنے میں کون کامیاب ہو سکتا ہے۔ ایسی بیسود کوشش کرنے والوں کو منہ کی کھانی پڑی۔

کیا جین دھرم ناقابلِ عمل ہے

بعض لوگ جین دھرم کو ناقابلِ عمل قرار دیتے ہیں جین دھرم کے فلسفہ اور اہنسا برت پر طرح طرح کی پھبتیاں اڑائی جا رہی ہیں ایسے لوگوں کا کہنا ہے کہ جین دھرم تیاگ پر زور دیکر انسانوں کو دنیاوی جدوجہد کے ناقابل بنا دیتا ہے۔ اہنسا برت کا پالن انسان کو کمزور اور بزدل بنا دیتا ہے ایسے لوگ جین دھرم سے سراسر ناواقف ہیں جین دھرم ایکانت دھرم نہیں ہے یہ سیادواد مت ہے اور ہر ایک تصویر کے مختلف پہلو پیش کرتا ہے جین دھرم نے محض سنیاس کی ہی تعلیم نہیں دی ہے۔

جین دھرم کو ناقابلِ عمل سمجھنے والے گرہستھ دھرم اور سادھو دھرم میں

اپنی تصنیف تتو نرنے پرشادکے تیئسویں باب میں اسے نہایت اچھی طرح ثابت کیا ہے۔
میجر جنرل جے جی۔ آر فرلانگ۔ ایف آر۔ ایس۔ ای۔ ایف آر۔ اے۔ ایس اپنی بیس
سالہ محنت کے بعد تصنیف کردہ کتاب **"Short studies in the Science of Comparative Religion"** میں تحریر فرماتے ہیں" پندرہ سو سے آٹھ
سو سال قبل از مسیح تک شمالی ہند اور مغربی اور جنوبی ہند اور ممالک متوسط پر تورانیوں
کی حکومت تھی جو کہ عام فہم زبان میں دراوڑی کہلاتے تھے۔ اور درختوں اور سانپوں
کی پرستش کرتے تھے ٹھیک اس زمانہ میں شمالی ہند کے اندر ایک بہت قدیم مہذب
فلسفہ داں۔ اخلاق پسند۔ تارک الدنیا ہونے کا دعوی کرنے والا مذہب زمانہ قدیم
سے چلا آرہا تھا جسکو جین مت کہتے تھے جس سے ویدک مت اور بودھ مت کا
آغاز ہوا آرین کے گنگا اور سرسوتی تک پہونچنے سے بہت عرصہ پیشتر جین لوگ شری
پارشو ناتھ سے پیشتر کے بائیس مشہور الزماں قابل تعظیم تیرتھنکروں کی تعلیم سے مستفید
ہوچکے تھے یہ تیئسویں تیرتھنکر پارشو ناتھ بھی سے پیشتر کے تیرتھنکروں کے حالات سے ویوڑوں سے پوری واقفیت
رکھتے تھے جن کو اسوقت پوران (پرانی کتابیں) کہتے تھے جو صدیوں سے پشت
در پشت پوجنیہ یان پرستوں کی یادگار چلی آتی تھیں جینیوں کا عقیدہ یان پرستی مدت
سے چلا آرہا ہے جس کی پیروی کے لئے جین مذہب کے تیرتھنکروں نے
بہت ہمت سے کام لیا۔

خصوصاً چھ صد سال قبل از مسیح شری مہاویر جین مذہب کے چوبیسویں
تیرتھنکر نے تو اس عقیدے کو چار چاند لگانے میں نہایت سرگرمی سے کام لیا۔
یہ سچا عقیدہ جین دھرم سے ویدک مت اور بدھ مت میں بھی اپنا اثر کرگیا۔ اور
مدت تک بدھ مت والے اور ویدک مت والے اسکے حامی رہے۔ اور اس نیک
خیال (اہنسا دھرم) کا پرچار دور دراز ملکوں میں بھی مدت تک بدستور رہا۔

کے مانند سمجھنا اور اُس سے سچی محبت کرنا ہے بنی نوع انسان کو محبت کی سنہری لڑی میں
منسلک کرنا بہترین آدرش ہے جین دھرم کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص اہنسا پرمودھرم
کا سچا پیرو ہے اور کسی کے لئے بھی اپنے دل میں کدورت نہیں رکھتا تو خطرناک درندے
اور زہریلے سانپ تک بھی اُسے ایذا نہیں پہونچا سکتے۔ سچی محبت ایشوری تحفہ ہے
انسان اور حیوان اِس عالمگیر اصول کے زیرِ اثر ہیں۔

ہندوستانی تہذیب کا افضل پہلو اُس کی روحانیت ہے تمام مذاہب نے اِس پر
کم و بیش توجہ دی ہے۔

جین مت

جین مت کی تشریح جن اور مت ان دو لفظوں سے مرکب ہے سنسکرت میں جی ایک دھاتو ہے جس کے معنے جیتنا ہو

रागद्वेषादि शत्रून् जयतीतिजिनः جیتتا ہے راگ دویش
(الفت و عداوت) جس نے یعنی جو کسی سے عداوت اور کدورت نہ رکھتا ہے جس نے
خواہشات نفسانی اور جذباتِ نفسانی پر پوری فتح حاصل کرلی ہو جو جملہ افعالِ بد کو
نیست و نابود کرکے علم کُل (ہمہ داں) سرورِ کل (مکمل خوشی) طاقتِ کُل حاصل کرچکا ہو
اُس کو جن کہتے ہیں۔ اُس جن کے کہے ہوئے بچن کو ماننے والے جین کہلاتے ہیں۔ مت
کے معنے عقیدہ دھرم مارگ وغیرہ اِس لئے جین مت ایسے اشخاص کا دھرم
ہے جو جن بھگوان کے پیرو ہیں۔

جین دھرم کی قدامت

جین دھرم کی قدامت کے متعلق بہت سی تصانیف موجود ہیں سوری جی نے

زرخیز ہے کہ تھوڑی محنت سے اس کے باشندوں کو ضروریات زندگی مہیا ہو سکتی ہیں ہرطرف قدرتی نظارے دل ودماغ کو فرحت دلاتے ہیں۔

زمانہ قدیم سے لوگوں کا رجحان دیگر علوم وفنون کے علاوہ فلسفہ کی طرف زیادہ رہا ہے جس زمانہ میں یورپ کے لوگ غیر مہذب تھے اور علوم فلسفہ کے نام سے بھی ناآشنا تھے اُس زمانہ میں اس ملک میں دقیق سے دقیق فلاسفانہ سوالات پر غور وخوض ہو رہا تھا نامعلوم اوقات سے ہندوستانی علماء فلسفہ (میٹافزکس) کے باریک مسئلوں کو حل کرنے میں لگے رہے ہیں۔ یہ دنیا کیا چیز ہے اس کا آغاز کیسے ہوا پرماتما کی کیا صفات ہیں رنج وراحت کیا ہے جزا وسزا کون دیتا ہے دائمی راحت کیسے حاصل ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ سوالات کا حل اس ملک کے دینی راہبروں نے کیا ہے۔

اہنسا کا اصول

جس وقت دنیا کے مختلف حصص میں وحشی اور گوشت خوار قومیں آباد تھیں اُس وقت اس پاک ورپوتر سرزمین پر اہنسا دھرم کا راج تھا۔ مرد وزن تعلیم یافتہ راست گو اور رحمدل تھے۔ لوگ خوشحال اور فارغ البال تھے دودھ اور گھی کی بہتات تھی۔ سادہ اور دھارمک زندگیاں آرام سے بسر ہوتی تھیں۔ ذات پات کی موجودہ کی طرح تمیز نہ تھی چھوٹے بڑے برادرانہ الفت اور محبت سے رہتے تھے جین دھرم کے زیر اثر اہنسا دھرم کا بول بالا تھا۔ یوں تو ہر ایک مذہب رحم کی تعلیم دیتا ہے لیکن جین دھرم ان سب سے ایک قدم آگے ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ نہ صرف انسانوں ہی سے رحم کا سلوک روا رکھو بلکہ حیوانوں پر بھی دیا بھاو رکھو کل مخلوقات کی حتی الوسع حفاظت کرنا انسان کا مقدس فرض ہے اس سنہری اصول کو جین دھرم میں "اہنسا پرمو دھرمہ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

اہنسا کے معنے جیسا کہ عوام الناس سمجھتے ہیں کہ کسی جیو کو نہ مارنا ہی نہیں ہے بلکہ کسی بھی جیو کو من بچن کایا سے دکھ نہ پہونچانا چاہیے۔ پرانی ماتر کی آتما کا اپنی آتما

انٹروڈکشن

سرزمین ہندوستان

روئے زمین پر قدرتاً جو نعمتیں ہندوستان کو میسّر ہیں وہ کسی اور ملک کو نصیب نہیں ہیں لوازمات زندگی کے لحاظ سے یہ بہترین خطّہ ہے برف سے ڈھکے ہوئے بلند پہاڑ آسمان سے باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں صاف شفاف پانی کے خوبصورت دریا اس ملک کو سرسبز اور شاداب کر رہے ہیں کشمیر جنّت نظیر کا خوشنما قطعہ وسیع اور فراخ میدان گنگا جمنا کی وادیاں اور دکن کی زرخیز گھاٹیاں یہ صرف ہندوستان کا ہی حصّہ ہے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا
گودی میں کھیلتی ہیں اُسکے ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا
(اقبال)

باشندوں کا فلسفہ کی جانب رجحان

باشندوں کا فلسفہ کی جانب رجحان ہندوستان کی زمین اس قدر



योगा भोगानुगामी द्विज भजन जनि शारदारक्ति रक्तो,
दिग्जेता जंतुजंतामनिनुतिगानिभिः पूजितो जिष्णुजिह्वैः ।
जीयाद्दायादयात्री खलबलदलनो लोललीलस्वलज्जः
केदारौदास्यदारी विमलमधुमदोद्दामधाम प्रमत्तः ॥

Lakshmi Art, Bombay, 8

مجھے اپنی ناواقفیت اور لکھنے میں مہارت نہ ہونے کا بخوبی علم ہے۔ ایسے اہم کام کو بہترین دل و دماغ کی ضرورت تھی۔ ایسے مہاپُرش کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو احاطہ تحریر میں لانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر یہ بات بھی ناقابل برداشت ہے۔ کہ ایسے مہاتما کی بے نظیر زندگی کے پُر اثر واقعات فراموش کر دئے جاویں۔ اور دنیا کو فیض رسان مہاتما کے جیون سے روشنی میسر نہ ہو۔ جس میں نے اپنی کمزوری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کام کو فرض سمجھ کر ہاتھ میں لیا۔ اس سوانح عمری میں جو کمی رہ گئی ہے۔ اُس کی ذمہ واری مجھ پر ہے۔

چونکہ عوام الناس کو جین دھرم اور جین سادھوؤں کے اصول اور طریقہ زندگی سے بہت کم واقفیت ہے۔ اس لئے انٹروڈکشن میں جین دھرم کے متعلق موٹی موٹی باتیں درج کر دی گئی ہیں۔ اور چند ایک غلط فہمیوں کا جو جین دھرم کے متعلق پھیلائی جاتی ہیں۔ تردید کر دی گئی ہے۔ جیون چرتر پڑھنے سے پہلے انٹروڈکشن کا پڑھنا بہت مفید ہوگا۔ مجھے اس بات کا اچھی طرح سے احساس ہے کہ میں اس جیون چرتر کو جیسا کہ میری خواہش تھی مفصل نہیں لکھ سکا۔ سوری جی کی خط و کتابت و بہت سی زبانی باتیں جن کی میں پوری طرح تحقیقات نہیں کر سکا تحریر نہیں کی گئیں۔ سوری جی کی جین و اجین اصحاب سے خط و کتابت اور زبانی سوال و جواب اس قدر ہیں کہ انکی ایک ادر ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ بہت سی باتیں طوالت کے باعث نہیں لکھی جاسکیں۔ میں نے واقعات کی صحت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جبتک کہ مجھے واقعات کی صحت کے متعلق پختہ یقین نہیں ہوا درج نہیں کئے۔

جین آچارج شری مد وجے ولبھ سوری جی سے مجھے بہت مدد ملی ہے آپکے مصنفہ جیون چرتر و حکیم ہردیال مل دلشی ملک رام جی کے جمع کردہ حالات کے بغیر اس جیون چرتر کا لکھنا محال تھا شری مد وجے کنول سوری و آنکے شش و الکھیان واچسپتی وجے لبدھی سوری و شانت مورتی شری ہنس وجے جی و پرورتک شری کانتی وجے جی۔ شری سوامی سمتی وجے جی و دیگر منی مہاراجگان اور لالہ رادہامل و لالہ لالو مل زیرہ نواسی۔ و لالہ گنگارام و لالہ جگتو مل جی انبالہ نواسی مسٹر کیشو لال پریم چند مودی وکیل احمد آباد سیٹھ چونی لال چھگن لال صراف سورت۔ لالہ ہنسراج خلف لالہ دِلسکھ رائے حکیم زیرہ نے حالات زندگی فراہم کرنے میں مجھے بہت مدد دی ہے جسکے لئے میں جملہ اصحاب کا مشکور ہوں لالہ کیرتی پرشاد صاحب بی۔اے ایل۔ایل بی۔ گورنر شری آتمانند جین گورو کل پنجاب گوجرانوالہ و لالہ جسونت رائے صاحب دہلی۔ و لالہ حکم چند صاحب پٹی نے جیون چرتر کی طیاری میں میری مدد کی ہے جس کے لئے میں اُن کا تہ دل سے ممنون احسان ہوں۔

بابو رام جین۔ ایم۔ اے
ایل ایل۔ بی۔ پلیڈر۔ زیرہ

دیباچہ

ہر ایک قوم کی زندگی اُس کے مہاپرشوں کی زندگی کا کم و بیش عکس ہوتی ہے۔ گری ہوئی سماجک حالت کو بہتر بنانے کیلئے دھرم آچاریوں کی سبق آموز سوانح عمریاں روشنی کے بلند مینار کا کام دیتی ہیں اُنیسویں صدی کے سرتاج جین آچاریہ شری پوجیہ وجیانند سوری المعروف سوامی آتما رام جی مہاراج کی سبق آموز سوانح عمری خلوص دِلی ہدیہ ناظرین ہے۔ اِس کتاب کا سب سے بڑا مقصد عوام الناس کو سُوری جی کی زبردست شخصیت سے واقف کرانا اور جین قوم کی توجہ اُن ضروری امور اور اصلاحات کی جانب راغب کرانا ہے جن کیلئے سوری جی نے عمر بھر ان تھک کام کیا تھا۔ اس جیون چرتر کا بغور مطالعہ کرنیوالے اصحاب سُوری جی کے حالات زندگی سے ضرور متاثر ہونگے اور اُن کے بلند خیالات کو دل میں جگہ دینگے۔

جس قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنیوالے سچے محسن کے مفصل حالات زندگی بہت عرصہ پیشتر شائع ہوجانے ضروری تھے۔ مگر جین سماج کے برگزیدہ سادھو گرہستھیوں نے اس جانب پوری توجہ نہیں دی جین آچاریہ شری پوجیہ ولبھ سوری جی نے آپ کے سورگباش ہونیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد مختصر جیون چارتر ہندی بھاشا میں تصنیف کیا جو تتو نرنے پرساد گرنتھ کے ساتھ منسلک ہے۔ اتفاقاً مجھے اپنے پوجیہ پتا جی کی لائبریری سے چند ضروری باتیں حکیم ہردیال مل و منشی ماگی رام جی کی بڑی کوشش سے فراہم کی ہوئی ملیں۔ اُن کے دیکھنے سے میرے دل میں ایک مفصل جیون چرتر تحریر کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ میرے دادا جی لالہ رادہا مل تو لکھا نے میرے اس جذبہ کی تعریف کرتے ہوئے میری حوصلہ افزائی کی۔ چونکہ لالہ رادہامل و لالہ لالو مل سوری جی کے بچپن کے ہمجولی تھے۔ اور پنجاب بھر کے سماجک حالات سے بخوبی واقف تھے۔ اس لئے میں نے ہر دو بزرگان کی خدمت میں کئی دن رات حاضر رہ کر سُوری جی کے حالاتِ زندگی دریافت کئے اور سُوری جی کے خلاف اور موافق تحریرات جو مجھے دستیاب ہوئیں اُن سب کا بغور مطالعہ کیا۔ جیسے جیسے حالات معلوم ہوتے تھے ویسے ویسے کام کی مشکلات بڑھ رہی تھیں چونکہ میں اس کام کو سرانجام دینے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ اس لئے امتحان ایم۔ اے سے فارغ ہو کر میں نے پنجاب۔ مارواڑ گجرات اور کاٹھیاواڑ کا سفر اختیار کیا بہت سے شہروں و گاؤں میں جہاں جہاں سوری جی قیام پذیر رہے تھے۔ میں نے واقعات دریافت کئے قابل۔ سمجھدار اور بزرگ سادھو و گرہستھیوں سے جنہیں سوری جی کی روزمرّہ کی زندگی سے اچھی طرح واقفیت تھی۔ اس کام میں میرے ساتھ ہمدردی ظاہر کی اور بہترین واقفیت سے مستفید کر کے مجھے احسان مند بنایا۔ باقی ماندہ کمی کو پورا کرنے کے لئے مجھے احمد آباد سورت بڑودہ۔ بھاؤنگر وغیرہ شہروں میں برگزیدہ اصحاب سے طویل خط و کتابت کرنی پڑی۔

مصنف ہیں۔ کتابیں شائع کر کے نام پیدا کر چکے ہیں۔ آپ کو بچپن سے ہی دینی اور دنیوی تعلیم میں دلچسپی رہی ہے۔ ہر ایک بات کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کیلئے بیقراری آپ کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ اس کا ثبوت اگلے صفحات میں بخوبی ملتا ہے۔ آپ کی تعلیمی قابلیت اور شوق اِس بات کی کافی دلیل ہے کہ آپ کا اِس کام میں ہاتھ ڈالنا نہایت ہی موزوں ہے۔ شکر ہے۔ پرماتما کا کہ دیگر ضروری امور مثلاً زر۔ وقت۔ اور محنت شاقہ کی بھی آپ کے پاس کافی افراط تھی۔ پس آپ نے یہ تصنیف شروع کی۔

اگرچہ آپ جین آچاریہ شری وجیانند سوری جی کے پورے پورے معتقد ہیں۔ مگر آپ نے زود اعتقادی کو اپنے پاس تک نہیں پھٹکنے دیا۔ آپ نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ بطور معتقد کے نہیں بلکہ ایک محقق کی حیثیت میں لکھا ہے آپ نے آچاریہ مہاراج کی زندگی کے ہر پہلو کا بالتفصیل مطالعہ کیا۔ اور جو کچھ آپ کو نظر آیا۔ صرف اُسی کو آپ ضبط تحریر میں لائے ہیں۔ آپ نے نہ صرف انکی مجلسی اور مذہبی خدمات کا ذکر کیا ہے بلکہ انکی علمی۔ ادبی۔ اور ذاتی (پرائیویٹ) زندگی پر بھی گہری روشنی ڈالی ہے۔ اور اپنے غیر متعصبانہ اور منصفانہ طرز سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ آچاریہ مہاراج اُنیسویں صدی کے نہایت برگزیدہ رہنما تھے۔ آپ کو اپنے کام میں نہایت کامیابی ہوئی ہے۔ اس لئے میں آپ کو دِلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

کسی کتاب کی عمدہ اشاعت محض مصنف پر ہی منحصر نہیں ہوتی۔ اِس میں دیگر اصحاب کا بھی حصہ ہوتا ہے لالہ نیم داس بی لے انبالہ شہر۔ سکرٹیری مہاسبھا اور لالہ جسونت رائے صاحب دہلی نے اپنا نہایت قیمتی وقت صرف کر کے اس کی چھپائی کا انتظام کیا۔ اور اس امداد کے لئے میں اُنکا شکرگذار ہوں۔ اِس کے علاوہ جن اصحاب نے اِس کتاب کے لئے پیشتر فرمائش بھیجکے ہماری حوصلہ افزائی کی ہے میں اُن کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں۔ شری آتمانند جین پستک پرچارک منڈل روشن محلہ آگرہ کے دو بلاک اِس کتاب میں دئے گئے ہیں منڈل کے کارکن بھی شکریہ کے مستحق ہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ اِس کتاب کی اشاعت میں پریس کی دقتوں کی وجہ سے غیر معمولی توقف ہوا ہے اُمید ہے کہ اس کیلئے معاف فرماوینگے۔

گوپی چند جین ایڈوکیٹ
پریذیڈنٹ شری آتمانند جین مہاسبھا پنجاب
انبالہ شہر

تعارف

ناظرین۔ آج یہ ہدیہ آپ کو پیش کرتے ہوئے مجھے نہایت مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ شری جن دیو کی کرپا سے ہماری مدت کی آرزو برآئی ہے۔ اور جس ضروری کتاب کے شائع کرنے کا قصد ہمنے چند سال پہلے کیا تھا۔ وہ آج پایہ تکمیل تک پہنچ گئی ہے۔

شری وجیانند سوری جی مہاراج کے نام نامی سے آج کون واقف نہیں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ یورپ اور امریکہ کے دور دراز خطوں میں بھی آپ کا نام نہایت ادب سے لیا جاتا ہے۔ پنجاب کی جین سماج میں آپنے ایک لاثانی انقلاب پیدا کیا تھا۔ یہاں کے باشندے اصلی دھرم کو بالکل فراموش کر چکے تھے۔ اور اس زمانے میں رائج ہوئے طرح طرح کے توہمات کا شکار ہو رہے تھے۔ آپ نے انکو دھرم کی اصلی روشنی دکھلائی۔ اور انکی کایا ہی پلٹ دی۔ اس کار خیر کو انجام دینے کے لئے آپکو طرح طرح کی صعوبتوں اور تکالیف کا سامنا ہوا آپ نے مردانہ وار ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا۔ اور آخر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی۔ آپکی زندگی کے حالات نہایت دلچسپ اور مُردہ روحوں میں جان ڈالنے والے ہیں۔ آپ اس دنیا کے بحر بیکراں میں غوطے کھاتے ہوئے جہازوں کے لئے روشنی کا مینار رہیں۔

مگر افسوس ہے کہ آپ کی سوانح عمری کی یہ قیمتی تفصیلات آجتک سر بسر بہ مہر کی طرح تھیں۔ چند برگزیدہ ہستیوں کے سوا جن کو آپ کے ذاتی تعارف کا فخر حاصل ہے۔ عام لوگ اِن سے قطعی ناواقف تھے پس اشد ضرورت تھی۔ کہ اُن تمام حالات کو یکجا کیا جاوے اور ہر صورت میں مکمل سوانح عمری شایع کر کے دنیا کو آپ کی علمیت اور عظمت کا خود اندازہ لگانے کا موقع دیا جاوے۔

لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس کیلئے علمیت۔ وقت۔ زر۔ محنت شاقہ کی یکساں ضرورت تھی ایک ہی وقت میں اِس قسم کا جامع صفات بشر مِلنا ناممکن نہیں تو دشوار تو تھا ہی۔

آخر وقت آیا۔ لالہ بابو رام صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ وکیل زیرہ نے اس اہم فرض کی ادائیگی کا بیڑا اُٹھایا یا وہ تصنیف تو آپ کو ورثہ میں ملا ہے۔ آپ کے والد لالہ ٹھور رام صاحب بھی قابل

صفحہ	سطر	غلطی	درستی	صفحہ	سطر	غلطی	درستی
۱۱۲	۹	رجحان	مدعا	۲۲۴	۷	نہیں	سے
۱۱۲	۲۱	تنک	ستک	۲۳۰	۱۷	پرماتم	پرماتم پد
۱۱۳	۱۸	جبھتی	چبھتی	۲۳۳	۱۲	پوج	پوجا
۱۱۴	۳	بک	پر	۲۳۸	۱۸	گرہوں	کرہوں
۱۱۴	۹	ریل پیل	×	۲۴۰	۶	آپ	آپ سے
۱۱۹	۶	ہوتا	دکھائی دیتا	۲۴۵	۳	جہاں	×
۱۲۰	۶	وقت	کوئی وقت	۲۴۵	۷	جہاں چکاگو	×
۱۲۴	۱۵	موزن	موجزن	۲۴۷	۱۰	اندوز	ور
۱۳۰	۶	وصول	موصول	۲۴۷	۲۰	اندوز	ور
۱۳۲	۱۳	مسالے	ملبہ	۲۶۲	اخیر	Hilder	Milder
۱۳۸	۳	کے	کی	۲۸۹	۷	روز	زور
۱۴۰	۳	بجیسے	جیسا	۳۰۱	۱۸	لے	لیے
۱۵۰	۸	پریسیڈنٹ	پریذیڈنٹ	۳۰۴	۲۰	ہیں	تھے
۱۵۳	۳	سرکو	سرپر	۳۰۷	۱۷	آتم دیر	آتمانند
۱۵۴	۱۸	فیسب	فیم	۳۱۲	۲	جذبات	خدمات
۱۵۴	۱۹	منیب	منیم	۳۱۲	۱۵	اسنا	ہنسا
۱۵۹	۲۱	بھی	ابھی	۳۱۳	۱۷	جینتوں	ینتیوں
۱۶۲	۱۷	سدود	ترک	۳۱۴	۶	دکھشا	رکھشا
۱۶۶	۲	کے راز	کارزار	۳۱۷	۸	جین	جین
۲۰۵	۱۰	مراتب	مرتبہ	۳۱۷	۲۰	ہوتا ہے	ہوتا ہے"

(نوٹ) صفحہ ۱۸ پر نوتنو کا نمبر ۲ باپ ہے۔ جوکہ پن نمبر ۳ کے برعکس ہے

غلطی نامہ

صفحہ	سطر	غلطی	درستی	صفحہ	سطر	غلطی	درستی
۲	۱۴	کی طرح	×	۷۲	۴	ناگوار ہوا	ناگوار معلوم ہوا
۲	۲۰	کہ	×	۷۶	۱۱	تفاوقت	تفاوت
۴	۱	نابت	ثابت	۷۹	۱۴	بگذار	بگذرد
۸	۶	جین	جین مت	۸۲	۲۰	کے	کے واسطے
۸	۸	قصّہ	حِصّہ	۸۵	۹	افروز	وا
۱۱	۷	راجوں	رواجوں	۸۵	۹	پوجا	پوجا کا
۱۲	۶	اجات شترو	اجت شترو	۸۵	۱۴	سے	کہ
۱۴	۱۹	کہ	×	۸۹	۳	وہ	وہ اپنے آپ کو
۲۷	۳	جائنز	جاہنز	۹۴	۱۳	مصر	لفند
۲۸	۲۰	اِن	کیسی	۹۶	۳	کا طوطا بولتا تھا	کی طوطی بولتی تھی
۳۳	۲	سرستی	سرسوتی	۹۶	۸	سی	جیسی
۳۹	۱۹	گئی	کئی	۹۷	۱۵	ہر کہ دمہ	سب
۴۳	۱۵	ویسے	ویسی	۱۰۸	۷	ہی	×
۵۶	۸	ویاہیرکرن	ویاکرن	۱۰۸	۷	سے	میں
۵۶	۲۱	آپ	×	۱۰۸	۸	مسلہ تھا	حوالہ ملا
۶۰	۱۹	گیا	کیا	۱۰۸	۹	مگر یہ معنے ...	×
۶۲	۱۸	اب	اب آپ کا			سمجھے ہیں۔	
۶۳	۱۰	اور	اور آپ کو	۱۱۰	۱۳	کو	کا
۶۳	۱۳	سادہوی	سادھو	۱۱۱	۱۱	قانون	قاعدہ

انڈکس

ملنے کا پتہ

(۱) سکرٹری شری آتمانند جین مہا سبھا پنجاب - انبالہ شہر

(۲) سکرٹری شری آتمانند جین مہاسبھا زیرہ - ضلع فیروزپور

(۳) سکرٹری شری آتمانند جین ٹریکٹ سوسائٹی - انبالہ شہر

بندے ویر ماننّدم

آتم چرتر

یعنے

نیایا مبھونِدھی جین آچاریہ شری ۱۰۰۸ شری وجیانند سوری

شری آتما رام جی مہاراج

کی

سوانح عمری

از قلم

لالہ بابو رام صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پلیڈر

زیرہ (ضلع فیروزپور)

جسے

شری آتمانند جین مہاسبھا پنجاب انبالہ شہر نے شایع کیا

ویر سمت ۲۴۵۶ | آتم سمت ۳۵
بار اول ۱۰۰۰
قیمت فیجلد عہ
وکرم سمت ۱۹۸۷ | عیسوی سنہ ۱۹۳۰

مطبوعہ ہندوستان الکٹرک پرنٹنگ ورکس اسپلنڈ روڈ کوچہ بلاقی بیگم۔ دہلی